وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جلد دوم

مکمل اسلامی ماہ کے اعتبار سے
یادگار تجلیات کا حسین گلدستہ

خطبات ندیم

ماہ ربیع الاول - ربیع الثانی کے
یادگار خطبات کا حسین گلدستہ



ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری
خطیب اسلام حضرت مولانا
ابو محمد عبد الکریم ندیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر حمید فاروقی

مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7512074
0300-4944562

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم مولانا عبدالکریم ندیم کی نظر میں

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت و کاووش کا ایک حسین شاہکار ہے۔ خطبات ندیم بندہ کی دعا کی ایک لڑی ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔ خطبات ندیم کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل و اشاعت رمضان المبارک کے بابرکت و باعظمت مہینہ میں ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔ میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کے جامع (مولانا شبیر حیدر فاروقی) نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔ اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ و خطبات جمع کیے جا چکے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کو اسباب مہیا کرے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور بندہ (مولانا عبدالکریم ندیم) کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

خطبات ندیم

توحید باری تعالیٰ، شانِ انبیاء، شانِ رسالت، شانِ صحابہؓ اور تذکرہ اولیاء اللہ کے

یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

جلد دوم

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری

خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ



ناشر

مکتبہ مدنیہ

بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

0300-4944562

نام کتاب..........خطبات ندیم (دوم)
ازافادات..........خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم
ترتیب اول..........مولانا شبیر حیدر فاروقی
معاون..........حافظ مختار الحسن
اشاعت دوم..........6 نومبر 2004
تعداد..........1100 صفحات 400
قیمت..........

سٹاکسٹ

مکتبہ مدنیہ بالمقابل مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

03017512074 03004944562

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- المیزان پبلشرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ العائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مجیدیہ کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ ملتان
- ادارہ اشاعت الخیر ملتان
- مکتبہ صفدریہ جوہر چوک راولپنڈی
- مکتبہ عثمانیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
- اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی۔
- مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
- اشرفی کتب خانہ کراچی
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی ادارۃ المعارف احاطہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات ندیم

خطبات ندیم ابن عبدالکریم ندیم محمد احمد ندیم کی نظر میں

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی کا بھی ہے جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء کے حلقہ میں محبوب ہیں مولانا شبیر احمد فاروقی بہت ہی با صلاحیت اور قلب سلیم کے مالک ہیں انہوں نے حضرت والد محترم کی کتب کی ترتیب و طباعت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اور الحمد للہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا شبیر حیدر فاروقی اور باقی حضرات جو اس کار خیر میں مصروف ہیں صحت و عافیت سے رکھے۔

انتساب

میں اپنی اس حقیری کاوش خطبات ندیم جلد دوم کا

انتساب بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ اس شخصیت کے

نام کرتا ہوں۔ جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانیت کیلئے راہ ہدایت

کا ذریعہ بنے۔ اور اس وقت پورے عالم اسلام کی نظریں ان کا طواف

کرتی ہیں۔ اور اس وقت بھی سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ ان کی

خانقاہ سے فیض یاب ہورہے ہیں۔

............اس خانقاہ سے میری مراد............

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ہے۔

............اور اس عظیم شخصیت سے مراد............

میرے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت عارف باللہ ولی کامل

خواجہ خواجگان۔ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد کندیاں شریف والے ہیں۔

اللہ رب العزت ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔

آمین ثم آمین

شبیر احمد ندیم

اجمالی فہرست خطبات ندیم دوم جمادی الاول والثانی

فہرست عنوانات خطبات ندیم دوم ماہ ربیع الاول واخری

عظمت رسول ماہ ربیع الاول کے آئینہ میں

حضور کا بچپن

حضور کا سفر آخرت

سیرت رحمت دوعالم

کلمات الکریم

ابو محمد عبد الکریم ندیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت وکاوش کا ایک حسین شاہکار ہے..... موصوف اس سے قبل جواہرات فاروقی شہید کی تین جلدیں اور خطبات ندیم کی پہلی جلد ترتیب دے چکے ہیں..... اسکے علاوہ پہلے انہوں نے ایک معلومات کا خزینہ بھی ترتیب دیا تھا..... موصوف ضلع ملتان تحصیل جلالپور پیروالہ کے ایک دھی پس ماندہ علاقہ موضع دیپال کے رہائشی ہیں..... جہاں کسی سواری پہ سوار ہوکر پہنچنے کا راستہ بھی نہیں..... مگر علم کی دنیا کی بدولت اپنے بزرگوں کی نسبت سے تالیف کے میدان میں انکا نام صرف پاکستان میں ہی نہیں..... بلکہ عربی اور غربی ممالک میں اس نوعمری اور طالب العلمی کے زمانہ میں شہرہ آفاق بن چکا ہے..... اللہ تعالیٰ موصوف کو اخلاص وللھیت سے اپنے مشن میں کامیاب فرمائے..... آمین ثم آمین۔

گذشتہ چند سالوں سے پاکستان میں دینی کتب کی دنیا میں خطبات کا ایک بہترین اور کثیر ترین اضافہ ہوا ہے..... ہر خطیب کے مداح نے اپنے محبوب خطیب کے خطبات کو مرتب کیا ہے۔ بلکہ ہر مرتب کا ذوق خطیب کے خطبات کی ترتیب سے واضح ہوتا ہے۔عزیزی مولانا شبیر حیدر فاروقی سلمہ اللہ نے اپنے آئیڈیل خطیب مؤرخ اسلام محقق وقت ترجمان اہل حق شہید ناموس صحابہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے جواہرات کو جمع کرنے کے لئے قلم اٹھایا۔ تقدیر کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔ علامہ فاروقی شہید نے جام شہادت نوش فرمایا..... تو عزیزی موصوف کا قلبی تعلق بندہ سے بفضلہ تعالیٰ ہوا..... اسی کا نتیجہ ہے کہ

پہلے خطبات ندیم جلد اوّل صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں دو بار ایک مرتبہ ملتان اور ایک مرتبہ لاہور سے شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی ہے...... اب عزیزی نے جلد ثانی کی کاوش مکمل کی ہے...... راقم الحروف تحدیث نعمت کے طور پر تحریر کر رہا ہے...... کہ بندہ کو ماضی قریب میں جن اہم اکابر خطباء کی صحبت میسر آئی...... ان میں امام اہلسنت خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم کے بعد مؤرخ اسلام حضرت علامہ فاروقی شہید کی ذات والا صفات ہے...... بلکہ زمانہ طالب العلمی میں بندہ نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں حضرت شہید سے تاریخ کے اسباق بھی تبرکاً پڑھے...... شاید یہی نسبت عزیزی مولانا شبیر حیدر فاروقی کو پسند آ گئی ہے ورنہ...... من آنم که من دانم ...... میرے خطبات میں کوئی جدت نہیں...... بلکہ اکابر کا خوشہ چین ہونے کے ناطے انہیں کی باتیں عام فہم سلیس اور سادہ زبان میں عرض کرتا ہوں...... مزید یہ کوشش ہوتی ہے...... (1) تقریر میں نہ اپنا وقت ضائع کیا جائے اور نہ سامعین کا وقت بے کار بنایا جائے...... (2) یہ بھی کوشش ہوتی ہے...... کہ جس موضوع پر گفتگو ہو صرف اور صرف اسی پر ہی سیر حاصل کلام ہو...... (3) نیز جس بات کو حق سمجھا جائے اور سچ سمجھا جائے اسے چھپایا نہ جائے...... (4) اپنے اکابر و اسلاف کے مسلک سے ہٹ کر کوئی نئی تحقیق نہ کی جائے...... (5) اکابر کے باہمی اختلاف میں نزاع کا اضافہ نہ کیا جائے...... بلکہ اعتدال سے احترام بحال رکھتے ہوئے کلام کیا جائے...... (6) فرق باطلہ کی تردید میں قرآن وسنت کے ساتھ عقلی دلائل بھی بیان ہوں...... (7) موصوف کے ترتیب شدہ خطبات اکثر وہ ہیں...... جو اکابر کی علماء اور شیوخ حدیث کی موجودگی میں ہوئے ہیں...... گویا کہ انکے مصدقہ ہیں...... (8) یہ تقاریر، باوضو، درود شریف کی تلاوت سے کی گئی ہیں...... (9) بندہ نے کہیں اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔

(۱۰) ان تمام چیزوں کے ساتھ اپنے اسلاف کی زیارت اور خدمت کو ہمیشہ اپنا شعار بنایا ہے۔

دلی دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش جمیلہ اور مساعی عظیمہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ اور مولانا موصوف کے تمام معاونین، متعلمین قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین، ثم آمین ...... نیز انسان مرکب من الخطاء والنسیان ہے...... تحریر، تقریر میں کوئی بات خلاف شریعت ہو...... یا حقیقت کے منافی ہو یا کوئی غلطی ہو تو مرتب کے پتہ پر اطلاع دیکر ممنون ومشکور ہوں...... تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے......اس کتاب کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے ...... کہ اسکی تکمیل واشاعت رمضان المبارک کے بابرکت وباعظمت مہینہ میں ہے...... دلی دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے...... جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔

حسبنا اللہ نعم الوکیل۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہٖ و بارک وسلم۔

ابو محمد عبدالکریم ندیم

ناظم مجلس علماء اہل سنت پاکستان

خطیب
جامع مسجد غلہ منڈی
خانپور ضلع رحیم یار خان

مدیر المرکز الفقہیہ جامعہ امداد العلوم محمد کریم آباد خانپور پاکستان

شمع اوّلین

مولانا شبیر حیدر فاروقی

اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانوں میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے...... کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی مقدس ترین ہستی کو بھٹکی ہوئی انسانیت کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا انہوں نے آ کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانے کیلئے ظالمین کی قید و بند اور صعوبتوں کو برداشت کیا۔

کبھی ان کو کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر ظالمین کے طعنے اور ستمگروں کے ستم برداشت کرتے دیکھا گیا۔

کبھی ان کو شعبِ ابی طالب میں محصوری اور فقر و فاقہ کے لمحات گزارتے دیکھا گیا۔

کبھی ان کو سرزمین مکہ پر کوڑے کرکٹ کے انبار برداشت کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

کبھی ان کو طائف کی گلیوں میں چند اوباش لڑکوں کے ہاتھوں میں گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹتے ہوئے دیکھا گیا۔

کبھی ان کو جبل احد کے دامن میں دندان مبارک شہید کرواتے ہوئے دیکھا گیا۔

کبھی ان کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارہ ٹکرے ہوتے ہوئے دیکھے گئے۔

کبھی ان کے آنسو بارش کی طرح برستے دیکھے گئے۔

کبھی انکے ٹخنے مبارک لہو سے رنگین دیکھے گئے ہیں...... باوجود اس کے کہ اگر وہ فرشتوں سے کہہ دیتے تو سرعام بے عزتی کرنے والوں کا نام و نشان تک نہ رہتا...... لیکن انہوں نے ستمگروں کے ستم اور ظالمین کے ظلم سہہ کر بھی ستمگروں کو دعائیں دیں...... یہ سب ظلم و ستم برداشت کیے...... لیکن بھولی بھالی امت کو بغیر اصلاح کے نہیں چھوڑا ......اور

امت کی اصلاح ایسی کی کہ دنیا آج تک اس کی مثال لانے سے قاصر ہے......اور اپنی راہ راست سے بھٹکی ہوئی امت کو ایسے قیمتی مشاہیر سے نوازا ......کہ جن کی مثال دیگر مذاہب (یعنی مذاھب باطلہ) میں ملنا مشکل ہے......اس اعتبار سے حضرات صحابہ کرام ﷡ صف اوّل کے سپاہی ہیں......جن میں سے ہر ایک صحابی اصحابی کاالنُّجُومِ کا مصداق یعنی چمکتے ستاروں کی مانند ہیں......جس کی روشنی میں چلنے والے اِھْتَدَیْتُمْ کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں......اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔

جہاں اس ذات اقدس کا محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہماری اصلاح کیلئے بھیجنا احسان ہے وہاں اس ذات اقدس کا یہ بھی احسان ہے......کہ اس نے امت محمدیہ میں حضرات صحابہ کرام ﷡ کے بعد ایسی ایسی ذی استعداد اور علمی شخصیات بھی صفحہ ہستی پر رونق افروز کیں کہ جنہوں نے سرزمین خداوندی میں ایسے ایسے جلیل القدر شخصیات چھوڑیں......کہ جنہوں نے قال اللہ و قال رسول کی صدائیں بلند کرتے کرتے اپنی پوری زندگی بسر کر دی......ان مقدس ہستیوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کا درس لیے ہوئے محمد مصطفیٰ ﷺ اور عظمت صحابہ ﷡ پر اس وقت صدائیں بلند کیں...... جب ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور عظمت مصطفیٰ اور حب صحابہ کرام ﷡ کافور ہونے والی تھی۔

ذرا اس قدر انگریز کی کرسئ قیادت و حکومت پر براجمان ہونے کے بعد کے زمانے پر نظر دوڑائیں......تو علماء، وصوفیاء برسر عام قتل کیے گئے ......اور موت کے شکنجوں میں کسے گئے ......اسلامی مراکز و عبادت گاہیں ویران اور مسمار کی گئیں...... خدا کا نام لیوا ایک بھی نہ بچا تھا ......تو خوف ستم جو خلق کے اندر ہی دبارہ جاتا ہر طرف دین سے بے زار لوگ ہی نظر آتے ...... دور دور تک علم سے وابستگی رکھنے والا دکھائی نہ دیتا......بس ایک اندوہ ناک سراسیمگی کا عالم تھا۔ایسے ماحول میں علمائے دیوبند نے حق کی آواز بلند کی ......انسانی آبادی کو دین محمدی ﷺ سے قریب کیا ......انہیں اسم محمد ﷺ اور عظمت صحابہ کرام ﷡ سے

واقف کرایا ملک کے گوشے گوشے میں سیرت النبی وعظمت صحابہ ﷺ کے جلسے کئے ...... کانفرنسیں بلائیں اور دین سے بیزار لوگوں کو دین داری کا سبق دیا ...... نبی کریم ﷺ کے اوصاف وکردار اوران کی سیرتوں سے آگاہ کرایا ......اسی طرح رفتہ رفتہ ملک کی ہرآبادی کو عشق رسول سے سرشار کرڈالا اور کائنات انسانی کو محسن انسانیت اور صحابہ کرام ﷺ کا دیوانہ بنا ڈالا...... یہ بات زبانی نہیں تاریخی مشاہدہ ہے......اور حقیقت کی ترجمانی ہے ......اور آج بھی علمائے دیوبند جب کہ اس وقت بھی ان گنت تعداد میں دنیا کے چپے چپے میں پھیلے ہوئے ہیں ......تعلیمات رسول اور عظمت صحابہ ﷺ کو عام کرنے میں فروتر ہیں۔ سیرۃ النبی وعظمت صحابہ کے مقدس عنوان پر کانفرنس منعقد کر کے عوام کو اسم محمد ﷺ اسوہ حسنہ وعظمت صحابہ ﷺ اوران کی تعلیمات فرمودات سے آشنا کر رہے ہیں......اور ہرسو عشق نبی رحمت کی صدائیں اور عظمت صحابہ فضاؤں میں گونجتی نظر آرہی ہیں......اور امت مسلمہ کے ہادی عالم اوران کی کابینہ حضرات صحابہ کرام ﷺ کی تعلیمات سے بے زاری کافور ہوتی جارہی ہے یہ سب انہیں حضرات کا دین ہے...... بالفاظ دیگر پوری دنیا خصوصاً برصغیر پر علماء دیوبند کا یہ ایک بہت بڑا احسان ہے......ان میں سے عہد حاضر کی ایک نابغہء شخصیت' شہسوار میدان خطابت غواص دریائے حقیقت منبع اسرار مرقع انوار خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہ کی ذات اقدس بھی ہے......جنہوں نے خیرالقرون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہی کی طرح دین کی خاطر دن رات کا انتھک سفر کر کے صعوبتیں برداشت کر کے بذریعہ تقریر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کی ......اور راقم الحروف بندہ ناچیز کو یقیناً ایک برس کا عرصہ بیت رہا ہے کہ خطباء اہلسنت کی ضرورت اور آئمہ مساجد اور کچھ ساتھیوں کے اصرار پر مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ کے جگہ جگہ بکھرے ہوئے موتیوں کو کتابی شکل میں لانے کیلئے قلم اٹھایا تھا ......اوراس محنت کے نتیجہ میں جلد اوّل پایہء تکمیل کو پہنچی تھی ......اللہ کے فضل وکرم اور حضرت اقدس مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہ کی خصوصی شفقت اور مخلص

دوستوں کی دعاؤں کی بدولت نہایت ہی کم مدت میں تقریباً دوایڈیشن چھپ کر ہاتھوں ہاتھ چل چکے ہیں ...... اور تیسرا ایڈیشن چھپنے کو تیار ہے ...... اور بندہ نے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے قلم اٹھایا ہوا ہے...... اور یہ کام اپنی منزل کی طرف کافی سفر طے کر چکا ہے اور حضرت بھی کمال درجہ کی شفقت اس معاملے میں فرمارہے ہیں...... تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوستوں کی دعاؤں اور حضرت کی خصوصی توجہ کا ثمر ہے ...... اور انشاء اللہ چار ماہ کے خطبات یعنی محرم، صفر، ربیع الاوّل اور ربیع الثانی کے خطبات انشاء اللہ بہت جلد خطبات ندیم کی شکل میں قارئین کی نظر کرنے کی سعادت حاصل ہوگی ...... اور اس کے لئے خصوصی دعا کی بھی اپیل ہے...... اور اس کے علاوہ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النّاس لَمْ يَشْكُرِ للّٰه کے تحت بندہ اپنے ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے ...... کہ جنہوں نے بندہ کو اس مجموعہ کی اشاعت کیلئے مفید مشوروں سے نوازا ...... ان میں سے بالخصوص برادر مکرم شہزادہ اہلسنت مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا عثمان بیگ فاروقی صاحب کے ساتھ لاہور کینٹ کے پروگرام میں جب اکٹھے بیان کرنے کا موقع نصیب ہوا...... تو انہوں نے اسی جگہ پر کتاب کے مسودہ کو دیکھا ...... اور کمال درجے کی محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے قلم سے قیمتی کلمے تحریر کر دیے...... ان کے علاوہ مولانا نور محمد شاہین میلسوی برادر مکرم ثناخوان مصطفیٰ ﷺ عزیزی محمد سلیم مہر صاحب اور برادر مکرم غضنفر علی شاہین شیخوپورہ کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتا ہوں ...... جنہوں نے اس مجموعہ کی اشاعت کیلئے مفید مشوروں سے نوازا ان حضرات کے علاوہ جنہوں نے بھی میرے ساتھ اس مجموعہ کی اشاعت کیلئے خصوصی تعاون کیا ہے اللہ سے دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم عطاء فرمائے ...... اور صاحب خطبات اور مرتب خطبات کیلئے یہی مجموعہ نجات کا سبب بنائے ...... آمین یارب العالمین۔

تاریخ تحریر ۸ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مقام تحریر زکریا ایکسپریس دوران سفر از خانپور تا بہاولپور

سیرت النبی پہ بے مثال خطابت

مولانا شبیر حیدر فاروقی

حدیث قدسی:

میرے دوستو! حدیث قدسی ہے جس کا مطلب ہے کہ" اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے......تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔

یعنی اگر محسن انسانیت، ساقیِ کوثر، شافع محشر، صاحب معراج، سرور کونین، تاج دار مدینہ اپنے سے پہلے تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والے، خدا کے حبیب، آمنہ کے دریتیم، عبدالمطلب کے پوتے، عبداللہ کے بیٹے محمد مصطفیٰ، رہبر و رہنما، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جلوہ افروز نہ ہونا ہوتا......تو یہ جن و بشر، شمس و قمر، شجر و حجر، بحر و بر، پھولوں کی مہک، چڑیوں کی چہک، سبزہ کی لہک، سماء و سمک، رفعت و پستی، خوش حالی و بدبختی، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریا کی روانی، کواکب آسمانی، خزاں و بہار، بیاباں و مرغزار، نباتات و جمادات، جواہر و معدنیات، جنگل کے درندے، ہوا کے پرندے، غرض کائنات کی کسی چیز کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

گر ارض و سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

فخر موجودات کائنات سید الاولین، محبوب رب العالمین، سید المرسلین وہ ذات اعلیٰ صفات ہیں۔

......کہ......

- ☆ جن کی خاطر کائنات ہست و بود کو وجود ملا
- ☆ جن کی برکت سے انسانیت کو شعور ملا
- ☆ جن کے گلے میں لولاک کا ہار پہنایا گیا

☆ جن کے اسم گرامی سے جنتی درختوں کے ہر پتے کو زینت ملی
☆ جن کے نام کی برکت سے سیدنا آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی
☆ جن کی برکت سے سیدنا ابراہیمؑ کو سیادت کا تمغہ ملا
☆ جن کا کلمہ سیدنا سلیمانؑ کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا
☆ جن کے حسن و جمال کا پرتو سیدنا یوسفؑ کو ملا
☆ جن کے صبر کا نمونہ سیدنا ایوبؑ کو ملا
☆ جن کے قرب کا ایک لحظہ سیدنا موسیٰؑ کو مکالمات کی صورت میں ملا
☆ جن کے مرتبہ کا ایک حصہ سیدنا ہارونؑ کو وزارت کی صورت میں ملا
☆ جن کی نعت کا ایک مصرع سیدنا داؤدؑ کا نغمہ بنا
☆ جن کی عفت کا کرشمہ عصمتِ یحییٰؑ کا جلوہ بنا
☆ جن کے دفتر حکمت کی ایک سطر سیدنا لقمانؑ کو نصیب ہوئی
☆ جن کے وجود مسعود دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحیؑ بنا
☆ جن کی آمد کی برکت سے لشکر ابرہہ "کَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ" ہوا
☆ جن کی ولادت باسعادت سے فارس کے آتش کدے بجھے
☆ جن کی زبان فیض ترجمان سے گہوارے میں اللہ اکبر کے الفاظ صادر ہوئے
☆ جن کو بعثت سے قبل ہی صادق و امین کا لقب ملا
☆ جن کی انگشت مبارک کے اشارے پر چاند دولخت ہوا
☆ جن کی رسالت کی گواہی جمادات نے بھی دی
☆ جن کے حصہ میں معراج کی عظمت آئی
☆ جن کے در اقدس کے خاک نشین صدیق اکبرؓ بنے
☆ جن کے خرمن ایمان کے ریزہ چین فاروق اعظمؓ بنے
☆ جن کے حیاء کی کرن سے عثمان ذوالنورینؓ بنے
☆ جن کے بحر علم کے چھینٹوں سے علی المرتضیٰؓ باب العلم بنے

☆ جن کے شہر کو رب کائنات نے بلد امین کہا

☆ جن پر نازل ہونے والی کتاب کو کتاب مبین کہا

☆ جن پر رب کریم اور فرشتے درود بھیجتے ہیں

☆ جن کی امت کو خیر الامم کے نام سے یاد کرتے ہیں

اسی کو دیکھ کر ایک شاعر نے منظر کشی کی ہے...... جس کو تاریخ اقبال سہیل کے نام سے پکارتی ہے وہ کہتا ہے۔

کتاب فطرت کے سرورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہ ازل سے انکا خطاب خیر الامم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخشے نگاہ عرفاں اگر چراغ حرم نہ ہو تا

اور پھر میرے محبوب ﷺ کے کمالات کو دیکھئے...... کہ اللہ نے کس قدر میرے محبوب ﷺ کو کمالات عطاء فرمائے

...... کہ......

❁ اگر عبادت میں دیکھنا ہو...... تو...... میرے محبوب ﷺ جیسا عابد کوئی نہیں

❁ اگر زہد میں دیکھنا ہو ......تو...... میرے محبوب ﷺ جیسا زاہد کوئی نہیں

❁ اگر شہادت میں دیکھنا ہو......تو...... میرے محبوب ﷺ جیسا شاہد کوئی نہیں

❁ اگر صداقت میں دیکھنا ہو......تو...... میرے محبوب ﷺ جیسا صادق کوئی نہیں

❁ اگر بشارت میں دیکھنا ہو......تو...... میرے محبوب ﷺ جیسا بشیر کوئی نہیں

- اگر امانت میں دیکھنا ہو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا امین کوئی نہیں
- اگر ڈرانے میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا نذیر کوئی نہیں
- اگر شفقت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا شفیق کوئی نہیں
- اگر نبوت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا خاتم النبیین کوئی نہیں
- اگر رسالت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا رسول کوئی نہیں
- اگر حمد گوئی میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا احمد و حامد کوئی نہیں
- اگر قیادت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا مقتدا کوئی نہیں
- اگر قربت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا مقرب کوئی نہیں
- اگر علم میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا معلم کتاب و حکمت کوئی نہیں
- اگر دعوت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا داعی الی اللہ کوئی نہیں
- اگر حکومت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا حاکم کوئی نہیں
- اگر تبلیغ میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا مبلغ اعظم کوئی نہیں
- اگر خطابت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا خطیب اعظم کوئی نہیں
- اگر طہارت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا طیب و طاہر کوئی نہیں
- اگر عصمت میں دیکھو ......تو......میرے محبوب ﷺ جیسا معصوم کوئی نہیں

......پھر کیوں نہ کہیں......

اس جیسا کوئی اب تک نہ ہوا اس جیسا کوئی ہوگا بھی نہیں
اس کمبل پوش پہ میں قربان صورت بھی حسین سیرت بھی حسین
وہ کعبہ ایمان قبلۂ جاں وہ وجہ وجود کون ومکاں
وہ شافع محشر ہادی کل وہ ختم رسل وہ مرکز دین
اوصاف کریں کیا اس کے بیاں یہ میرا قلم یہ میری زبان
فرمایا ہے سچ صدیقہؓ نے خلق اس کا ہے قرآن مبین

بے مثال خطابت

مولانا شبیر حیدر فاروقی

میرے دوستو......!اگر تاریخ پر نظر دہرائی جائے تو کائنات انسانی میں چشم فلک نے ایک ایسے وقت کو بھی دیکھا ہے......کہ جس وقت امام الانبیاء کائنات میں تشریف نہیں لائے تھے......تو پوری انسانیت معصیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مبتلا تھی......اور پوری دنیا میں ظلمت ہی ظلمت تھی......اندھیرا ہی اندھیرا تھا ظلم وستم کا دور دورہ تھا......جور و جفا عام تھا......شراب نوشی اور زنا کاری معیوب نہ تھی...... چوری اور ڈاکہ زنی پر فخر کیا جاتا تھا......انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا......بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا......عورت حیوانوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور تھی......جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا قانون تھا...... قبائلی لڑائیاں سالہا سال تک جاری رہتی تھیں......انتقام در انتقام کا سلسلہ چلتا رہتا تھا...... اضطراب تھا......ظلم تھا...... بدی کا راج تھا...... بے حیائی کا غلبہ تھا......انسانیت کا چمکتا ہوا چراغ بجھنے کو تھا......کہ وہ رب جو خزاں میں بہار پیدا کرتا ہے......وہ رب جو ظلمت شب کے بعد نور سحر پیدا کرتا ہے...... وہ رب جو قحط سالی میں کلبلاتے انسانوں بلبلاتے حیوانوں اور گرم صحراء میں تڑپتے کیڑوں مکوڑوں پر رحم کرتے ہوئے آسمان سے بارش برساتا ہے۔اسی رب کو جو میرا آپ کا اور ہر شیء کا رب ہے......اسے اشرف المخلوقات کی حیوانوں سے بدتر حالت پر رحم آ گیا......اور اس نے کائنات کے ایسے مقدس ترین انسان کو مبعوث فرمایا......کہ جس کے آنے پر پوری دنیا جھوم اٹھی اور کائنات کی ہر چیز اس مقدس ہستی کے بارے پوچھنے لگی۔

❁ یہ کون آ رہا ہے......کہ محراب یقین میں کہکشاؤں کے جھرمٹ ہجوم کرنے لگے

ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ نسل آدم علیہ السلام کے مقدس پر مسلط بانجھ موسموں کے سلگتے ہوئے بدن انگڑائیاں لے کر بیدار ہونے لگے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ سلگتی ہوئی فضائیں شاداب ساعتوں اور مخمور لمحوں سے ہمکنار ہونے لگی ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ شرف انسانی کی مٹتی ہوئی قدریں پھر سے بحال ہو رہی ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... حرم حق کے پرچم چاروں طرف لہرا رہے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ شمیم سحر، امن اور سلامتی کا مژدہ لیے کلیوں کے گھونگھٹ الٹ رہی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ حواء کی بیٹی کے برہنہ سر پر چادر رحمت ڈال دی گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ کائنات رنگ و بو میں روشنی کی ہر کرن وجد میں آ گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ روح کائنات جھومنے لگی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ فصیل قصر شاہی پر عظمت جمہور کے پرچم کھل رہے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ چار دانگ عالم میں غلبہ حق کا اعلان ہونے لگا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ آتش کدوں کی آگ بجھ گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ باطل کے ایوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ ابلیسیت کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ انسان کی خدائی کے خاتمے کی نوید سنائی جا رہی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ رنگ و نسل کے بت پاش پاش ہو گئے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جبر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے غلاموں کی دنیا میں

آزادی کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ سسکتی ہوئی انسانیت کے ویران آنگن میں گنگناتی ہوئی خوشبوئیں رقص کرنے لگی ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کے نقش قدم پر تاریخ کا سفر جاری تھا جاری ہے اور جاری رہے گا۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ آگہی کا ہر حرف جس کی گفتار جمیل سے اکتساب شعور کرنے کا پابند ہوا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ شب وستم کی تاریکیاں اپنا رخت سفر باندھنے لگی ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ بت پرستی کی ہر شکل کی تکذیب کے لئے سامان عبرت فراہم ہونے لگا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کے آنے سے زمین پر عدل کا نفاذ ہوگا۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ مقتلوں میں دھول اڑنے لگی ہے اور خونِ انسانی کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ قرار دیا جا رہا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ ہر بریدہ شاخ مسکرانے لگ گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ امان سحر میں گلشن مہکنے لگے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ پیاسی زمینوں اور بنجر ساعتوں پر ابر کرم کی رم جھم ہونے لگی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ ہوائے مشکبار مشام جان کو معطر کرنے لگ گئی ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کا اسم گرامی کائنات کی ہر چیز کی زبان پر رواں ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس پر خالق کائنات اور اس کے ملائکہ بھی درود بھیج رہے ہیں۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ قرآن جس کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دے رہا ہے۔

❁ یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا ہے۔

- یہ کون آ رہا ہے...... کہ عرش سے فرش تک نور کی چادر تان دی گئی ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ نسل آدم علیہ السلام کے بخت خفتہ پر پڑے نامرادی کے قفل (تالے) ایک ایک کر کے ٹوٹنے لگے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ تشکیک والحاد کی وادیوں میں توحید باری اور خالق یکتا وتنہا کا ڈنکا بجنے لگا ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ تاریخ بشر صدق و وفا فقر و غناء، جود و سخا، اور لطف و عطاء کی شگفتہ کلیوں سے مہک رہی ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ تمدن کی جبیں پر چاندنی کی نرم کرنیں نئے دن کا نیا عہد نامہ تحریر کر رہی ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ حکم خدا ٹھہرے گا۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ تپتے ہوئے ریگزاروں اور سلگتے ہوئے صحراؤں سے آب خنک کے چشمے پھوٹ نکلے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ جن کی آمد پر شرک و جاہلیت کے تمام فلسفے باطل قرار دے دیے گئے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ ابر نور و نکہت ہر بستی اور ہر قریے پر کھل کر برسا ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ آئینہ خانوں میں بکھرے ہوئے عکس اور ٹوٹے ہوئے وجود اپنی اکائی کو تحفظ کی رداء میں لپٹا ہوا دیکھ رہے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ کارخانہ قدرت میں روشنیاں، عمل کی صورت میں تجسیم ہونے لگی ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ فرعونیت اور قارونیت کو کہیں جائے پناہ نہیں مل رہی۔

- یہ کون آ رہا ہے...... کہ تاریک خطوں میں دھنک کے ساتوں رنگ بکھرنے اور مچلنے لگے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ ابر شفاعت جس کے ہمرکاب ہو گیا ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ بنجر سوچوں والے قلم رو انسان بھی اضطراب سے آشنا ہونے لگے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کے فیض کا چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ جو مرکز محبت نظر آ رہا ہے۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ حشر کے بعد بھی جس کی رسالت کا پھریرا اڑتا رہے گا۔
- یہ کون آ رہا ہے...... کہ جس کے ذکر جمیل پر معبد جاں میں ریشمیں موسم اترنے لگے ہیں۔
- یہ کون آ رہا ہے...... جس کا ہر نقش پا خورشید پا محبت بن کر افق دیدہ و دل پر طلوع ہو رہا ہے اور طلوع کا یہ منظر قیامت تک ہر لمحے اور ہر ساعت کے مقدر کو جگمگاتا رہے گا۔

میں اس کو کس انداز میں بیان کروں...... کہ کون آ رہا ہے...... ہاں یہ تعارف ایک عاشق صادق نے حروف تہجی کو واسطہ بنا کر کروایا ہے...... میں چاہتا ہوں وہی نقشہ ہی آپ کے سامنے رکھ دوں۔

.... کہ ....

- الف، نے کہا...... اللہ کے پیارے آ رہے ہیں۔
- ب، نے کہا...... بے سہاروں کے سہارے آ رہے ہیں۔
- پ نے کہا...... پاسبان دو عالم آ رہے ہیں۔
- ت نے کہا...... تاجدار انبیاء آ رہے ہیں۔
- ث نے کہا...... ثاقب سماء آ رہے ہیں۔

- ج نے کہا...... جنت کے ضامن آ رہے ہیں۔
- ح نے کہا...... حبیب خدا آ رہے ہیں۔
- خ نے کہا...... خیرالوریٰ آ رہے ہیں۔
- د نے کہا...... دکھوں کے مٹانے والے آ رہے ہیں۔
- ذ نے کہا...... ذخیرہ کائنات آ رہے ہیں۔
- ر نے کہا...... رحمت اللعالمین آ رہے ہیں۔
- ز نے کہا...... زمین و آسمان کے فخر آ رہے ہیں۔
- س نے کہا...... سرور کونین آ رہے ہیں۔
- ش نے کہا...... شاہ ارض و سما آ رہے ہیں۔
- ص نے کہا...... صادق الامین آ رہے ہیں۔
- ض نے کہا...... ضامن جنت آ رہے ہیں۔
- ط نے کہا...... طٰہٰ کی سیرت والے آ رہے ہیں۔
- ظ نے کہا...... ظلمتوں کو مٹانے والے آ رہے ہیں۔
- ع نے کہا...... عبادتوں کا طریقہ بتلانے والے آ رہے ہیں۔
- غ نے کہا...... غلاموں کو آزادی دلانے والے آ رہے ہیں۔
- ف نے کہا...... فخر تمنا کی تصویر آ رہے ہیں۔
- ق نے کہا...... قاسم کوثر آ رہے ہیں۔
- ک نے کہا...... کائنات کے محور پیکر آ رہے ہیں۔
- ل نے کہا...... لطف و عنایت کے پیکر آ رہے ہیں۔
- م نے کہا...... مرکز رشد و ہدایت آ رہے ہیں۔
- ن نے کہا...... نورانی زلفوں والے آ رہے ہیں۔

- و نے کہا...... وجہ تخلیق کائنات آرہے۔
- ہ نے کہا...... ہادی کون ومکاں آرہے ہیں۔
- چھوٹی ی اور بڑی یے، نے کہا...... کہ یثرب وبطحا، کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

بنانے والے آرہے ہیں۔

- مجبور ومقہور بے بس انسانوں نے کہا ہمارا چارہ گر آرہا ہے۔
- غلاموں نے کہا...... کہ ہمارا آقاء ومولا آرہا ہے۔
- یتیموں نے کہا...... ہمارا والی آرہا ہے۔
- کعبہ نے کہا...... کہ مجھے بتوں سے پاک کرنے والا آرہا ہے۔
- زم زم پکار اٹھا...... کہ میرا صحیح وارث آرہا ہے۔
- مدینہ نے کہا...... کہ مجھے منورہ بنانے والا آرہا ہے۔
- مکہ نے کہا...... کہ مجھے مکرمہ بنانے والا آرہا ہے۔
- صداقت نے کہا...... کہ مجھے تقسیم کرنے والا آرہا ہے۔
- عدالت نے کہا...... کہ مجھے صحیح جگہ پر قائم کرنے والا آرہا ہے۔
- سخاوت نے کہا...... کہ میرا اظہار کرنے والا آرہا ہے۔
- شجاعت نے کہا...... کہ میرے مصداق بتلانے والا آرہا ہے۔
- کعبہ نے کہا ...... کہ میرے اردگرد دنیا کو چکر لگوانے والا آرہا ہے۔
- حجر اسود بھی بول پڑا اس نے کہا...... کہ مجھے بوسے دلوانے والا آرہا ہے۔
- کائنات نے کہا...... کہ میرا بسانے والا آرہا ہے۔
- غربت نے کہا...... کہ مجھے پسند کرنے والا آرہا ہے۔
- نبوت نے کہا...... کہ شکر ہے کہ خاتم النبین آرہا ہے۔
- امت بھی خوش ہوگئی...... کہ ہمیں جہنم سے آزاد کر کے جنت میں پہنچانے والا

آرہا ہے۔

- اور اسم محمد اور احمد بھی خوش ہو کر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے...... کہ جس کے لئے ہم دونوں کو بنایا گیا تھا وہ ہمارا مصداق آرہا ہے۔
- جناب آمنہ نے کہا...... کہ میری آنکھوں کا تارہ آرہا ہے۔
- مائی حلیمہ نے کہا............ کہ میراراج دلارہ آرہا ہے۔
- عبدالمطلب نے کہا...... کہ میرے بڑھاپے کا سہارا آرہا ہے۔
- اور کعبۃ اللہ بھی پکار اٹھا...... کہ مجھے بسانے والا آرہا ہے۔
- اور میرا ولولہ یہ کہتا ہے...... کہ عرش بھی پکار اٹھا ہوگا...... کہ میرے اوپر قدم رکھنے والا آرہا ہے...... جو قدم رکھے گا تو قیامت تک کے لیے میں بھی ناز کرتا رہونگا۔
- بلندیوں نے کہا...... کہ جس ہستی کے ہم منتظر تھے کہ وہ آئے گا اور ہمیں آکر تقسیم کرے گا...... ہمیں تقسیم کرنے والا آرہا ہے۔
- حوض کوثر نے کہا...... کہ مجھے تقسیم کرنے والا آرر ہا ہے...... دعا ہے کہ رب کائنات ہمیں بھی اس کے ہاتھوں حوض کوثر پینے کی توفیق عطاء فرمائے...... آمین یارب العالمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

زمانہ جاہلیت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... o بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیٰتِهٖ...... وَیُزَکِّیْهِمْ ...... وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ ...... وَالْحِکْمَةَ ......وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ......وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ...... (۱) وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا...... (۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

لائق صد تعظیم تکریم......قابل احترام بزرگو دوستو اور بھائیو! گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں میثاق انبیاء کے عنوان سے گفتگو ہوئی تھی......آج آپ حضرات کے سامنے بعثت نبوی ﷺ سے قبل کے حالات کے عنوان پر کچھ معروضات پیش کروں گا۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸ ج۲

(۲) رواہ الدارمی، مشکوٰۃ شریف ص۳۶ ج۱، ابن ماجہ باب فی فضل العلماء

چیزوں کی پہچان:

دوستو بزرگو...... حضورﷺ کو اللہ نے سب سے بڑا احسان بنا کر بھیجا...... کہ رب کہتا ہے...... میرے تو ہزاروں احسان تم پر ہیں...... لیکن میرا سب سے بڑا احسان یہ ہے...... کہ میں نے اپنا محبوب محمدﷺ تمہارے حوالے کر دیا۔

جب حضورﷺ اللہ کا احسان بن کر آئے...... تو احسان کی قیمت کا اندازہ کس وقت ہوتا ہے...... کہ کسی چیز کو آدمی احسان کہے...... اس کے لئے ایک بات بڑی مشہور ہے...... کہ اَلْاَشْیَآءُ عُرِفَ بِاالْاَضْدَادِ ہر چیز اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہیں...... کسی چیز کی عظمت کا ذکر کرنا ہو...... تو اس کے مقابل کا ذکر ساتھ کرو...... تو پھر اس کی اہمیت کا پتا چلے گا دن کتنی اچھی چیز ہے...... دن میں روشنی ہے...... دن میں بہار ہے...... دن میں چلنا پھرنا ہے...... دن میں کھانا پینا ہے...... دن میں کاروبار ہے...... دن میں نقل و حرکت ہے...... دن میں ایک نظام زندگی چلتا ہے......

بھائی اس کی قدر تب پتہ چلے گی...... جب ہم رات کا اندھیرا آپ کو بتائیں...... دن کے مقابلے میں رات کا ذکر ہے...... رات کو سناٹے ہوتے ہیں...... رات کو قتل و غارت ہوتے ہیں...... رات کو چوریاں ہوتی ہیں...... رات کو اندھیرے ہوتے ہیں...... رات کو پریشانیاں ہوتی ہیں۔

جب یہ ذکر کریں گے...... تو پھر یہ پتا چلے گا...... کہ دن واقعی کتنی قیمتی چیز ہے ...... رات میں وہ بات نہیں...... جو دن میں ہوتی ہے...... تو ایک چیز کی اہمیت کا پتا اس کی مخالف اور اس کے سمت مخالف یا یوں سمجھ لیجئے...... کہ اس کے متضاد تیار کرنے سے رات کا پتا چلا...... دن کی وجہ سے روشنی کا پتا چلا...... اندھیرے کی وجہ سے جناب سردی کی ضد گرمی ہے...... دونوں کے مقابلے میں بات کریں گے...... تو پتا چلے گا...... کہ سردی کی کیا اہمیت

ہے..... اور گرمی کی کیا اہمیت ہے۔

حضورﷺ کی آمد سے قبل لوگوں کی حالت:

علم کا پتہ چلتا ہے..... جب جہالت کا ذکر ہو..... تو میں آج تھوڑا سا تقابل بیان کرنا چاہتا ہوں..... جو قرآن نے بیان کیا..... وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اس آیت میں اللہ کہتے ہیں..... جب ہم نے اپنے نبی محبوب کو نہیں بھیجا تھا..... تو اس سے پہلے تم ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تم بے دینی کے زمانے میں تھے..... گمراہی کے ماحول میں تھے..... کفر اور ضلالت کے ماحول میں تھے..... گمراہی جہالت کا نام ہے..... گمراہی ظلمت کا نام ہے..... گمراہی اندھیرے کا نام ہے..... گمراہی کفر کا نام ہے..... گمراہی بے دینی کا نام ہے..... گمراہی بے حیائی کا نام ہے..... گمراہی عیاشی کا نام ہے

یہ ساری چیزیں وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ قرآن اگر یوں کہہ دیتا..... کہ میرے آقا کے آنے سے پہلے تم لوگ جناب شرک میں تھے..... تو اس کا معنیٰ یہ ہوتا..... کہ باقی کام تو اچھے ہوتے تھے..... صرف حضورﷺ شرک کی تردید کرنے کیلئے آئے ہیں..... اگر یہ قرآن کہہ دیتا..... کہ حضورﷺ کے آنے سے پہلے تم ماں باپ کے نافرمان تھے..... تو پتا چلتا باقی اعمال تو ٹھیک تھے..... حضورﷺ صرف والدین کی فرمانبرداری سکھانے کیلئے آئے ہیں..... اگر یہ کہا جائے جناب حضورﷺ کے آنے سے پہلے جناب معاملات میں گندے تھے..... تو پتا چلتا باقی عبادت تو ان کی ٹھیک ہیں..... باقی عقائد تو ان کے ٹھیک ہیں..... صرف معاملات ان کے خراب ہیں..... قرآن نے ایسا عجیب جملہ بولا..... جس سے حضورﷺ کے آنے سے پہلے کی پوری کائنات کی سیرت کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا..... وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

آمد سے قبل معاشرہ کی حالت:

جب حضور ﷺ نہیں آئے تھے......اس سے پہلے کھلی گمراہی تھی......کھلی بے حیائی تھی......کھلی بے ایمانی تھی......کھلی بے دینی تھی......جب آدمی گمراہی میں چلا گیا ہے...... تو گمراہی شرک کا نام ہے......گمراہی کفر کا نام ہے......گمراہی بدعات کا نام ہے......گمراہی ضلالت کا نام ہے......گمراہی جہالت کا نام ہے......گمراہی ترک سنت کا نام ہے......گمراہی بے دینی کا نام ہے۔

یعنی معاشرے کی کوئی ایسی برائی نہ تھی......جو اس وقت دنیا میں نہ ہو......محبوب آئے ہیں......اس وقت آئے ہیں......جب پورے کا پورا معاشرہ قرآن کی زبان میں...... ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ......زمین پر فساد اتنا عام ہو چکا تھا......کہ خوشیوں میں بھی فساد تھا......سمندروں میں بھی فساد تھا......خشکیوں میں بھی فساد تھا......آدمی آدمی کو کھا رہا تھا......جانور دوسرے جانور کو کھا رہا تھا......ظلم وستم کی انتہا ہو رہی تھی...... اور سمندروں میں فساد کا عالم یہ تھا......کہ وہاں جانور ایک دوسرے کے دست وگریبان ہو رہے تھے۔

فجر کا سورج کب طلوع ہوتا ہے:

جب پوری دنیا کفر کی ضلالت میں گمراہی میں ڈوبی ہوئی تھی......تو اللہ کی رحمت کو اس وقت جوش آیا......کہ میں اس گمراہی کو چھانٹ کر فجر کا سویرا طلوع کروں......کہ رات کے جب سناٹے چھا جاتے ہیں......تو سورج طلوع ہوا کرتا ہے......وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

آج کے اس مختصر سے بیان میں ایک بات عرض کرتا ہوں......کہ اس کا دوسرا حصہ گلے جمعہ ہوگا......وہ یہ کہ اس وقت ظلمت کی رات کیسی تھی......اگلے جمعہ بتاؤں گا......سویرا

کیسے ہوا..... یعنی حضور ﷺ آئے روشنی کیسے آئی..... آنے سے پہلے ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ گمراہی کیسی تھی..... عقائد کے لحاظ سے بھی اس وقت پوری دنیا کفر کے دلدل میں پھنسی ہوئی تھی..... گمراہی کے سمندر میں غرق تھی..... اللہ کے توحید کے عنوان کی یہ کیفیت تھی.....

آمد سے قبل توحید کا عالم:

توجہ کرنا..... کہ آقا کے آنے سے پہلے یہودیوں نے دو خدا بنائے ہوئے تھے..... عیسائیوں نے تین خدا بنائے ہوئے تھے..... مکہ کے مشرکوں نے تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کی ہوئی تھی..... ہندو ساٹھ ہزار دیوتاؤں کو پوجتے تھے..... جناب ایران کے لوگ آگ کی پوجا کر رہے تھے..... کہیں پر انسانیت کی پوجا کی جاتی تھی..... اور ضلل مبین گمراہی کا عالم توحید کے حوالے سے یہ تھا..... کہ رب کے سوا سب کو رب مانا جاتا تھا..... ایک اللہ کو نہیں مانا گیا..... باقی سب کو مانا گیا ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے..... اس وقت یہ حقیقت ہوتی تھی..... کہ لوگ سانپ کی پوجا کرتے تھے..... چونکہ اس میں ڈسنے کی طاقت ہے..... اس لئے یہ خدا ہے..... بچھو کی پوجا ہوتی تھی..... اس میں ڈسنے کی طاقت ہے..... اس لئے یہ خدا ہے..... جناب جانوروں کی پوجا اب بھی ہندو گاؤ ماتا گائے کو پوجتے ہیں..... کہ یہ ہماری ماں ہے..... ہمیں دودھ دیتی ہے..... اس لئے اس کا دودھ استعمال کرتے ہیں..... اس کی پوجا بھی کرتے ہیں..... اس کے سجدے بھی کرتے ہیں..... اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو حلال سمجھ کر کھانے کی بجائے اسے مردار کر کے یوں پھینک دیا کرتے تھے..... یا دفن کر دیا کرتے تھے.....

یوں سمجھ لیجئے..... جانوروں کی پوجا ہے..... اللہ کی عبادت اس معاشرے میں نہیں ہوتی تھی..... پھر جانور تو پھر بھی جانور ہے..... جاندار ہے..... بیجان کی پوجا ہے..... درختوں کی پوجا ہوتی تھی..... اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے پتھروں کی پوجا کرتے ہیں..... ان کو

مشکل کشا حاجت روا روزی رساں اور داتا سمجھا جاتا ہے۔

حیرانگی کی بات یہ ہے...... کہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... یہ ایسا ان کا دور تھا...... کہ ان کی جہالت وگمراہی کا زمانہ تھا...... کہ جناب وہ ایسا کرتے تھے...... اپنے ہاتھ سے خدا بنائے تھے...... سیدنا ابوذر غفاری صحابی ہیں کہتے ہیں...... کہ میری حالت یہ تھی...... کہ میں سفر میں جارہا تھا...... میں نے سفر کے دوران اپنا ایک چھوٹا سا خدا جو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا تھا...... اس کو میں نے اپنی جیب میں ڈالا...... اور اس کو سفر میں لے کر چل پڑا...... کہ یہ میرا معبود ہے...... میری مشکل میں کام آئے گا...... میری ضرورت پوری کرے گا...... کسی وقت ضرورت پڑے گی...... تو میں اس سے حاجت روائی کرونگا۔

سیدنا ابوذر کہتے ہیں...... میں جس وقت جنگل کی تنہائی میں گیا...... وہاں جا کر مجھے بھوک پیاس کی شدت نے ستایا...... میں نے اپنے خدا کو اپنی جیب سے نکالا (سمجھ رہے ہو نہ) خدا بندے کی جیب مین فٹ آ گیا...... اندازہ کرو یہ خدا ہے...... آدمی چھ فٹ کا ہے...... آج کے معاشرے کے مطابق اور خدا ایک چھٹانک کا ہے...... اور میرا خیال ہے...... وہ ایک انچ کا ہے...... جو جیب میں فٹ آرہا ہے...... اس کو نکال کر سامنے رکھا...... اس کے سامنے جبین نیاز ٹکائی ...... ماتھا ٹیکا...... سجدہ کر کے کہا...... میرے خدا مجھے کھلا پلا...... میں تیرا بندہ ہوں...... تیرے سامنے آیا ہوں۔

ابوذر کہتے ہیں...... میرے دل میں خیال آیا...... آج کل بھی لوگ کہتے ہیں ...... میاں کوئی حیلا وسیلا کرنا چاہیے...... بھاگ دوڑ تو کرنی چاہیے...... کہا میرے دل میں خیال آیا...... چلو کچھ بھاگ دوڑ تو کروں میں نے خدا کو وہاں رکھا...... اور خود ادھر ادھر گیا...... کہیں سے کوئی چیز مل جائے...... کوئی فروٹ کوئی پھل مل جائے...... جنگل ہے ...... کسی جگہ کوئی ایسا درخت ہو...... جس میں کوئی پھل لگا ہوا ہو...... جسے توڑ کے کھالوں

گا......کہیں پانی کا چشمہ نظر آئے......تو پانی پی لوں گا۔

سیدنا ابوذر کے دل پہ چوٹ:

فرمایا جب کچھ نہ ملا......تو میں واپس آیا......میں نے واپس آ کر دیکھا......میرا بت جو ہے......وہ نہایا ہوا ہے......اس کے اوپر پانی پڑا ہوا ہے......میں نے کہا کہ واہ خدا ہو کر چھپ کر نہاتے ہو......ہم پیاس سے بلبلا رہے ہیں......تڑپ رہے ہیں......مر رہے ہیں......اور تم خود نہا رہے ہو......اور ہمیں پینے کے لئے پانی نہیں دیتے......یہ سوچ کر میں چپ کھڑا ہو گیا......کہ اچھا میں یہ دیکھتا ہوں......کہ میرے خدا یہ پانی تیرے پاس آتا کہاں سے ہے......کہنے لگے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا......تو کیا دیکھتا ہوں......جنگل سے ایک لومڑی آئی......بندر آیا......اس نے اس کے قریب ہو کے اس کے اوپر پیشاب کیا......اور وہ چلا گیا......کہتے ہیں......میرے دل پہ چوٹ لگی......میں نے اپنے آپ کو کہا......ابوذر جو اپنے آپ کو پیشاب کے گندے قطروں سے نہیں بچا سکتا......وہ میرا مشکل کشا بھی نہیں بن سکتا......میں وہاں سے جب آیا......تو اللہ کے نبی اعلان نبوت کر چکے تھے......میں مکۃ المکرمہ میں پہنچا......پیغمبر ﷺ کی باتوں کو سنا......(۱) میرے دل کو تسکین سی حاصل ہوئی......تو میں نے حضور ﷺ پہ اس وقت کلمہ پڑھا......واپس آیا......اور واپس آ کر اپنی قوم اور برادری کو دین کی دعوت دی......اور حضرت ابوذر کی وجہ سے پورے کے پورے علاقے میں......یمن کے علاقے میں......قبیلہ غفار میں......اسلام کی بہار آنا شروع ہوئی......میں عرض یہ کر رہا ہوں......کہ آنے سے پہلے توحید کا نشان نہیں تھا ہر ایک چیز کی پوجا تھی......بندے بندوں کی پوجا کرتے تھے شرافت نہیں زیب دیتی......میں اللہ کے گھر میں مسجد میں بیٹھا ہوں اور یقیناً میرے محلے کی عورتیں بھی یہ جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بیچاری سنتی ہیں

---

(۱) صحیح البخاری باب اسلام ابی ذر

شرافت کے خلاف ہے...... سمجھانے کے لئے کہتا ہوں...... کہ کعبۃ اللہ میں ننگے بت بنا کر رکھے ہوئے تھے...... ان بتوں کی پوجا ہوتی تھی...... اور انسان کی پیشاب کی نالی کو پوجتے تھے...... اور یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارا خدا ہے...... کہ یہ دنیا میں آنے کا ذریعہ بنتا ہے...... اس لئے ہم اس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔

سوچو رب کا کیا تصور ہے...... دنیا میں عقائد کے لحاظ سے یہ عالم تھا...... کہ آگ کی پوجا ہو رہی ہے...... پانی کی پوجا ہو رہی ہے۔

ہمارا خدا وحدہ لاشریک:

قاضی احسان شجاع آبادی کہتے تھے...... عجیب نظارہ ہے...... کوئی آگ کو پوج رہے ہیں...... کوئی پانی کو پوج رہے ہیں...... اور یہ دونوں خداؤں کی جب آپس میں ٹکر ہوتی ہے...... نیچے آگ ہوتی ہے...... اوپر پانی ہوتا ہے...... اگر آگ زیادہ تیز ہو جائے ...... پانی پھر لو ہوتا ہے...... آگ بن کے اڑ جاتا ہے...... اور اگر پانی کا جوش زیادہ ہو جائے...... تو آگ بجھ جاتی ہے...... خدا ٹکراتے ہیں...... ایک بچ جاتا ہے...... ایک مر جاتا ہے...... اس لئے ہمارا خدا وہ ہے کہ جس کا مقابل ہی کائنات میں کوئی نہیں۔

نظام کائنات کا درہم برہم ہو جانا:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا...... اگر کائنات میں دو خدا ہوتے...... تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا...... ایک خدا کہتا...... اب دن ہو رہا ہے...... میں رات کو نہاؤں گا...... دوسرا کہتا...... سورج اب تک ادھر سے نکلا ہے...... میں اب ادھر سے نکالوں گا...... ان کی لڑائی ہوتی...... نظم دنیا کا درہم برہم ہو جاتا...... اس کائنات کا وجود اس کی علامت ہے...... کہ اس کائنات کا خالق ایک ہے...... حضور ﷺ کے آنے سے پہلے کا معاشرہ...... وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ...... عقائد کا عالم یہ تھا۔

آمد سے قبل ہر بد معاشی معیار:

عقیدہ رسالت کی حالت یہ تھی......تھوڑی تھوڑی باتیں ساری کہنا چاہتا ہوں ......لیکن یہاں اتنا کہتا ہوں......کہ وہاں رسالت بھی نصبی چیز سمجھی جاتی تھی خاندانی حسب ونسب کو بھی خاص سمجھا جاتا تھا......کہ جناب ہم میں سے رسول ہونا چاہیئے......قریشیوں میں سے بھی آنا چاہیے......اسرائیل میں سے ہونا چاہیے......ہماری برادری کا رسول ہونا چاہیے......اور وہاں یہ تصور تھا......ہم نبیوں کی اولاد ہیں......ہم پہ کوئی باز پرس نہیں ہوگی...... ہمارے پیغمبر ﷺ ہمارے خاندانوں میں آئے ہیں......ہمارے نبی ہمارے خاندانوں میں آئے ہیں......اس لئے ہمارے نبی جو کچھ کر گئے ہیں......اب ہم دنیا میں شرک کریں......کفر کریں......بے دینی کریں......ان نبیوں کی وجہ سے قیامت کے دن ہم پکڑے نہیں جائیں گے......ہم پر کوئی گرفت نہیں ہوگی......حتیٰ کہ عیسیٰ پھانسی کے پھندے پر (معاذ اللہ) ان کافروں کے عقیدے کے مطابق چڑھ کر وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ اور کفیرہ بن گئے ہیں۔

حضرت موسیٰ کے متعلق عقیدہ......حضرت داؤد کے متعلق عقیدہ......بد کرداری کا عقیدہ ان بد کردار لوگوں کا تھا......یعنی عقیدہ رسالت بھی دنیا میں ختم......عقیدہ توحید بھی دنیا میں ختم......قیامت کا عقیدہ بھی دنیا میں ختم......کہتے تھے ہمارے تو بیٹے ہیں......اللہ کی بیٹیاں ہیں......فرشتے سب اللہ کی بیٹیاں ہیں......(معاذ اللہ)

قرآن نے کہا......اَلَکُمُ الْبَنُوْنَ وَلَهُ الْاَبْنَاءُ......شرم نہیں آتی......اپنے لئے بیٹے تلاش کرتے ہو......خدا کے لئے بیٹیاں بناتے ہو......عقائد کا عالم یہ تھا......اعمال کی حالت کیا تھی......نماز روزہ حج زکوۃ عبادات جتنی ہیں......یہ صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھیں ......بات کو سمجھنا بڑی عجیب بات کہہ رہا ہوں......عبادات ساری ختم ہوگئی تھیں......اب اس

وقت عبادات کی جگہ کھیل کودنے لے لی...... بجائے اس کے کہ کعبۃ اللہ میں لوگ عبادت کے لئے آتے...... نماز پڑھنے کے لئے وہاں تفاخر کے لئے وہاں آتے تھے...... وہاں روزہ رکھنے کے لئے آتے میلے کرنے کے لئے آتے تھے...... عقائد ختم اعمال کی کیا پوزیشن تھی

ذرا اس کو سمجھئے عملی کیفیت یہ تھی...... کہ وہاں پر لوگ اعمال کرنے کی بجائے...... ڈرامے کرتے تھے...... کھیل کود ہوتا تھا...... دوڑیں لگتی تھیں...... ریس ہوتی تھی...... اب بھی وہی ہے...... مردوں اور عورتوں کی ایک ساتھ ریس ہونی چاہیے...... ایک ساتھ ان کی دوڑ ہونی چاہیے...... ان کی آپس میں دوڑ لگتی تھی...... اور اسی کو وہ اپنے لئے معیار کامیابی سمجھتے تھے۔

دنیا کو صحیح روشن خیالی کا ملنا:

بدعملی کا عالم وہاں پر یہ بن چکا تھا...... کہ کوئی معاشرے کا اچھا عمل نہیں تھا...... اچھے اعمال عبادات ختم ہوگئی تھیں...... معاملات کی کیفیت یہ تھی...... کہ معاشرے میں شراب شربت کی طرح پی جاتی تھی...... زنا دنیا کا سب سے بہترین مشغلہ ہوتا تھا...... آج کے روشن خیال لوگ بھی یہی کہتے ہیں...... ان بدمعاش اور بدکردار لوگوں کو یہ پتہ نہیں...... کہ یہ روشن خیالی نہیں...... یہ تو حضور ﷺ سے پہلے کا زمانہ جہالت کی خرافات اور بکواسات ہیں...... انہیں تم روشن خیالی کہتے ہو...... دنیا کو صحیح روشن خیالی رسول اللہ ﷺ نے عطاء کی ہے...... کہ جن کے اندر تین سو ساٹھ بتوں کا بھوسہ بھرا ہوا تھا...... ان کو معبود سمجھتے تھے...... میرے پیغمبر ﷺ نے ایک اچھی روشنی اسلام کی دے کر ایمان کی دے کر انہیں عقیدہ توحید سکھایا...... جہالت وضلالت سے ہٹا کر ہدایت کے راستے حضور ﷺ نے دکھائے ہیں...... معاشرے کے اندر گندگی اور آلودگی کا عالم یہ ہوتا تھا...... کہ وہ ساری باتیں بیان کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ معاف فرمائے

آج کے کافر اور اس دور کے کافر میں فرق:

جناب مالک اور غلام کی آپس میں لڑائی ہوگئی ہے......تو سزا دونوں کی عجیب عجیب ہوتی ہے......اپنے غلام کی آنکھ نکالنی ہے......اس کے اندر تیل ڈال کر وہاں چراغ جلا کر پوری رات اس کو تکلیف دی......آج کے کافر بھی اِس دور کے کافروں سے کم نہیں کر رہے...... یہ بھی یاد رکھو......پچھلے دنوں آپ حضرات نے اخبارات میں پڑھا ہوگا ......کہ جن کو کیوبہ کی جیلوں میں اور مختلف جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے......وہاں رکھا گیا...... ان غریبوں پر ظلم وستم کا عالم یہ ہے......کہ الف ننگا کر کے اوپر کتے چھوڑے گئے ہیں......یہ کہا جاتا ہے......کہ ہم معاشرے میں امن قائم کرتے رہے ہیں۔

دنیا میں کافروں سے بڑا افسادی:

کفر سے بڑا افسادی معاشرہ دنیا میں کوئی نہیں......اور اسلام سے بہتر نظام امن دنیا میں کوئی اور نظام نہیں...... اللہ کے محبوب نے سب سے زیادہ امن کا پیغام دیا ہے ......نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اس معاشرے میں تجارت سود کے بغیر نہیں ہوتی تھی......سود بر سود کی کیفیت چلتی تھی......میں ان سارے واقعات کو نہیں دہراتا......دس روپے ہیں...... ہفتہ کے بعد واپس کرنے ہیں......ورنہ بیس روپے ہوں گے......دو ہفتے گزر گئے ......تو چالیس روپے دو گے...... چار ہفتے گزر گئے ......تو اسی روپے دو گے......پانچ ہفتے گزر گئے......تو اسی کو ڈبل کر کے ایک سو ساٹھ روپے دو گے......ابھی آپ بڑھاتے چلے جائیے...... ہزاروں لاکھوں تک سود چلا جاتا تھا......اصل رقم کا وجود ہی دنیا میں قائم نہیں رہتا تھا......غریب غریب تر تھا...... امیر امیر تر تھا......مظلوم مظلوم تر تھا......ظالم ظالم تر تھا......اور پھر معاشرے کی برائیوں میں عجیب باتیں ہوتی تھیں۔

زندگی گزارنے کے اصول:

اللہ معاف فرمائے...... آج جو ہمارے ہاں مردوں اور عورتوں کی ریس چل رہی ہے...... کہتے ہیں کہ روشن خیالی کے حوالے سے عورتوں کو کھلے عام پھرنا چاہیے...... مردوں کے ساتھ رہنا چاہیے...... مردوں کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے...... کس کس چیز میں تم مردوں کے ساتھ مقابلہ کروگی...... اور وہ تمہارے ساتھ برابری کا کام کریں...... کم بچے جننے شروع کردو...... اسلام نے زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا ہے...... نبی کریم کی تشریف آوری سے پہلے اس وقت دنیا میں عورت سے مظلوم اور کوئی نہیں ہوتا تھا...... اتنا گندہ معاشرہ تھا۔

اسلام کا بیٹیوں کو عزت دینا:

یہ جو عام بات مشہور ہے...... لوگ پیدائش کے وقت بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے...... اس کی وجہ یہ ہوتی تھی...... کہ جناب بچی سے کوئی غصہ ہوتا تھا...... ایک سبب یہ بھی تھا...... کہ بیٹی سے ناراض ہوا ہے اس کو دفن کیا ہے...... دوسرا سبب اس کا یہ بھی ہوتا تھا...... کہ جن کے دلوں میں بیٹے کی کچھ اہمیت ہوتی تھی...... اور وہ لوگوں کے تانوں سے بچنے کے لئے اور بیٹی کو گندے معاشرے سے بچانے کے لئے اپنے ہاتھوں سے اسے ذبح کر کے دفن تو کر دیتے تھے......(۱) صرف اس وجہ سے کہ میری بیٹی جیتی رہے...... اور اس کی وجہ سے تانے سنوں

اسلام کا ماں کی عظمت کو بلند کرنا:

اس وقت ماں کی حالت یہ ہوتی تھی...... معاشرے میں اللہ معاف فرمائے

---

(۱) الـمـدفـونة وكانت العرب تقتل البنات خشية الاملاق وخوف الاسترقاق (تفسير المدارك ص ۷۸۰ ج۲، تفسير مظهرى ص ۲۱۱ ج ۱۲، تفسير روح المعانى ص ٦٠ ج۱۷)

کہ جناب والدہ کے سامنے باپ مرگیا...... باپ کی جائیداد تقسیم کی ہے...... چار پانچ بھائی ہیں...... جائیداد تقسیم ہوئی ہے...... زمینیں تقسیم ہوئی ہیں...... مکان تقسیم ہوا ہے...... اب گھر اس آدمی کی چار یا پانچ بیویاں ہیں...... اور بیویوں کو آپس میں تقسیم کیا گیا...... اور تقسیم کی کیفیت یہ ہوتی تھی...... میری ماں تو لے لے اور تیری ماں میں لے لوں...... میرے باپ نے اتنی شادیاں کی تھیں...... اب ہم ماؤں کو تقسیم کرتے ہیں...... اور پانچ پانچ بیٹے اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتے تھے......(۱) اور اسے باپ کا میراث سمجھتے تھے...... یہ تو اس وقت معاشرے کی حالت بنی ہوئی تھی۔

اسلام کا بہن کے تقدس کو اونچا کرنا:

اسلام نے بہن کو کتنی اونچی عظمت دی ہے...... تقدس دیا ہے انشاءاللہ یہ باتیں میں حضور ﷺ کی رسالت میں بتاؤں گا...... کہ حضور ﷺ کی رسالت سے لوگوں کو کیا کیا خوبیاں ملیں...... اور کیا کیا نیکیاں ملیں...... یہ تو میں بتا رہا ہوں...... ولادت سے پہلے کا زمانہ کیسا تھا...... کہ حضور ﷺ کے آنے کی ضرورت پڑی تھی...... بہن اور بھائی کا کتنا پاکیزہ تعلق ہوتا ہے...... لیکن اس وقت بھائی اپنی بہن کو نہلا کر سنوار کر صاف ستھرا بنا کر اس کے گلے میں زیور ڈال کر اسے چوراہے میں کھڑا کر کے ریٹ لگاتا تھا...... کہ میں اسے فروخت کرنا چاہتا ہوں...... ہے کئی اس کا خریدار......! اور اس کے جسم کے ایک ایک حصے کا حسن بیان کرتا...... اس کا سینہ ایسا ہے...... اس کی قمر ایسی ہے...... اس کا وجود ایسا ہے...... کوئی ہے میری بہن کا خریدار......!

---

(۱) تفسیر ابن جریر "یوصیکم اللہ فی اولادکم"، سیرت النبی ص ۱۹۲ ج ٤

آج کے روشن خیالوں کی کوشش:

آج کا ہر بخت بے ہودہ روشن خیال بھی یہی کہتا ہے...... ہماری بہنیں ہمارے ساتھ اور اوروں کے ساتھ وہ بازاروں کی زینتوں اور کلب گھروں اور نائٹ کلبوں میں جائیں...... وہاں دوڑ لگائیں...... اور ان کے ساتھ مقابلہ ہو...... مقابلہ حسن ہو رہا ہے ......کہ ان میں کون عورت کتنی خوبصورت بن کر آتی ہے...... یہ وہی زمانہ جاہلیت کی روش لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اور یاد رکھیئے......! حضور ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا......اور قیامت تک اسلام نے رہنا ہے......اسلام والوں نے رہنا ہے...... یہ اس قسم کے روشن خیال اور روشن خیالیاں ہر دور میں آئی ہیں......اللہ نے ان سب کو ذلیل کیا ہے......اور اسلام کو بلند کیا ہے...... اور انشاء اللہ اب بھی اسلام سرفراز ہے...... میاں اور بیوی کی کیفیت یہ ہوتی تھی......آج میاں اور بیوی کا کتنا عظیم رشتہ ہے......ایک گاڑی کے دو پہیئے ہیں......زندگی کیسے گزرتی ہے......دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں بیوہ عورت کی حالت:

اس وقت حالت یہ ہوتی تھی......کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا ہے......اولاً تو وہ عورت کہتی تھی......کہ مجھے قتل کر کے اس کے ساتھ دفن کر دو......کہ اس کے بغیر جو میری زندگی پر آنے والی آفات ہیں......وہ میرے لئے گزارنا اس سے زیادہ مشکل ہے......لیکن لوگ اس کو اس مشکل میں ڈال دیتے تھے......کیا ہوتا تھا......اس آنے والے زمانے میں ان کے ساتھ ظلم وستم کا عالم یہ ہوتا تھا......کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہے......اس کے فوراً بعد اس عورت کو ایک کمرے میں بند کر دیتے تھے۔

چار ماہ اور دس دن یہ جو عدت کے دن ہیں......(۱) وہ یہاں رہتی...... اور اس کمرے میں اس طریقے سے اس کو بند کرتے...... کہ اس کے کسی عزیز رشتے دار کو اس کے بیٹے کو...... اس کے بھائی کو ملنے نہیں دیتے تھے...... عورت کو باہر جانے کی اجازت نہیں...... ان کو ملنے کی اجازت نہیں...... کھانا وہاں اس عورت کو ایسے ڈالا جاتا تھا...... جیسے کتے کو کسی برتن میں پانی یا ٹکڑے پھینک دیتے ہیں...... اس طریقے سے دروازہ کھڑکی کھولتے...... اندر اس کو روٹی دیتے...... چار ماہ دس دن تک وہ عورت نہ سورج دیکھتی تھی...... نہ روشنی دیکھتی تھی...... نہ پانی دیکھتی تھی نہ کوئی اور چیز دیکھتی تھی اب چار ماہ کے بعد جب اس عورت کو نکالا جاتا آج آپ دو دن نہ نہائیں تو آپ کے جسم کا کیا حال ہوتا ہے آپ کے کپڑوں کا کیا حال ہوتا ہے۔

عورت کی عظمتیں:

اسلام نے چار ماہ دس دن عدت کو تو بحال رکھا ہے...... لیکن حکم دیا ہے...... کہ عورت غسل کرے...... وہ عورت کپڑے تبدیل کیا کرے...... حکم دیا ہے وہ عورت تمہارے معاشرے میں رہے...... حکم دیا ہے...... تم اس کو ماں بنا کر اس کی خدمت کیا کرو...... اس کی عزت کیا کرو...... اس کا احترام کیا کرو...... اس کو بیوہ ہونے کی حیثیت پر اس کو دلاسے دیا کرو...... اس کے پاس سامان لے کر آیا کرو...... اس کی ضروریات زندگی اس کو مہیا کر کے دو...... یہ ساری عظمت اسلام نے سکھائی ہے۔

بیوہ عورت کو قتل کر دینا:

اسلام سے پہلے عورت کا یہ عالم تھا...... شوہر فوت ہو گیا...... چار ماہ دس دن اس سے بات ہی نہیں کرتے...... اب جب اس کو باہر نکالتے ہیں...... تو اس عورت کی حالت یہ ہوتی...... توجہ کرنا حیران ہو جاؤ گے...... کہ اس کے جسم سے اتنی بو اور گندگی آتی تھی۔

---

(۱) ابو داؤد کتاب النکاح باب احداد المتوفی عنها زوجها

کہ وہ عورت پہچانی نہیں جاتی تھی ......اگر اس عورت کے ساتھ کسی جانور کو کھڑا کر دیا جاتا ......کتابوں میں لکھا ہے...... کہ جانور بھی اس کی بد بو سے اچھلتا اور تڑپتا......اور اس کی بد بو سے بھاگ جاتا......اب چار ماہ دس دن عدت گزر گئی ......اب اس عورت کو معاف کر دیا جاتا......مگر اس کو معافی نہیں ملتی تھی...... پھر اس کو قتل بعد میں کرتے کہ ہمارا آدمی تیری وجہ سے مرا ہے...... ہر ایک نے مرنا اپنے وقت پر ہے......اور پھر اس کے بعد اس عورت کو معاذ اللہ تدفین کی جگہ نہیں ملتی تھی......ایسے پھینک دیا جاتا تھا۔

آج کے روشن خیالوں کو اسلام کیا سکھاتا ہے:

روشن خیال لوگو......! اسلام سے عزت سیکھو......! خدا کی قسم اب بھی کتنی بدمعاشی کا عالم ہے...... کہ مرد تو پورے لباس میں ہو......اور عورت کا لباس ادھورا ہو......اس کی سلوار پوری نہیں......اس کا کرتا پورا نہیں......اس کے سر پر دوپٹہ پورا نہیں...... یہ ننگی بازار میں پھرے......تو روشن خیال ہے......اور مرد پورا ڈھکا ہوا ہو...... پینٹ پہن کر یا جناب شرٹ پہن کر آئے...... پورے لباس میں ملبوس ہو......اس کی عزت ہے...... یہ اگر اس طریقے سے پھر رہا ہو......تو ہر انسان کہتا ہے......یار باہر جا رہے ہو...... کپڑے تو ٹھیک پہن کر جاؤ......عورت کے لئے وہ تم حسن سمجھتے ہو......وہ اس زمانہ جاہلیت کی روش ہے...... سب سے زیادہ نفاست والا اور پیار کا رشتہ باپ اور بیٹی کا ہے......حضور ﷺ نے بیٹی کی کتنی عزت بتائی۔

اسلام میں عورت کو دو شوہر رکھنے سے منع:

یہاں تو اسلام نے اجازت دی ہے......کہ ایک آدمی چار شادیاں کر سکتا ہے...... لیکن ایک عورت کو دو شوہر رکھنے کا حکم نہیں......اس کی وجہ اسلام کی عظمت سمجھئے......ایک آدمی چار نکاح کرے......کما کر ان کو کھلائے......لیکن کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں...... کہ

وہ شوہر رکھے...... اس لئے کہ اس کے پاس کے دو برتن نہیں...... کہ ایک ایک کا سامان علیحدہ سنبھال کر ان کے بچوں کے جنم دینے میں وہ کہہ سکے گی...... کہ یہ اس کا بچہ ہے...... یا اس کا اس لئے اسلام نے کہا...... خبردار ایک عورت کو دو شوہر رکھنے کی اجازت نہیں...... یہ عورت کا تقدس ہے...... عورت کا احترام ہے۔

زمانہ جاہلیت میں مرد جو شوہر ہوتا تھا...... وہ اپنی بیوی کو کہتا تھا...... جیسے تو میری بیوی ہے...... یہ میرا دوست ہے تو اس کی بھی بیوی ہے...... یہ تیرا اس کے ساتھ بھی یہی تعلق ہے...... ایک ایک عورت کے دس دس شوہر ہوتے تھے(۱)

اگلی بات اور عجیب ہے...... جب بچہ جنتی دس آدمی لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے...... اب اس عورت سے کہا جاتا...... تو بتا یہ کس کا بچہ ہے......؟ عورت سامنے آتی...... اور اشارہ کر کے کہتی تھی...... کہ یہ اس کے نسب میں سے ہے...... تو وہ بچہ اسی کا ہوتا تھا...... کہ جس کی طرف وہ منسوب کیا جاتا...... اسلام نے کہا یہ شب ہی ختم ہو جائے...... اس لئے ایک عورت ایک آدمی کی بیوی بن سکتی ہے۔

اللہ کے نبی کا بیٹی کو احترام دینا:

ایک عورت دو کی بیوی نہیں بن سکتی...... باپ اور بیٹی کا رشتہ اور اس کی نفاست صرف اسلام ہی بتا سکتا ہے...... اور دنیا کا کوئی مذہب نہیں بتاتا...... اللہ کے نبی بیٹیوں کا احترام بتاتے ہیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... اللہ جس کو دو بیٹیاں دے اور وہ دونوں کی خدمت بھی کرے احترام بھی کرے عزت بھی کرے ان کو پالے بھی سہی ان کے لئے رشتہ بھی تلاش کرے...... پھر اس کے بعد اس کی رخصتی کرے...... فرمایا وہ آدمی کل قیامت کے دن میرے ساتھ ایسے جنت میں جائے گا...... جیسے دو انگلیوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں

---

(۱) شبلی نعمانی سیرت النبی ص۱۸۹ ج۴

ایسے ہی اس کے اور میرے درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں......لیکن زمانہ جاہلیت میں اسلام سے قبل اس وقت بیٹی کے ساتھ جو ظلم و ستم ہوتا تھا......اس کی جو کیفیت ہوتی تھی......وہ بڑی عجیب تھی......کہ بچی پیدا ہوئی......باپ اس کو قتل کر کے دفن کر دیتا تھا۔

جرم عظیم اور سیلاب مغفرت:

ایک دن نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا......وہ اپنی بیٹی کی پیشانی چوم رہا تھا......محبوب ﷺ نے اسے فرمایا......تجھے بیٹی پیاری لگتی ہے......کہنے لگا......اللہ کے محبوب کیا بتاؤں......جب آپ نہیں آئے تھے......میں نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھود کے سات بیٹیاں زندہ دفن کیں......(۱) مصطفیٰ کریم یہ تو تیرے اخلاق نے بتایا ہے......کہ بیٹی دفن کرنے کے لائق نہیں ہوتی......یہ تو پیشانی چومنے کے لائق ہوتی ہے۔

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آتا ہے......میں بات ختم کرتا ہوں......آ کر کہتا ہے......اللہ کے نبی میں بہت بڑا گناہ گار ہوں......میں چاہتا ہوں......اگر میں اسلام قبول کر لوں......کلمہ پڑھ لوں......کیا میرے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے...... حضور ﷺ نے فرمایا......ہاں معاف ہو جائیں گے......نہیں آقا اگر کوئی بڑا گناہ کیا ہو......وہ بھی معاف ہو جائے گا......آپ نے فرمایا......وہ بھی معاف ہو جائے گا......کہتا ہے نہیں ......اگر کوئی سخت گناہ کیا ہو وہ بھی معاف ہو جائے گا کہنے لگا نہیں حضرت کوئی ایسا بھی ہے......جو مجھے ہر وقت نہیں بھولتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا......ایسا کونسا جرم ہے......ایسا کونسا گناہ ہے......جو تجھے بھولتا نہیں......جو تو نے کیا......اب وہ صحابی خود اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں......اپنا قصہ بیان کرتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر ابن جریر و ابن کثیر سورۃ "اذا الشمس کورت"

کہتا ہے محبوب میں سفر میں جارہا تھا...... میری بیوی حاملہ تھی...... باہر کا سفر تھا...... آجکل بھی لوگ جاتے ہیں...... سال سال تک واپس نہیں آتے...... اس وقت تو ویسے بھی پیدل کے سفر ہوتے تھے...... لمبے لمبے سفر ہوتے تھے...... کہا جاتے وقت اپنی بیوی کو میں نے نصیحت کی...... کہ اگر بیٹا پیدا ہو...... تو اس کی عزت کرنا...... اس کی خدمت کرنا...... اس کو پالنا پوسنا...... اس کا خیال کرنا...... اگر بیٹی پیدا ہو...... تو عرب کے رواج کے مطابق اسے زندہ گڑھا کھود کر دفن کر دینا...... میں چلا گیا...... مدت گزر گئی...... کچھ دنوں بعد اللہ نے مجھے بچی عطاء کی...... وہ آدمی خود حضور ﷺ سے کہتا ہے...... محبوب جب سالوں بعد واپس آیا...... اڑھائی تین سال کا عرصہ گزر گیا...... میں جب گھر پہنچا...... تو میرے گھر ایک بچی بھاگتی دوڑتی...... پیارے بول بولتی...... چھوٹے بچوں کے مٹھاس کے بول پیاری پیاری باتیں آپ سب جانتے ہیں...... کتنی دلکش ہوتی ہیں...... کہتا ہے...... شام گزر گئی...... میرے ذہن میں وہ بات نہ آئی...... میں نے اپنی بیوی سے کہا...... یہ بچی کون ہے...... جو ہمارے گھر میں ہے...... دن تو گزرا...... رات جب ہوئی...... تو اس نے مجھے کہا...... اگر تو ناراض نہ ہو...... تو تجھے ایک بات کہوں...... تو غصہ نہ ہونا...... اس نے کہا میں نہیں ہوتا...... اس نے کہا...... جب آپ گئے تھے...... تو میں حاملہ تھی...... آپ نے نصیحت کی تھی...... کہ بیٹا ہو تو اس کا خیال کرنا...... اور اگر بیٹی ہو...... تو اسے قتل کر دینا...... اس وقت اللہ نے مجھے بچی دی تھی...... اس خیال سے میں نے اس کو نہیں مارا...... کہ تو بھی گھر میں نہیں ہے...... میں اس کو بھی قتل کر دوں...... میرا وقت کیسے گزرے گا...... رات کو اس بچی کو اپنے سینے سے لگا کر میں نیند کرتی ہوں...... میری بچی ہے...... میرے گھر کا کھلونا ہے...... میرے گھر کا پیار ہے...... میرے گھر کا قرار ہے...... میں اس کو دیکھتی ہوں...... دل کو ٹھنڈک و تسکین ملتی ہے...... کہتا ہے...... اللہ کے رسول میرے تیور بدل گئے...... میں باہر گیا...... تو معاشرے کے لوگ مجھے ملے...... تو کہا اچھا تیرے گھر بیٹی ہے...... تو کسے داماد بنائیگا...... تیری بیٹی کس کے

ماتحت ہوگی......اور یہی باتیں وہاں طعنے کی ہوتی تھیں......اچھا نہیں تھا......یہ نہ ہوتی مر جاتی اس کو تو جہیز دے گا......اس کا تو خیال کرے گا......اس کی تو رخصتی کا انتظام کرے گا......یہ جاہلانہ طعنے تھے تو اللہ کے نبی میں رات کو واپس آیا......تو نیند مجھے بڑی مشکل سے آئی......بلکہ آئی ہی نہیں......پوری رات کروٹیں بدلتا رہا......آخر کار میں ایک رسی اور ایک کدال لے کر میں ایک جگہ جا کر رکھ آیا......اور واپس آ کر میں نے صبح کپڑے پہنے ......میری بیوی کہنے لگی......خیر تو ہے......کپڑے پہن رہے ہو......طبیعت ناساز تھکاوٹ کا اثر ہے......بیمار ہیں......کہا میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی......صبح میں نے اسے کہا بچی کو نہلا دھلا تیار کر......میں اس کو اس کے ماموں کے گھر لے جاتا ہوں......ننہیال لے کر جاتا ہوں......رشتہ داروں سے ملاتا ہوں......میں بھی مل آؤں......

عورت کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی......کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے......اس نے بچی کو نہلا دھلا کر تیار کیا......کہتا ہے......اللہ کے رسول ﷺ میں بچی کو لیکر چلا......میں نے باہر نکل کر وہ جو کدال چھپا رکھی تھی......رسی وہاں ڈالی ہوئی تھی......اس کو بھی اٹھایا......اسے بھی لیا......اور لے کر میں جنگل کی طرف چلا گیا......جن لوگوں نے کعبۃ اللہ دیکھا ہے...... اگر ان کو یاد ہو......کعبۃ اللہ کے قریب جبل کعبہ ہے......جو پہاڑ کعبۃ اللہ کے اندر مشہور جگہ ہے......اس کے قریب ایک بہت بڑی کھلی سی جگہ ہے......کہ اس کے چاروں طرف سڑکیں جاتی ہیں......اور درمیان میں تھوڑا گراؤنڈ پڑا ہوا ہے۔

مولانا مکی صاحب جو وہاں رہتے ہیں......ایک مرتبہ میں نے ان سے پوچھا...... میں نے کہا حضرت یہاں اتنی بڑی بڑی جو عمارتیں بن گئی ہیں......یہ جگہ خالی کیوں ہے......کہنے لگے اس جگہ کو اب بھی کھودیں......تو بچیوں کے ٹکڑے نکلتے ہیں......ان کی ہڈیاں نکلتی ہیں......جن کو زمانہ جاہلیت میں لوگ زندہ دفن کر دیتے تھے......ان بچیوں کی ہڈیاں ان جگہوں پر ہیں......اس لئے اہل عرب نے بھی اس جگہ کو محفوظ رکھا ہوا ہے......کہ

یہاں پر عمارت نہیں بنانی چاہیے...... کہ ظلم کرنے والے کر گئے ہیں...... اس ظلم کی جگہ پر کسی اور کو رہنے کے لئے بھی جگہ نہیں دینی چاہیے۔

کہتا ہے اللہ کے محبوب میں بچی کو لے گیا...... بچی کو لے جا کر جنگل میں کھڑا کر دیا...... سورج نکلا ہوا تھا...... گرمی کی تپش تھی...... دھوپ تھی...... مکہ کی گرمی ویسے بہت مشہور ہے...... کہتا ہے...... کدال کے ساتھ میں نے مکہ کی پتھریلی زمین کو کھودنا شروع کر دیا...... کوئی نہیں ہے...... ایک میری بیٹی ہے...... اور ایک میں کھڑا ہوں...... گڑھا کھودتا ہوں...... مٹی اڑتی ہے...... مجھے پسینہ آ رہا ہے...... بچیوں کی پیار کی باتیں بڑی عجیب ہوتی ہیں...... بچی نے اپنا دوپٹہ اتار کے مجھے ایسے کر کے پنکھا کرنا شروع کر دیا...... کہنے لگی...... ابا جان آپ کو تکلیف ہو رہی ہے...... آپ گڑھا کھود رہے ہیں...... آپ کو پسینہ آ رہا ہے...... میں آپ کو پنکھا کروں...... کہنے لگا اللہ کے محبوب مجھے ترس نہ آیا...... میں گڑھا کھودتا تھا...... مٹی میرے منہ اور چہرے پر پڑتی تھی...... وہ معصوم بچی مجھے پکڑ کر کہتی ہے...... ابا جان منہ نیچے کیجئے...... میں آپ کے چہرے سے مٹی جھاڑ دوں...... اللہ کے محبوب پھر بھی مجھے کوئی ترس نہ آیا...... جب میں نے گڑھا کھود لیا...... تو مجھے ظلم وستم کی کیفیت یہ تھی...... جہالت کا مجھ پر بھوت سوار تھا...... کہ مجھے اس معصوم بچی کا خیال نہ آیا...... میں نے اسے سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا...... اٹھا کر اسے گڑھے میں پھینکا...... بچی جب نیچے گری...... یقیناً اسے چوٹ تو لگی ہوگی...... اس نے اوپر دیکھ کر یوں کہا...... ابا خیال کر میں تو تیری بیٹی ہوں...... ابو مجھے اس جنگل میں تنہائی میں چھوڑ جا...... مجھے اپنے ہاتھ سے مت مار...... مجھے جنگل کے درندے کھا جائیں گے...... باپ بن کر اپنے ہاتھوں سے مجھے دفن نہ کر...... اللہ کے نبی ﷺ مجھے ترس نہ آیا...... بچی نے اپنا ہاتھ اوپر کیا...... کہ مجھے باہر کھینچ کہا...... میں نے زور سے اس کے ہاتھ پر پتھر مارا...... بچی نیچے گر گئی...... ایک پتھر کی چٹان پڑی تھی...... مین نے اٹھا کر اس بچی کے سینے پر دے ماری......

بچی نیچے بلکتی سسکتی ہے...... ہچکیاں بھرتی ہے...... اس کی آنکھوں سے آنسو ہیں اور وہ تڑپنا شروع کرتی ہے...... کہتا ہے محبوب میں نے اوپر مٹی ڈالنا شروع کر دی...... اس کے منہ میں مٹی جا رہی ہے...... اس کے چہرے پہ مٹی جا رہی ہے...... وہ مٹی میں دفن ہو رہی ہے...... اس کا ایک جملہ جو اللہ کے نبی ﷺ مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا...... بچی نے کہا...... ابو اگر تو نے مجھے قتل کرنا تھا...... ختم کرنا تھا دفن کرنا تھا...... مارنا تھا...... جب گھر سے چلے تھے...... اتنا تو بتاتے...... بیٹی تیرا یہ حال کروں گا...... کم از کم میں آتے ہوئے اپنی ماں کو آخری سلام تو کر کے آتی...... جو مجھے پوری پوری رات سینے سے لگاتی تھی...... مجھے پیار کرتی تھی...... مجھے اس سے جدا کر کے مار رہے ہو۔

کہتا ہے اللہ کے محبوب میرے دل مین ترس نہ آیا...... بچی بولتی رہی...... زبان چپ ہو گئی...... میں نے مٹی ڈال کر اسے دفن کر دیا...... لیکن اب جب میں سوچتا ہوں...... کہ وہ ہچکیاں میرے کانوں میں محسوس ہوتی ہیں...... اس کی آواز مجھے سنائی دیتی ہے...... اس معصوم بچی کی امی اور ابو کی صدائیں اللہ کے محبوب مجھے بے چین کرتی ہیں...... میں اتنا بڑا جرم کر آیا ہوں...... کہ اگر میں کلمہ پڑھوں...... تو کیا اسلام مجھے معاف کر دے گا...... شان کریمی اور شان نبوت جوش میں آئی...... حضور ﷺ کہنے لگے...... اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ (۱) ہاں ہاں میں محمد ﷺ آیا ہی اس لئے ہوں...... کہ جہالت کا سارا اندھیرا ختم کر کے اسلام کی روشنی تمہیں دوں...... زمانہ کفر میں جتنے گناہ کئے تھے...... مجھ محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے سے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

مین عرض کر رہا تھا...... قرآن نے عجیب جملہ کہا ہے...... وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ...... حضور ﷺ کے آنے سے پہلے...... ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ...... عبادات بھی ختم!

---

(۱) فیض الباری ص ۱۳۵ ج ۱، مشکوٰۃ شریف ص ۱۴ ج ۱، صحیح المسلم

اعمال بھی ختم......اخلاق بھی ختم......معاشرت بھی ختم......معیشت بھی ختم......انسانی ہمدردی بھی ختم......میں انسانی تفصیلات کو چھیڑوں......تو اس کیلئے گھنٹے چاہئیں......اور اب تاریخ کو پڑھ کر دیکھو......حضور ﷺ کے آنے سے پہلے زمانہ جاہلیت کا کیا عالم تھا......جب یہ ظلم حد کو پہنچا......حد سے بڑھ کر ہر ایک چیز کی انتہا ہوتی ہے......اور جب کوئی چیز انتہا سے آگے بڑھے ہمارے ایک دوست ہیں...... وہ کہتے ہیں ہر فائدہ مند چیز اس وقت فائدہ میں ہے...... جب حد میں ہو......اور جب حد سے بڑھے......تو وہی نقصان دیتی ہے...... دودھ بڑی نعمت ہے...... جب کوئی زیادہ پی جائے......تو نقصان دیتا ہے سیب بہت اچھی نعمت ہے......صبح ایک کھالیا کرو اگر تین چار کھاؤ گے تو نقصان ہوگا۔

بھائی معاشرے میں برائیاں خوب آئیں......لیکن جب وہ حد سے زیادہ بڑھ گئیں......کہ ظلمت کی انتہا جناب قتل وغارت اور شراب پینا زندگی کا مشغلہ بنالیا تھا...... بیٹیاں زندہ دفن ہو رہی تھیں...... جب یہ رات چھا گئی......اس کی شان کریمی کو جوش آیا...... وہ فجر کو روشن ہوا......طلوع آفتاب کے آنے کا وقت آیا......کہ صبح صادق کے وقت اللہ نے صادق نبی ﷺ کو بھیج کر پوری دنیا میں کہ اللہ کے پاس جو آخری امانت موجود تھی......ان انسانوں کے حصہ میں وہ امانت اللہ نے آمنہ کی گود میں ڈالی......شان زیبائی امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی......حضور اکرم ﷺ کے آنے سے پہلے یہ جہالت تھی۔لیکن جب اللہ نے امانت لوگوں کے سپرد کردی تو پوری دنیا میں روشنی اور بہار آگئی اللہ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عظمت رسول ﷺ ربیع الاول کے آئینہ میں

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهُ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ...... وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (۱) ......وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (۲)......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اشعار:

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ﷺ کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی

---

(۱) الصحیح البخاری ص۱۵ عن انس ۔مشکوۃ ص۱۲ ج۱،اصحیح المسلم بیروت ص۴۴۔ زادامعاد ص۱۱ بیروت (۲) مشکوۃ ص۳۰ ج۱

دامن توحید میں آباد ہونے کی
یہ عظمت باطل دھوکہ ہے یہ سطوت کافر کچھ بھی نہیں
مٹی کے کھلونے ہیں سارے یہ کفار کے لشکر کچھ بھی نہیں
اللہ سے ڈرنے والوں کو طاقت سے ڈرانا مشکل ہے
گر خوف خداہو دل میں تو یہ قیصروکسری کچھ بھی نہیں
اسلام اگر منظور نہیں قرآن اگر دستور نہیں
پھر لعنت اس آزادی پر یہ ملک یہ لشکر کچھ بھی نہیں
مسلمانو سنبھل جاؤ سنبھل جانے کا وقت آیا
بہت سوئے ہو تم اب ہوش میں آنے کا وقت آیا
جلا ڈالی تھیں تم نے کشتیاں اندلس کے ساحل پر
مسلماں پھر تیری تاریخ دھرانے کا وقت آیا
جہاں سے تین سو تیرہ چلے تھے تم مسلمانو!
انہیں ماضی کی راہوں پر پلٹ جانے کا وقت آیا
سنو وہ روضہ اطہر سے کیا آواز آتی ہے
مسلمانو میری حرمت پہ کٹ جانے کا وقت آیا
نبی کی آبرو باقی رہے تم بھی باقی ہو
وگرنہ پھر غلامی میں الجھ جانے کاوقت آیا
اٹھو مایوسیوں کی زندگیوں سے موت بہتر ہے
امیں مرکر حیات جاوداں پانے کا وقت آیا

تمہید:

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم......! علمائے کرام......! برادران اسلام...... ! قابل قدر بھائیو اور دوستو......! آج کے جمعہ میں آپ حضرات کے سامنے ماہ ربیع الاول کے تقاضے اور ہمارے نبیﷺ کی عزت وحرمت پر گفتگو ہوگی......عنوان ہے، ربیع الاول کے تقاضے، عزت رسول، اور حرمت رسولﷺ......میں دو باتیں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں ......ایک بات تو عظمت رسولﷺ کے حوالہ سے عرض کروں گا......اور ایک بات میں ربیع الاول کی مناسبت سے عرض کرنا چاہتا ہوں......اور اگر ان دونوں کو اکٹھا کرلیا جائے تو مضمون دونوں کا ایک ہی عظمت رسولﷺ ہے......یعنی کوئی نئی بات نہیں ہوگی......کہ ربیع الاول میں کوئی اور عنوان ہوگا......عظمت رسولﷺ میں کوئی اور باتیں ہونگی۔

عظمت رسولﷺ کے تذکرہ کا خوبصورت موسم:

عظمت رسولﷺ کے تذکرے کا خوبصورت موسم وہ ربیع الاول ہے......ربیع الاول کا مہینہ آپ سب جانتے ہیں......کہ یہ ہمارے آقا ومولا امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہﷺ کی تشریف آوری کا مہینہ ہے......اور آپ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے......اور جب یہ مہینہ شروع ہوتا ہے......تو ملک میں ہر جگہ پر سرکاری طور پر بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں ...... بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں ...... بڑی بڑی تقریریں ہوتی ہیں ......جناب بارہ ربیع الاول کو باقاعدہ جلوس نکالے جاتے ہیں ......اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے......اس لئے کہ ربیع الاول حضورﷺ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے۔

رسل اور انبیاء سے عہد:

میں آپ کو بات یہ سمجھانا چاہتا ہوں...... کہ یہ مہینہ حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ ہے...... اس میں کچھ شک نہیں...... لیکن صرف ولادت کا نہیں...... بلکہ آقا کی ولادت کا مہینہ بھی ربیع الاول ہے...... اور ٹھیک چالیس سال بعد اللہ کی شان رحمت جب محبوب ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی...... اور وہ تاج رسالت و نبوت جو اللہ نے اپنے محبوب کے سر پر عالم میثاق میں رکھ دیا تھا...... اور سارے رسولوں اور نبیوں کو جمع کر کے ان سے وعدہ لیا تھا۔

وَاِذْاَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآاٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَامَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔

اس میثاق کا اظہار اس دنیا میں رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو نبوت کے تاج سے جب سرفراز فرمایا...... تو وہ مہینہ بھی ربیع الاول کا ہے...... یعنی ربیع الاول ولادت کا بھی مہینہ ہے...... اور حضور ﷺ کی رسالت کا بھی مہینہ ہے۔

ہجرت کا مہینہ:

پھر حضور ﷺ نے رسالت کا کام شروع کیا...... اس کام پر جو مصائب آئے...... مشکلات آئیں...... جو تکلیفیں آئیں...... جو صدمے آئے...... اللہ کے محبوب ﷺ نے ان صدمات کو جب برداشت کیا...... جب مصائب برداشت کرنے کی انتہا ہوگئی...... تو رب نے کہا...... محبوب ﷺ اب آپ مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے چلیں...... تو جب حضور مکہ سے مدینہ میں گئے...... تو وہ ربیع الاول کا مہینہ تھا...... تو پتہ چلا

......کہ......

حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ بھی......ربیع الاول ہے

حضور ﷺ کی رسالت کا مہینہ بھی......ربیع الاول ہے(۱)

حضور ﷺ کی ہجرت کا مہینہ بھی......ربیع الاول ہے(۲)

حضور ﷺ کی رسالت اور رحلت کا مہینہ:

میں آج یہ سمجھانا چاہتا ہوں......کہ ربیع الاول کتنی اہمیت کا مہینہ ہے......اور ہم نے اس کو کیا بنایا ہوا ہے...... !حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ......ربیع الاول ہے......حضور ﷺ کی رسالت کا مہینہ......ربیع الاول ہے......حضور ﷺ کی ہجرت کا مہینہ......ربیع الاول ہے۔

پھر تریسٹھ سالہ زندگی بسر کرنے کے بعد محبوب ﷺ جب عالم دنیا کو چھوڑ کر عالم عقبی کی طرف تشریف لے گئے......دنیا سے برزخ کی طرف تشریف لے گئے......قبر کی طرف تشریف لے گئے۔

---

(۱) جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی سال قمری پر ایك دن اوپر ہوا تو ۹ ربیع الاول ٤١ میلادی (۱۲ فروری ٦١٠ء) کو بروز دوشنبہ روح الامین حضرت جبرائیل خدا کا حکم نبوت لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے، رحمۃ اللعالمین ص۷۳ ج۱، زادالمعاد ص۳۱ تا ۳۲ بیروت، الصحیح البخاری ومسلم ص۱٦٠ واحمد بن حنبل ص ۲۳۳ ج٦ بیروت من حدیث عائشه سیرت ابن هشام ص۲۲۸ ج۱ بیروت۔ کنز اعمال میں هیعن ابن عباس قال ا ولد النبی صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین فی ربیع الاول، وهاجرالی المدینه یوم الاثنین فی ربیع الاول وتوفی یوم الاثنین فی ربیع الاول کنزالعمال ص۲٠٠ ج۱۲

(۲) غار ثور سے آپ صلی الله علیه وسلم بمع سیدنا ابوبکر یکم ربیع الاول بروز دوشنبه (۱٦ ستمبر ٦۲۲ء) کو روانه هوئے زادالمعاد میں هے ثم اذن الله لرسول الله صلی الله علیه وسلم فی الهجرة فخرج من مکة یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول زاد المعاد، بیروت ص۳۹ ج۱، سیرت ابن هشام ص٤۳٤ ج۱ بیروت، شرح العامه الزرقانی ص۱٠۲ ج۲ بیروت

آپ نے جب اس جہان سے رحلت فرمائی......تو وہ مہینہ بھی ربیع الاول کا مہینہ تھا......تو آپ یہ یاد کریں ......کہ ربیع الاول حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ......ربیع الاول حضور ﷺ کی رسالت کا مہینہ...... ربیع الاول حضور ﷺ کی ہجرت کا مہینہ......ربیع الاول حضور ﷺ کی رحلت کا مہینہ ......یہ کتنے کام ہوگئے ......!(چار) آپ کتنے کرتے ہیں......؟(ایک)

عظمت رسول ﷺ کا تقاضا:

آج میں آپ کو ربیع الاول کے جو تقاضے ہیں......وہ بتانا چاہتا ہوں......اورعظمت رسول کا تقاضہ یہ نہیں......کہ صرف حضور ﷺ کی ولادت کے گن گاؤ حضور ﷺ کی رسالت کا تذکرہ نہ کرو......ولادت کی باتیں تو کرو ......ہجرت کا تذکرہ نہ کرو......ولادت کی باتیں تو کرو......رحلت کا تذکرہ نہ کرو۔

محبوب ﷺ کی جب ساری زندگی نمونہ ہے......تو حضور ﷺ کی ساری زندگی کو بیان کرنا چاہئے ......ہرگوشہ پر گفتگو کرنی چاہئے ...... ہر چیز کو بیان کرنا چاہئے اوراس حوالے سے خاص طور پر ان چار چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہئے......کہ حضور ﷺ کی ولادت بھی اس مہینہ میں ہے......رسالت بھی اس مہینہ میں ہے......ہجرت بھی اس مہینہ میں ہے......اوررحلت بھی اس مہینہ میں ہے......تاکہ ساری دنیا کو پتہ چلے ......کہ یہ مہینہ صرف ولادت کا نہیں......رسالت کا بھی ہے......ہجرت کا بھی ہے......اوررحلت کا بھی ہے۔

ولادت،رسالت،ہجرت اوررحلت:

ان چار چیزوں میں سے صرف پہلی چیز خوشی ہے......ولادت خوشی ہے......

کسی کے گھر میں بھی بچہ پیدا ہو اس پر خوشی ہوتی ہے...... چہ جائیکہ کائنات کے سردار آئے......تو خوشی نہ ہو...... ہر ایک کو خوشی ہے......اپنے بیگانے کو خوشی ہے......ساجن دشمن کو خوشی ہے......کسی کے گھر بچہ پیدا ہو......تو سب کو خوشی ہوتی ہے......حضور ﷺ جب پیدا ہوئے......تو ابولہب کو بھی خوشی ہوتی ہے...... ہزاروں روپئے کی اس نے لونڈی آزاد کی ہے......لیکن باقی تینوں چیزیں آزمائش ہیں۔

ولادت خوشی ہے...... رسالت امتحان اور آزمائش ہے

ولادت خوشی ہے...... ہجرت امتحان اور آزمائش ہے

ولادت خوشی ہے...... رحلت امتحان اور آزمائش ہے

آپ کی ولادت کی تو خوشی تھی ......لیکن جب پیغمبر ﷺ نے اعلان نبوت کیا ہے......تو حضور ﷺ کو ساحر کہا گیا......مجنون کہا گیا...... دیوانہ کہا گیا...... مذمم کہا گیا......راستے میں کانٹے بچھائے گئے......جسم اطہر پر اوجھڑی ڈالی گئی......محبوب ﷺ کو صدمات اور تکلیفیں دی گئیں۔

تو یاد رکھو...... جہاں ربیع الاول خوشی کا مہینہ ہے ......تو وہاں ربیع الاول آزمائشوں کا مہینہ اور صدمات کا مہینہ بھی ہے۔

جہاں ربیع الاول خوشی کا مہینہ ہے......وہاں تکلیفیں برداشت کرنے کا مہینہ بھی ہے۔

جہاں ربیع الاول خوشی کا مہینہ ہے......وہاں دین کی دعوت کا مہینہ بھی ہے۔

جہاں ربیع الاول خوشی کا مہینہ ہے......وہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا مہینہ بھی ہے۔

جہاں ربیع الاول خوشی کا مہینہ ہے......وہاں اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کا مہینہ بھی ہے۔

تو پیغمبر ﷺ رحمت کائنات ﷺ نے اعلان رسالت کے بعد جتنے صدمے سہے ہیں......وہ اس ربیع الاول کی مناسبت سے آئے ہیں۔

مشرکین مکہ کا حضور ﷺ کو مکہ سے نکالنا:

اس مہینہ میں ایک خوشی ہے......اور تین آزمائشیں ہیں ......ان میں پہلی آزمائش حضور ﷺ کی رسالت ہے......اور جو دوسری آزمائش ہے وہ ہجرت ہے اور وہ اس سے بھی بڑی آزمائش ہے...... کہ رسالت کا اعلان مکہ میں ہوا ہے......مگر جب مشرکین نے حضور ﷺ کو بے انتہا پریشان کیا......تو رب کی طرف سے حکم آیا...... کہ محبوب! اب مکہ چھوڑیئے......ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے چلئے۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ جب حضور ﷺ مدینہ جا رہے تھے......تو رحمت کائنات ﷺ کی یہ حالت تھی...... کہ آپ ﷺ مڑ مڑ کر کعبۃ اللہ کو دیکھ رہے تھے......حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے......(۱) اور محبوب ﷺ یہ جملہ کہتے تھے......"اللہ! کعبہ تیرا چھوڑنے کو دل تو نہیں کرتا......مگر کیا کروں یہ ظالم رہنے نہیں دیتے۔

امت محمدی ﷺ پر تین بھاری صدمات:

رسالت خوشی یا آزمائش

ہجرت خوشی یا آزمائش

رخصتی بھی آزمائش ہے ایک حدیث میں نے پڑھی ہے...... حضور ﷺ نے کہا ......میری امت پر تین سب سے بھاری صدمے آئیں گے......ان جیسا صدمہ میری امت پر اور

---

(۱) زرقانی میں یہ الفاظ ملتے ہیں "حین خرج من مکۃ لما وقف علی الحزورۃ ونظر الیالبیت، واللہ انک لاحب ارض اللہ الی وانک لاحب ارض اللہ ولولاان اھلک اخرجونی منک ماخرجت" زرقانی ص۱۰۸، ج۲ ،بیروت، یہ روایت مسند احمد بن حنبل اور سنن ترمذی میں بھی موجود ہے

کوئی نہیں آیا......اور نہ پہلی امتوں میں سے کسی پر آیا......!

سب سے پہلا صدمہ......میری جدائی کا صدمہ ہوگا

دوسرا صدمہ......میری امت پر عثمان ابن عفانؓ کی جدائی کا صدمہ ہوگا

تیسرا صدمہ......میری امت پر دجال کا فتنہ ہوگا جو قریب قیامت میں اٹھے گا

حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے......اور اس فتنے کا مقابلہ کریں گے......

اور بہت بڑی آزمائش ہوگی......بہت بڑا صدمہ ہوگا...... جہاں حضور ﷺ نے تین بڑے صدمے بیان کئے......ان میں پہلا صدمہ حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ ہے۔

محمد ﷺ کی جدائی کی وجہ سے مدینہ کا عالم:

حدیث میں آتا ہے...... جب حضور ﷺ کی جدائی کی اطلاع ملی

قَدُ اَظُلَمَ الْمَدِیُنَةُ (۱)

پورے مدینہ میں اندھیرا چھا گیا......صحابہ کرامؓ بے تاب تھے......بے انتہا پریشان تھے......آنکھوں میں آنسوں جاری ہوگئے......کچھ لوگ جنگلوں کی طرف بھاگ گئے......ایک صحابیؓ نے جا کر دیکھا......ایک آدمی بکریاں چرا رہا ہے......اس کو کہا......!

''تو تو بکریاں چرا رہا ہے......تیرے محبوب ﷺ تو کفن پہن چکے ہیں''

وہ روتا ہوا آیا......مدینہ کے جب قریب پہنچا......اس نے اپنی دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھیں......زور سے مسل کر......کہا......!

اے اللہ......! میں مدینہ جاتا تھا......محبوب ﷺ کا دیدار کرتا تھا......اب محبوب ﷺ مجھے نظر نہ آئیں......اے اللہ......! مجھے اس زندگی کی ضرورت نہیں......میری زندگی

---

(۱) رواہ الدارمی والحاکم والبیہقی بحوالہ مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووصایا عند موتہ، مترجم ص ۷۶

لے لے...... مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں...... میری آنکھیں لے لے...... مجھے اندھا کر ...... مجھے آنکھیں اس دن دینا...... جب میں نگاہ کھولوں تو پیغمبر ﷺ کا چہرہ نظر آئے ......حدیث میں آتا ہے...... جب صحابیؓ انگلیاں ہٹائیں تو دونوں آنکھوں سے اندھا ہو چکا تھا۔

ربیع الاول میں صدمہ:

یہ صدمہ ربیع الاول میں آیا ہے...... حضرت فاطمہؓ فرمایا کرتی تھیں......!

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِياً

محبوب ﷺ کی جدائی سے ہم پر اتنے صدمے پڑے......اگر یہ صدمے دن پر پڑتے تو دن بھی رات ہو جاتا......محبوب ﷺ کی جدائی کا صدمہ ربیع الاول میں......اور ہجرت وطن کی جدائی کا صدمہ ربیع الاول میں۔

حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ اس رسالت کے اعلان پر جتنا مجھے ستایا گیا...... مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ستایا گیا......(۱) فرمایا! سب نبیوں کی تکلیفوں کو جمع کرو......تو میری تکلفیں سب سے زیادہ ہیں...... میں نے اللہ کے دین کے لئے سب سے زیادہ مشکلات برداشت کی ہیں......تو حضور ﷺ کی رسالت کا مہینہ بھی ربیع الاول کا ہے......اور محبوب ﷺ کی رحلت کا مہینہ بھی ربیع الاول کا ہے۔

ولادت، رسالت، ہجرت اور رحلت سے کیا درس ملتا ہے؟:

ایک بات اور سمجھیں...... حضور ﷺ کی ولادت سے ہمیں کیا ملا......؟ حضور ﷺ کی رسالت سے ہمیں کیا ملا......؟ حضور ﷺ کی ہجرت سے ہمیں کیا ملا......؟

---

(۱) لقد اخفت فی اللہ وما یخاف احد ولقد اوذیتُ فی اللہ وما ھوذیٰ احد (مشکوٰۃ ص ۴۴۸، ج ۲، عن انسؓ)

آقا ﷺ کی رحلت سے ہمیں کیا ملا......؟ کیونکہ پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی امت کے لئے نمونہ ہے.....تو حضور ﷺ کی ولادت بھی نمونہ ہے...... حضور ﷺ کی رسالت بھی نمونہ ہے...... حضور ﷺ کی ہجرت بھی نمونہ ہے...... حضور ﷺ کی رحلت بھی نمونہ ہے......تو ان چاروں واقعات سے ہمیں کیا ملا۔

حضور ﷺ کی ولات سے ہمیں حریت ملی......آزادی ملی۔

حضور ﷺ کی رسالت سے ہمیں شریعت ملی......سیرت ملی۔

حضور ﷺ کی ہجرت سے ہمیں نصرت ملی...... جہاد کا پیغام ملا۔

رحمت کائنات ﷺ کی جدائی اور رحلت سے ہمیں نظام خلافت ملا۔

چار کے بدلے چار ملیں ...... حضور ﷺ کی ہجرت سے انقلاب آیا...... حضور ﷺ کی رحلت سے ہمیں خلافت راشدہ ملی۔

آزادی کی تحریک:

حضور ﷺ کی ولادت سے ہمیں آزادی ملی ......لونڈیاں آکر ابولہب کو کہتی ہیں...... کہ تیرے گھر بھتیجا ہوا ہے ......ابولہب اتنا خوش ہوا...... کہ اس نے دو انگلیوں سے اشارہ کر کے اسے آزاد کر دیا...... کہ جا میں تمہیں آزاد کرتا ہوں ......تو نے مجھے میرے بھتیجے کے آنے کی خوشخبری دی ہے ...... حضور ﷺ آئے لونڈیاں آزاد ہوئی ہیں حضور رحمت کائنات نے قدم رکھا ہے ......علماء نے لکھا ہے...... کہ عجیب آزادی کی تحریک چلی ہے...... آقا ﷺ کی ولادت کے وقت کسریٰ کے کنگرے ٹوٹے ہیں ...... کہ وہاں ظلم وستم کی انتہا تھی ......اس کی حکومت کا خاتمہ ہوا......غریبوں کو عزت کی زندگی ملی ہے......شام کے محلات نظر آئے ہیں ......اشارہ اس طرف تھا...... کہ پیغمبر ﷺ کا اسلام قیامت تک باقی رہیگا۔

حضور ﷺ کی آمد کی برکت:

حضور سرور کائنات ﷺ کی جب ولادت باسعادت ہوئی ہے......اس سال جتنی عورتوں کو حمل تھے......ان سب عورتوں نے بچے جنے ہیں......اللہ نے حضور ﷺ کی آمد کی برکت سے سب کو بچے عطاء کئے ہیں......حکمت کیا تھی......؟ کسی کے گھر بچی پیدا ہو......اس وقت زمانہ جاہلیت تھا......اس وقت لوگ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے......بیٹی پیدا ہو اور وہ دفن ہو رہی ہو...... اور ادھر سے رحمت کونین ﷺ آرہے ہوں...... یہ اس نبی ﷺ کی عظمت کے خلاف ہے......یہ اس نبی ﷺ کی عزت کے خلاف ہے......یہ اس نبی ﷺ کی حرمت کے خلاف ہے......یہ اس نبی ﷺ کے تقدس کے خلاف ہے......کہ وہ رحمت بھی بن کر آئیں ......اور بیٹیاں بھی زندہ درگور ہوں۔

اللہ نے کہا لوگوں کو اس کی رحمت کا پتہ تو چالیس سال کے بعد چلے گا......لیکن مجھے تو پتہ ہے کہ کتنا رحمت ہے......اس لئے کہ محبوب ﷺ تیری رحمت کے تقاضے میں دنیا کو دکھانا چاہتا ہوں......کہ تو قدم رکھ رہا ہے......تیرے آنے کی برکت سے میں نے کسی کو بچی نہیں دی ......حضور کی آمد کی برکت سے اللہ نے سب کو بچے دیے ہیں......تو حضور ﷺ کی ولادت سے آزادی ملی ہے......آزاد آدمی کا خطرہ ہوتا ہے...... کہ وہ بے راہ روی کا شکار ہو جائے......فتنوں میں الجھ جائے گا......اس کے لئے شریعت کی ضرورت ہے......اس لئے اللہ تبارک وتعالی نے رحمت کونین ﷺ کو شریعت کی نعمت سے مال و مال فرمایا......حضور ﷺ پیغام رسالت لے کر آئے...... !رسالت آئی ہدایت آئی ......رسالت آئی سنت آئی...... رسالت آئی کتاب آئی...... رسالت آئی قرآن ملا......رسالت آئی رحمت ملی......رسالت آئی پیغمبر ﷺ کی رحمت اللعالمینی سامنے آئی۔

یہ ساری نعمتیں حضور ﷺ کے صدقے سے ملی ہیں..... آقا ﷺ تشریف لائے..... آپ کی برکت سے پوری امت کو ہدایت ملی ہے..... اسوہ حسنہ بھی ملا ہے..... سیرت طیبہ بھی ملی ہے..... سنت بھی ملی ہے..... قرآن کی دولت بھی ملی ہے..... پوری شریعت بھی ملی ہے..... عقائد بھی ملے ہیں۔

حضور ﷺ کی رسالت کی برکت سے..... اعمال ملے ہیں۔

حضور ﷺ کی رسالت کی برکت سے..... اخلاق ملے ہیں۔

حضور ﷺ کی رسالت کی برکت سے..... ہدایت ملی ہے۔

حضور ﷺ کی رسالت کی برکت سے..... اللہ نے نعمتیں عطاء کی ہیں۔

بلکہ آپ حدیث کی کتابوں کو اکٹھا کر کے دیکھو!..... فقہ کی کتابوں کو پڑھو..... حضور ﷺ کی رسالت کی برکت سے..... کہ جناب اگر کتاب الایمان کو پڑھو..... تو ایمانیات کا مسئلہ ملے گا۔

علم ملا ہے..... یہ رسالت کی برکت ہے..... طہارت ملی ہے..... یہ رسالت کی برکت ہے..... نماز ملی ہے..... یہ رسالت کی برکت ہے..... زکوٰۃ کے احکامات ملے ہیں یہ رسالت کی برکت ہے..... حج کے احکام ملے ہیں..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... نکاح کے مسائل ہیں..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... طلاق کے مسائل ہیں..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... مزارعت کے احکامات بتائے گئے ہیں..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... وکالت کے مسائل بتائے گئے ہیں..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... تجارت کے اصول بتائے گئے ہیں یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... گناہوں سے روکا گیا ہے..... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے..... وصیت کے احکامات بتائے گئے ہیں..... یہ حضور ﷺ کی

رسالت کی برکت ہے......اس جہان کو قبر کے جہان سے جوڑا گیا...... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے......حشر کے مسائل سمجھائے گئے ہیں...... یہ حضور ﷺ کی رسالت کی برکت ہے۔

حضور ﷺ آئے تو شریعت و رسالت مل گئی......حضور ﷺ آئے تو ہدایت مل گئی مسلمانو......! پیغمبر ﷺ کے آنے سے رحمت کونین کے دنیا میں قدم رکھنے سے آپ ﷺ کی ولادت سے انسانوں کو آزادی ملی......مگر حضور ﷺ آئے......تو یہی آزاد مادر پدر زاد لوگ بنے ہوئے تھے......سارے کے سارے نبی کے غلام بن کر رب کے دروازے پر آئے......تو ہدایت کا سامان مل گیا۔

فتوحات کے دروازے:

حضور ﷺ کی ہجرت سے انقلاب آیا......ایک بات اس انقلاب کے سانچے میں میں سمجھانا چاہتا ہوں......ذرا دیکھو......!

مکی زندگی میں صرف دعوت تھی......مدینہ میں جہاد شروع ہو گیا

مکہ میں خاموش تبلیغ تھی......مدینہ میں کھلے عام اعلان ہے

مکہ میں عقائد پر گفتگو تھی......مدینہ میں مسلمان آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے......تو جہاد جیسی نعمت ہجرت کی برکت سے ملی ہے......نصرت والی نعمت کو دیکھو...... کہ انصار نے مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا ہے...... یہ ہجرت کی برکت سے ملا ہے۔

آپ کے بعد فتوحات کے دروازے کھلے ہیں......کہ آقا جب مدینہ آئے ......کہ پیغمبر کی رہائش کا اپنا مکان بھی نہ تھا......ابوایوب انصاری کے مکان پر حضور ﷺ کی اونٹنی جا کر ٹھہری......حضور ﷺ نے فرمایا......کہ اس کو چھوڑ دو...... یہ مامور من اللہ ہے

جہاں پر جا کر ٹھہرے گی...... میں محمدﷺ وہاں پر ڈیرہ ڈالوں گا۔

وہ اونٹنی ابوایوب انصاری کے مکان پر جا کر رکی...... لیکن اس ہجرت کے بعد جب غزوہ بدر پیش آیا...... احد شروع ہوا...... حنین شروع ہوا...... تبوک کا واقعہ پیش آیا...... خندق کا واقعہ پیش آیا...... غزوات ہوئے...... اور غزوات پیغمبرﷺ کی زندگی میں چھوٹی بڑی ان جنگوں کا سب سے بڑا فائدہ ہوا...... کہ مسلمانوں کو نصرت ملی...... انقلاب آیا...... مکہ سے نکلے تو اپنا گھر نہیں تھا...... مگر مدینہ کی ہجرت کی ...... ہجرت کے بعد پیغمبرﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے ...... تو نو (۹) لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا چکا تھا۔

سوائے میلاد بیان کرنے کے اور کچھ بیان نہ کرنے کی وجہ:

اب میں آخری بات سمجھانا چاہتا ہوں...... اور پھر دوسرا موضوع بیان کرنا چاہتا ہوں...... وہ بڑا اہم ہے ...... یہ آپ کا ذہن تیار کر رہا ہوں...... کہ ہر آدمی آپ کو ربیع الاول کی کہانی سنائے گا اور کچھ نہیں بتائے گا ...... ہمارے اکابر تو بہت کچھ بتاتے تھے...... گو جو لوگ پیشہ ور ہیں ...... ان کی عادت ہی سوائے میلاد کے اور کچھ بھی نہیں ...... ولادت کا انکار نہیں ...... لیکن آپ ان کو اس بات پر مجبور کریں...... کہ اس مہینہ میں ولادت بھی ہے...... رسالت بھی ہے...... ہجرت بھی ہے...... رحلت بھی ہے، ہم یہ سب سننا چاہتے ہیں...... ایک نہیں سننا چاہتے۔

نظام خلافت:

چوتھی چیز اللہ کے نبی کی رخصتی سے امت کو نظام خلافت ملا...... یہ میرے آقا کی وہ خصوصیت ہے...... کہ جو آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کسی نبی کے پاس یہ کمال نہیں جو

حضور ﷺ نے دنیا کو دکھایا...... بہت ساری خصوصیات ہیں...... ہر نبی علاقے کا نبی حضور ﷺ کائنات کے نبی ہیں...... ہر نبی اپنے زمانہ کا نبی...... لیکن حضور ﷺ سارے زمانوں کے نبی ہیں...... حضور کی کتاب کا ایک حرف بھی نہیں مٹایا جاسکا...... یہ ساری فضیلتیں اپنی جگہ پر اہم ہیں۔

بطور نمونہ ایک جماعت:

اس وقت آپ کے سامنے میں بیان یہ کرنا چاہتا ہوں...... کہ ہر نبی اپنی زندگی نمونہ بتاتا تھا...... میری زندگی پر عمل کرو...... اور جب وہ نبی دنیا سے چلا جاتا تو پیچھے کوئی نمونہ نہیں ہوتا تھا...... کہ لوگ کہیں نبی تو نہیں اب ہم کس کو دیکھ کر عمل کریں...... لیکن میرے پیغمبر ﷺ نے ۲۵ سال کے عرصہ میں ایک جماعت تیار کی...... اور اس جماعت کی سرداری کے لئے خلفائے راشدین کا انتخاب فرمایا...... اور ان کو ایسا تیار کیا...... ایسا چنا...... ایسی مضبوط و محفوظ جماعت بنائی...... کہ جب یہ جماعت تیار ہوگئی تو حضور ﷺ نے فرمایا لوگو......! عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ(۱)

میں اپنی زندگی تمہیں نمونہ دے کر ہی جا رہا ہوں...... لیکن میری زندگی کے نمونہ کو سمجھنے کا سب سے آسان راستہ میرے یار خلفائے راشدین ہیں ان کو میں نے تیار کیا ہے۔

---

(۱) ابن ماجه ص ٥، مشكوٰة ص ٣٠، ابوداؤد والترمذی والنسائی، اس حدیث سے واضح معلوم ہورہا ہے کہ خلفائے راشدین کا عمل حجت ہے اور ان کی سنت اختیار کرنا ضروری ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ومن العلماء من كان على سيرته عليه السلام من العلماء والخلفاء كالائمة الاربعة المتبوعين المجتهدين والائمة العاذلين كعمر بن عبد العزيزؒ كلهم موارد هذا الحديث، ترجمہ: جو جناب رسولؐ کے طریقے پر ہوں، جیسے چاروں ائمہ اور عادل حکام جیسے عمر بن عبد العزیزؒ سب اس حدیث کا مصداق ہیں (انجاح الحاجة على ابن ماجه، ص ٥)

کسی نبی کی امت میں ایسے خلفاء تیار نہیں ہوئے...... جو اللہ نے محبوب ﷺ کو عطاء کئے...... کسی نبی کی امت میں ایسی جماعت تیار نہیں ہوئی...... جس جماعت کی زندگی نمونہ کے طور پر پیش کی جاسکے...... یہ محبوب ﷺ کی خصوصیت ہے...... کہ جماعت بھی نمونہ ہے...... اور نبی ﷺ کا ہر خلیفہ بھی نمونہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اعمال اور وقت کی تعیین:

حضور ﷺ نے فرمایا......! میری زندگی میری سنت پر عمل کرو اور میرے خلفاء کی سنت پر عمل کرو۔

دیکھو!...... نبی ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی خلیفہ کی ضرورت تھی......؟ (نہیں) تو حضور ﷺ نے کیوں کہا...... میری اور میرے خلفاء کی سنت پر عمل کرو...... حضور نے فرمایا...... میری سنت پر بھی عمل کرو...... اور میرے خلفاء کی سنت پر بھی عمل کرو اس لئے فرمایا۔ اور ایک مسئلہ سمجھانا چاہتا ہوں...... اور یہ مسئلہ امام اعظم ابوحنیفہ نے سمجھایا ہے...... مسئلہ یہ سمجھایا...... کہ حضور کا ہر عمل ہر وقت سنت نہیں...... کبھی وہ ضرورت بھی ہے...... کبھی معجزہ بھی ہے...... کبھی خصوصیت بھی ہے...... کبھی سنت بھی......! کہیں ایسے جاہل نہ بننا...... کہ بخاری کھول کر بیٹھ جاؤ...... مسلم کھول کر بیٹھ جاؤ...... ترمذی کھول کر بیٹھ جاؤ...... ابوداؤد کھول کر بیٹھ جاؤ...... جو حدیث تمہیں ملتی چلی جائے...... اس کو تم نبی ﷺ کی سنت سمجھنے لگ جاؤ...... حالانکہ وہ نبی ﷺ کی خصوصیت ہو...... اس کو تم سنت سمجھنے لگ جاؤ...... حالانکہ وہ وقت کی ضرورت ہو...... اسکو تم نبی ﷺ کی سنت سمجھو...... حالانکہ وہ حضور ﷺ کا معجزہ ہو...... تو بھائی حضور ﷺ نے سمجھایا...... لوگو! میری زندگی میں سب کچھ ہے...... ان میں سے تمہاری ضرورت کی جو چیز ہے وہ میری سنت ہے۔

خلفائے راشدین کے اعمال:

میری سنت کو اگر سمجھنا چاہتے ہو......تو پھر صرف میری احادیث کو سامنے رکھ کر نہ سمجھنا......میرے یاروں کو سامنے رکھ کر سمجھنا......میرے جس عمل کو یہ آگے چلائیں وہ سنت ہوگا......جو یہ چھوڑ دیں وہ میری خصوصیت ہے میری سنت نہیں۔

میں اس پر آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں......مثلاً نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا......اور صحابہؓ نے دیکھ کر کیا......تو یہ کرنا سنت ہے......حضور ﷺ نے کیا خلفائے راشدین نے دیکھا مگر نہیں کیا......یہ سنت نہیں......اب نہ کرنا سنت ہے......کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کو معیار بنایا ہے......وہ بہتر سمجھتے تھے......یا آج پندرہویں صدی کا مولوی نبی کی سنت کو بہتر سمجھتا ہے......؟

سنت سمجھنے کا معیار صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ وعلیؓ ہیں......جس کام کو انہوں نے کیا ہے وہ سنت نبی ﷺ ہے......تم اس پر تنقید کرنے کا حق نہیں رکھتے......اس لئے فرمایا......ان کو دیکھ لیا......میں نے کیا ہے انہوں نے نہیں کیا......تو نہ کرنا سنت ہے حضور ﷺ نے نہیں کیا......مگر خلفائے راشدین نے کیا ہے......اب یہ سنت ہے مثال کے طور پر حضور ﷺ کی شادیاں کتنی ہیں......؟ (گیارہ)

نبی کی گیارہ شادیاں ہیں......اور دو نبی کریم ﷺ کی لونڈیاں ہیں......(سیدہ ماریہؓ سیدہ ریحانہؓ) تو گیارہ شادیوں میں سے حضور ﷺ کے وصال کے وقت نو باقی تھیں......اور دو دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں......تو یہ کام کس نے کیا......؟ (نبی نے)

نکاح سنت ہے......لیکن گیارہ نکاح کرنا سنت نہیں......اگر کوئی شخص کہے یہ سنت ہے......کیونکہ بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی ہے۔

قرآن میں گیارہ کا عدد کسی جگہ پر نہیں ہے......یہ بات حدیثوں میں ہے کہ

حضور ﷺ نے گیارہ شادیاں کی ہیں ......اب ایک آدمی صرف حدیثوں کو لے کر کھڑا ہوجائے...... اور کہے کہ نبی نے گیارہ شادیاں کی ہیں...... اور ہم بھی گیارہ شادیاں کراتے ہیں۔

مسئلہ کے بارے میں علماء سے تحقیق کرلو...... کہ چوتھی بیوی کے ہوتے ہوئے اگر پانچویں سے نکاح ہوجائے ......تو پہلی بھی حرام ہوگئیں اور یہ بھی حرام ہوگئی......اس لئے کہ نبی کے حرام کواس نے حلال کیا ہے......نکاح اور کیا ہے...... پہلے چار موجود تھیں پانچویں کا شریعت نے اس کو حق نہیں دیا......اگر پانچواں نکاح کرے گا......تو یہ حرام کام کرے گا......اور حرام کو جان بوجھ کر کرنے والا کافر ہوتا ہے۔

یادرکھو...... یہ عمل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا ہے......کہ چار کے ہوتے ہوئے...... پانچواں کوئی نکاح نہ کیا......گیارہ شادیاں نبی کے لئے اور امت کے لئے چار شادیاں سنت بنیں...... یہ چار کا عدد سنت کس نے سمجھائی......؟ (خلفائے راشدین نے)

دوسرا پہلو حضور ﷺ نے ایک کام نہیں کیا......اور صحابہ ؓ نے دیکھا......کہ حضور ﷺ نے یہ کام نہیں کیا......صحابہ ؓ نے پھر بھی کیا......اب یہ کام کرنا ضروری ہے۔

قرآن کے عملی نمونے:

اب اللہ کے نبی پر یہ قرآن اترا...... اور اس حوالہ سے مجھے اگر علماء اجازت دیں......تو میں اپنے ذوق کا ایک جملہ کہتا ہوں...... کہ قران اترا تو نبی پر ہے......لیکن اس کا عملی نمونہ صحابہ ہیں...... بلکہ اگر میں یہ کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا...... کہ قران اور صحابہ میں رب نے ایک جوڑ پیدا کیا ہے......جس طریقہ سے قران کریم آسمان سے اترا......اللہ نے محبوب کے قلب اطہر پر اتارا ہے......اللہ کا یہ انتخاب ہے ایسا کلام اور کسی کو نہیں ملا...... ایسی

ایسی جماعت بھی اور کسی کو نہیں ملی۔

جماعت صحابہ بھی جو محبوب کے حصہ میں ہے...... قران مجید حضور پر جو اترا...... اس کی سورتوں کی دو قسمیں تھیں...... مکی بھی تھیں اور مدنی بھی تھیں۔

نبی کے صحابہ کی دو قسمیں تھیں...... مہاجر بھی تھے...... انصار بھی تھے...... پھر جب قران کریم محبوب پر اترا...... اس میں دو قسم کی آیتیں ہیں...... محکمات بھی ہیں...... اور متشابہات بھی ہیں...... محکمات وہ آیات ہیں...... جن پر عمل کرنے کا حکم ہے...... متشابہات وہ آیات ہیں...... کہ جن پر ایمان لانا تو ضروری ہے...... مگر اس کی کرید کرنا...... کھوج لگانا اس کی اجازت نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے صحابہؓ کی بھی دو قسمیں ہیں...... ایک صحابہؓ کی وہ جماعت جو محکمات ہیں...... وہ خلفائے راشدینؓ ہیں...... ان کی زندگیوں پر عمل کرنا ضروری ہے...... اور دوسرا حصہ متشابہات میں وہ مشاجرات کا ہے...... جن صحابہ کرام کا آپس میں ظاہری طور پر اگر کوئی اختلاف ہوا ہے...... اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں...... اس پر لڑنے کی اجازت نہیں...... جیسے وہاں متشابہات میں ایمان لانا ضروری ہے...... بحث کی اجازت نہیں یہاں صحابہؓ کی عظمت پر ایمان لانا ضروری ہے...... بحث کی اجازت نہیں۔

وہاں تیس پارے قرآن ہے...... یہاں تیس سالہ دور خلافت ہے...... وہاں پر قرآن کے ہر پارے کے چار پاؤ ہیں...... یہاں بھی خلافت راشدہ کے چار یار ہیں۔

جو کام خلفائے راشدین نے شروع کئے:

تو حضور ﷺ کی وفات سے امت کو کیا ملا......؟ (نظام خلافت) حضور ﷺ نے ایک جماعت تیار کر دی...... میں اس پر ایک مسئلہ سمجھانا چاہتا ہوں...... اللہ نے بات ذہن میں ڈال دی ہے تو کہہ ہی دوں...... کہ بعض وہ کام جن کو خلفائے راشدینؓ نے شروع

کیا تھا......ہم یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں......کہ یہ تو فلاں کی بدعت ہے......کہ یہ بھائی جمعہ کی پہلی اذان عثمانؓ کی بدعت ہے......یہ بیس رکعات تراویح تو عمرؓ کی بدعت ہے۔

مسئلہ یاد رکھو......خلیفہ راشد جیسے بھی کہے......وہ اگر کسی عمل کو جاری کر جائے......تو بعد میں آنے والے خلیفہ کو بھی حق نہیں......کہ اسے ختم کر سکے......چہ جائیکہ پندرھویں صدی کا کوئی چوڑا اس پر تنقید کرے۔

بیس رکعت تراویح کا اہتمام:

مثلاً بیس رکعت تراویح کا اہتمام......بیس رکعت نماز تراویح تو عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق حضور ﷺ سے شروع ہوئی ہے......لیکن پابندی کے ساتھ باجماعت مسجد کے اندر اہتمام کے ساتھ عمر ابن خطابؓ نے شروع کیا......حضرت عمرؓ کے بعد عثمانؓ کا زمانہ آیا......عثمانؓ نے یہ نہیں کہا......کہ عمرؓ کی ادا ہے میں کیوں کروں......علیؓ کا زمانہ آیا......علیؓ نے نہیں کہا......کہ یہ کام عثمانؓ کر کے گئے تھے......میں کیوں کروں حسنؓ کا دور آیا......ان کے زمانہ میں رمضان المبارک ایک مرتبہ آیا......حسنؓ نے نہیں کہا......کہ علیؓ کا عمل ہے......میں کیوں کروں......امیر معاویہؓ کا دور حکومت انیس ۱۹ سال تین مہینے آیا......۱۹ دفعہ رمضان المبارک اس میں آیا......انہوں نے یہ نہیں کہا......کہ عمرؓ کی ادا ہے......میں کیوں کروں۔

وہ یہ سمجھتے تھے......کہ نبی نے جسے خلیفہ راشد کہا ہے......اس کا عمل قیامت تک کی امت کے لئے سنت ہے......جسے عمرؓ نے جاری کیا ہے......عثمانؓ نے بھی وہی کیا......علیؓ نے بھی وہی کیا......حسنؓ نے بھی وہی کیا......امیر معاویہؓ نے بھی وہی کیا......عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھی وہی کیا......آج تک امت اس پر عمل کرتی چلی آرہی ہے......کہ نبی ﷺ کا عمل بھی سنت ہے......اور خلیفہ کا عمل بھی سنت ہے۔

جمعہ کی پہلی اذان کا اہتمام:

حضرت سیدنا عثمانؓ نے اذان شروع کرائی ......لوگ زیادہ تھے......آبادیاں زیادہ تھیں ......لوگ بڑھ گئے تھے ......تو اذان کے بعد لوگ خطبہ سن لیتے تھے...... اور مسائل وغیرہ نہ سن سکتے تھے...... حضرت عثمانؓ نے حکم دیا...... کہ پہلے ایک اذان دوپہر اس کے اور دوسری اذان کے درمیان وقفہ رکھو......! تاکہ لوگوں کو پتہ چلے...... کہ مسجد میں جانے کا وقت ہے...... فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ...... دوڑ کر وہ جمعہ کے لئے آجائیں گے جب آجائیں تو اب دوسری اذان کہہ کر خطبہ کی اذان کہو...... اس خطبہ کا دوسرا ترجمہ ہمارے ہاں تقریر ہے...... عربی میں خطبہ اس لئے پڑھتے ہیں...... کہ یہ مسنون ہے...... حضور ﷺ اور صحابہؓ نے بھی ایسے ہی پڑھا ہے...... حضرت عثمانؓ نے یہ اذان شروع کی...... علیؓ نے کبھی نہیں کہا یہ عثمانؓ کی بات ہے...... میں کیوں عمل کروں ...... حالانکہ علیؓ نے نبی کو دیکھا ہے نبی کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں ...... پیغمبر ﷺ کا زمانہ پایا ہے...... عثمانؓ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں...... پوری زندگی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاری ہے...... ساری زندگی نبی کے ساتھ گزار کر بھی حضرت علیؓ نے کبھی نہیں کہا...... کہ میں یہ پہلی اذان نہیں دلواؤں گا...... خلیفہ راشد کا عمل تھا...... عثمانؓ نے کیا...... علیؓ نے کیا...... حسنؓ نے کیا...... امیر معاویہؓ نے کیا...... تمام امت آج تک کرتی چلی آرہی ہے...... اس لئے نبی ﷺ کا عمل جیسے سنت ہے اسی طرح نبی ﷺ کا عمل سمجھنے والے (خلفاء) کا عمل بھی سنت ہے...... اس لئے حضور ﷺ کے دنیا سے جانے کے بعد امت کو نظام خلافت ملا...... ایک مضمون یہاں پورا ہو گیا۔

ایمان والوں سے خطاب:

قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کا میں نے سہارا لیا ہے...... یہ آیت پہلے

پارے میں ہے...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ رئیس المفسرین فرماتے ہیں...... کہ قرآن میں اٹھاسی آیتیں ایسی ہیں...... جن کے شروع میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ کا لفظ ہے...... اور جب بھی کوئی مسلمان اس قسم کی آیت پڑھے...... تو وہ پوری توجہ کرے...... کہ میرا رب مجھ سے کہہ رہا ہے...... اور میں اس کو پڑھ رہا ہوں ...... کیونکہ اللہ فرماتے ہیں...... اے ایمان والو......! استاد بات کرے...... تو شاگرد کو کتنی توجہ کرنی چاہئے...... تو جب اللہ یہ بات کریں ...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو پوری توجہ سے سنو......! اٹھاسی رب کی تقریریں ہیں ہر اٰمَنُوْا اللہ کی تقریر ہے...... جو اللہ نے ایمان والوں سے کی ہے...... اور قرآن سے پہلے تورات، زبور، انجیل کسی کتاب میں کوئی آیت ایسی نہیں اتری...... جس میں اللہ نے اس قوم کو ایمان والا کہا ہو...... یعنی یہودیوں کو یہود تو کہا گیا...... یٰۤاَیُّهَا الْکِتٰبُ تو کہا گیا...... یٰۤاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ...... تو کہا گیا...... ہر نبی اپنی قوم کو یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ تو کہتا تھا...... لیکن یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صرف محمد ﷺ کی امت کو کہا گیا۔

صحابہؓ سے علیحدہ بیٹھنے والے:

ان اٹھاسی آیات میں یہ پہلی آیت ہے جو پہلے پارے میں ہے...... اس کے شان نزول میں ایک قصہ ہے...... جیسے آج آپ حضرات کا جلسہ ہے اللہ کے نبی ﷺ جب بیان کرتے تو لاؤڈ سپیکر کا زمانہ تو نہیں تھا...... صحابہؓ دور تک ہوتے ...... آپ بعض دفعہ کوئی بات کہتے تو عام بات ہوتی ...... جو دور بیٹھا ہوتا ...... بعض دفعہ وہ نہ سمجھ سکتا...... تو صحابہؓ حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے...... رَاعِنَا آقا ہماری رعایت کیجئے...... یہودی بھی آکر اس مجلس میں بیٹھتے تھے...... منافق بھی آتے تھے...... لیکن واضح ہوتا کہ یہ منافق ہیں اور یہ یہودی ہیں...... صحابہؓ سے جڑ کر نہیں بیٹھتے تھے...... ٹولی بنائی علیحدہ بیٹھے...... ٹولی

اور علیحدہ بیٹھنے کو قرآن نے شیعا کہا ہے......! اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْئٍ

حضور تو ان میں سے نہیں ہے......وہ ٹکڑے ہیں......وہ گروہ ہیں......وہ علیحدہ بیٹھتے تھے......تو جب کوئی صحابیؓ کہتا......رَاعِنَا منافقین کہتے ہیں رَاعِنَا منافقین راعنا کی عین کو کھینچ کر ادا کرتے......(۱) اس کا معنی ہے......اوئے ہمارے بکریوں کے چرواہے ادھر دیکھ......! یا یہ کہ وہاں جو یہودی بیٹھے تھے......ان کی عبرانی زبان میں راعنا کا معنی ہے......وہ شخص جو فاتر العقل ہو جس کا عقل ٹھکانے نہ ہو......جس کا دماغ کام نہ کرتا ہو......جو کوئی بات سمجھ نہ سکتا ہو ایسے آدمی کو عبرانی زبان میں راعنا کہتے ہیں......ایک یہودی نے کہا......وہاں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیٹھے تھے......اٹھے اور اس کے گریبان سے پکڑا......اسے تھپڑ رسید کر کے کہا میرے نبی ﷺ کی مجلس سے نکل جا......آج کے بعد میں نے تجھے یہاں دیکھا......تو تیری گردن قلم کردوں گا......کمینے ہم یہ بات برداشت نہیں کرتے......اس نے چیخنا شروع کیا......حضور ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے......اس یہودی نے کہا۔

نبی ﷺ کی مجلس میں لفظ رَاعِنَا استعمال کرنے سے منع:

اس یہودی نے کہا آقا میں نے راعنا کہا ہے......کہ رعایت کرو......ابن مسعودؓ چڑ پڑا ہے......لڑنا شروع کر دیا ہے......

---

(۱) تفسیر المدارک میں لکھا ہے: کان المسلمون یقولون لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثقی علیہم شیئا من العلم، راعنا یارسول اللہ أی راقبنا وانتظرنا حتی نفہمہ ونحفظہ، وکانت للیہود کلمتہ یتسابون بہا عبرانیۃ او سریانیۃ وہی 'راعینا' فلما سمعوا بقول المسلمین 'راعنا' افترصوہ وخاطبوہ بہ الرسول وہم یعنون بہ تلک المسبۃ فنہی المؤمنون عنہا وامروا بما ہو فی معناہا، وہو 'انظر' من نظرہ اذا انتظرہ، ص۷۳ ج۱، تفسیر ابن کثیر ص۲۲۱ ج۱، معالم التنزیل ص۱۰۲ ج۱، انوار البیان ص۱۵۱ و۱۵۲ ج۱، تفسیر جلالین ص۱۶ ج۱

حضور ﷺ نے فرمایا......ابن مسعودؓ کیا ہوا......؟ محبوب ﷺ میں ان کی عبرانی زبان جانتا ہوں ......یہ بڑا کمینہ آدمی ہے......یہ اپنی زبان میں آپ کو کہنا چاہتا ہے......یہ عرب کی زبان میں......یا قرآن کی اصطلاح میں نہیں ......بلکہ اپنی عبرانی زبان میں کہہ رہا ہے......وہ توہین کا جملہ ہے......میرے ہوتے ہوئے ......یہ نبی ﷺ کی توہین کرے......مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتا۔

حضور ﷺ کی خصوصیت:

ابھی یہ بات ہورہی تھی ......کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابن مسعودؓ تمہیں ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا......تم نے اس سے لڑائی لڑنا شروع کردی......ابھی یہ بات ہورہی تھی کہ آسمان سے جبرائیل اترا......عبداللہ بن مسعودؓ کی تائید کرکے قرآن نے کہا......ایمان والو! لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا نبی ﷺ کی محفل میں بیٹھ کر آج کے بعد ایسا دو معنی جملہ نہ کہو......جس کے دو مطلب ہوں ......ایک مطلب اچھا ہو اور دوسرا مفہوم غلط ہو......تم تو اچھا مطلب مراد لیتے ہو......سننے والا کوئی برا مطلب سمجھ لے......کہ شاید اپنے نبی ﷺ کو ایسے کہہ رہا ہے......اس لئے رب نے کہا......وَقُوْلُوا انْظُرْنَا لفظ ہی بدلو!......رَاعِنَا نہ کہا کرو...... اُنْظُرْنَا کہو......اس کی بات بڑی عجیب ہے......وَاسْمَعُوْا......اسکا معنی ہے غور سے سنو......حضور کیا بتاتے تھے؟......جس پر قران کہتا ہے......غور سے سنو (قران) آواز پہنچے نہ پہنچے......اس پر بحث نہیں......وَاسْمَعُوْا......تم اپنی کوشش پوری کرو......آخری آدمی تک امام کی آواز پہنچ رہی ہے یا نہیں تو تم اپنی پوری کوشش کرو......پوری توجہ سے سنو آگے فرمایا: وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ......جو نہیں سنے گا کافر ہوگا......نبی کا گستاخ بے ادب بن جائے گا......کافروں کی لسٹ میں نہ جاؤ......توہین آمیز جملے نہ استعمال کیا کرو۔

امت کی خصوصیت:

میں آپ کو ایک مسئلہ سمجھانا چاہتا ہوں...... اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت کریمہ میں فرمایا...... کہ اللہ کے نبی کی شان میں گفتگو کرتے ہوئے...... ایسا لفظ بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں...... کہ جس کے دو مطلب نکلیں...... میں آپ کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں...... ایک لفظ استاد ہے۔

عربی میں بھی استاد کہتے ہیں...... فارسی میں بھی استاد کہتے ہیں...... اردو میں بھی استاد کہتے ہیں...... پنجابی میں بھی استاد کہتے ہیں...... سرائیکی میں بھی استاد کہتے ہیں...... لیکن پورے قران میں...... اور سارے ذخیرہ حدیث میں حضور کے لئے کسی صحابی نے استاد کا لفظ استعمال نہیں کیا...... اگر وہاں کوئی لفظ ہے تو وہ معلم کا ہے...... يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ...... اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً...... عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ...... کسی جگہ لفظ استاد نہیں...... کیونکہ معلم تہذیب اور ادب کا جملہ ہے...... سکھانے والا...... پڑھانے والا...... اور لفظ استاد کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

پڑھائے...... تو تب بھی استاد ہے...... گاڑی چلائے...... تو تب بھی استاد ہے...... موٹر بنائے...... تو تب بھی استاد ہے...... عمارت تعمیر کر رہا ہے...... تو تب بھی استاد ہے۔

اگر کوئی زیادہ بدمعاش ہو تو کہتے ہیں...... کہ وہ بڑا استاد ہے...... ایسا جملہ جس کے کئی مطلب ہوں...... ایک مطلب اچھا ہو...... اور دوسرا برا ہو...... تو ایسا لفظ نبی ﷺ کے لئے بولنے کی اجازت نہیں...... اس کے ضمن میں مفسرین نے اور بھی کئی مسئلے لکھے ہیں...... وہ میں سارے نہیں بیان کرتا...... ان میں سے ایک میں بیان کرتا ہوں...... کہ ایسا لفظ جو حضور ﷺ کی خصوصیت ہو وہ کسی امتی کے لئے بیان کرنا کفر ہے...... مثلاً حضور ﷺ کی

ایک خصوصیت رحمت اللعالمین ہے......کوئی باپ کو یوں تو کہہ سکتا ہے......کہ آپ میرے لئے رحمت ہیں ......استاد کو کہہ سکتا ہے...... کہ آپ کا سایہ میرے سر پر دیر تک قائم رہے......لیکن کوئی یوں نہیں کہہ سکتا......کہ آپ ہی تو میرے لئے رحمت اللعالمین ہیں ایسا کہے گا......تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کچھ ایسے الفاظ جن کے بولنے سے بے ادبی لازم آتی ہے:

ایسے ہی جو لفظ امت میں کسی کے ساتھ خاص ہو......اگر وہ نبی ﷺ کے لئے استعمال کرو گے......تب بھی بے ادبی ہوگی ......مثلاً صدیق اکبرؓ صدیق کا معنی ہوتا ہے تصدیق کرنے والا......ابوبکر صدیق ہیں ......اور سچے کو صادق کہتے ہیں...... اور تصدیق کرنے والے کو صدیق کہتے ہیں......حضور ﷺ صادق ہیں......ابوبکرؓ صدیق ہیں۔

لیکن ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کی تو تصدیق کی......اللہ کی تصدیق کس نے کی ......؟ (حضور ﷺ نے) رب کی تصدیق حضور ﷺ نے کی ہے......لیکن یہ لفظ امت میں ابوبکر کے لئے استعمال ہوا ہے......لیکن اگر کوئی حضور ﷺ کے لئے صدیق اکبر کہے......تو وہ کافر ہو جائے گا...... یہ توہین رسالت ہے......اس لئے کہ اس نے نبی ﷺ کو نبوت کے درجہ سے نیچے لا کر صدیق کے درجہ پہ کھڑا کر کے پھر اس پر درود پڑھا ہے......کہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نبوت کا خاصہ تھا......صدیق کے لئے یہ الفاظ نہیں اس نے نبوت کی توہین کی ہے۔

ایسے ہی ایک لفظ فاروق اعظمؓ ہے......فاروق کا معنی ہے...... جو حق و باطل اور سچ و جھوٹ میں فرق کرے ......ایمانداری سے بتائیں ...... پہلا فرق کس نے کیا......؟ (حضور ﷺ نے) تو اس سے معلوم ہوا ......کہ پہلے فاروق حضور ﷺ بنے ......لیکن یہ لفظ امت میں حضرت عمرؓ کے لئے خاص ہے......اگر کوئی نبی ﷺ کو فاروق اعظم کہے گا......تو یہ توہین رسالت ہے۔

لفظ امام اعظم کی خصوصیت:

ایسے ہی ایک لفظ امام اعظم ہے...... امام مالک نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کہا ہے...... امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کہا ہے...... امام احمدؒ نے امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہا ہے...... اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ منورہ لے جائے...... وہاں پر مسجد نبوی ہے...... جہاں سفید رنگ کی عمارت آل سعود نے بنائی ہے...... اور سبز رنگ کی عمارت کے سامنے عشرہ مبشرہ کے نام ہیں...... اور دوسری طرف مجتہدین کے نام ہیں...... جہاں مجتہدین کے نام ہیں...... وہاں جو پہلا خانہ ہے...... اس میں الامام اعظم، الامام الاول نعمان بن ثابتؒ ابوحنیفہ لکھا ہوا ہے...... اب یہ لفظ امت میں ایک مجتہد کے لئے خاص ہے...... جیسے کسی کو کہیں مفتی اعظم مجتہد اعظم محقق اعظم خطیب اعظم حضور ﷺ سے بڑا تو دنیا میں کوئی خطیب نہیں...... لیکن آپ فیصل آباد والے کو خطیب اعظم کہتے ہیں...... بھائی یہ نچلے درجہ کے الفاظ ہیں...... جو امت میں استعمال ہوتے ہیں...... یہ نبوت کا خاصہ نہیں ہے...... اس لئے حضور ﷺ کو امام الانبیاء تو کہہ سکتے ہو...... اگر امام اعظم کہو گے...... تو امت کا ذہن ابوحنیفہؒ کی طرف جائے گا...... یہ نبوت کی توہین ہے...... کہ ایک شخص نبوت کو نچلے درجہ میں لاکر ابوحنیفہؒ کی جگہ کھڑا کر دے۔

رسول اللہ ﷺ کے القابات:

نبی ﷺ کی عظمت کے تقاضے بڑے عجیب ہیں...... ایسا لفظ بھی استعمال نہ کرو...... چھوٹا بڑے کے ادب کا پابند ہوتا ہے...... بڑا چھوٹے کا پابند نہیں ہوتا...... شاگرد کے ذمہ ہے...... کہ وہ اپنے استاد کا ادب کرے...... پیر کے ذمہ ہے...... کہ وہ اپنے مرید کا ادب کرے...... پابند بڑا ہے یا چھوٹا......؟ (چھوٹا) چھوٹا بڑے کا پابند ہے...... سب سے

بڑا کون ہے......؟ (اللہ)

اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے......اور جو سب سے بڑا ہے......وہ کسی کا پابند نہیں ......جو کسی کا پابند نہیں...... اگر وہ میرے محبوب کا ایسا ادب کرے ......جیسے کسی چھوٹے کو اپنے بڑے کا کرنا چاہئے ......تو جن کو رب نے پابند کیا ہے......ان کو پیغمبر کا کتنا ادب کرنا چاہئے......؟ اس لئے علی نے لکھا ہے...... کہ قرآن کو پڑھا کرو ......اور دیکھو کہ اللہ نے جب بھی کسی نبی سے بات کی ہے......تو اس نبی کا نام لیا ہے...... لیکن جب محبوب کی باری آئی ہے......تو نام نہیں لیا بلکہ القابات کے ساتھ پکارا ہے......

یَآاَیُّھَاالنَّبِیُّ...... یَآاَیُّھَاالْمُزَّمِّلُ...... یَآاَیُّھَاالرَّسُوْلُ...... یَآاَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ۔

القاب کیسے خدا نے کئے عطاء
حضرت رسول پاک کو قرآن میں جابجا
طٰہٰ کہیں پکارا یٰسین کہیں کہا
حٰم کہیں والشمس والضحٰی
صلوٰۃ اللہ کلام اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر لکھا خدا دیکھا تو محمد بھی لکھا دیکھا

انبیاء رسول اللہﷺ کے ادب کے پابند:

میں مسئلہ آپ کو سمجھا رہا ہوں...... کہ جب اللہ محبوبﷺ کا اتنا ادب کرے ......تو جو پابند ہیں......ان کو کتنا کرنا چاہئے......؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے پابند کر کے کہا......! لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ......میرے محبوبﷺ پہ ایمان بھی لانا اس کے دین کی مدد بھی کرنا......اور فرمایا یاد رکھو......کہ اگر وعدہ و میثاق کے بعد جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے......فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔

تم میں سے کوئی نبی پیچھے ہٹا...... میرے نبی ﷺ کا ادب نہ کیا...... پیچھے ہٹا...... اور میرے نبی کا کہانہ مانا...... میرے نبی پہ ایمان نہ لایا پیچھے ہٹا...... جو میرے نبی کا ادب نہیں کرے گا...... فرمایا نبوت کا تاج چھین لوں گا...... اور فاسقوں کی فہرست میں ڈال دوں گا۔

تمام امتیں رسول ﷺ کے ادب کی پابند:

انبیاء حضور ﷺ کے ادب کے پابند ہیں...... امتیں بھی حضور ﷺ کے ادب کی پابند ہیں...... ہر جرم کی سزا مرنے کے بعد قبر حشر میں ملے گی...... نبی کے گستاخ کو اس کی گستاخی کی سزا اس دنیا میں ہوگی...... ابولہب نے گستاخی کی...... تَبَّتْ يَدَا...... اتری اور ابولہب برباد ہوا۔

اور اس کے بیٹے نے حضور ﷺ کی توہین کی تو درندے نے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا...... اور وہ بھی تباہ و برباد ہوا...... عاص بن وائل نے حضور ﷺ کو قَدْ اَبْتَرَ مُحَمَّدٌ کہا تو اللہ نے سورۃ کوثر اتار کر اس کو تباہ و برباد کیا...... ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کو اتنا کہا...... اِنَّكَ مَجْنُوْنٌ ...... معاذ اللہ محمد ﷺ تم دیوانے ہو...... اللہ نے محبوب ﷺ کو پہلے تین تسلیاں دیں ...... پھر فرمایا...... مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ...... آپ مجنون نہیں ہیں...... آپ کے پاس نبوت کی نعمت ہے...... رسالت کی نعمت ہے...... ہدایت کی نعمت ہے...... ختم نبوت کی نعمت ہے...... جس کے پاس اتنی نعمتیں ہوں...... وہ مجنون و دیوانہ نہیں ہوتا۔

اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ...... آپ کے پاس ایسا اجر جو نہ ختم ہونے والا ہے...... ہر نیک عمل جس کی بنیاد حضور ﷺ نے رکھی ہے...... یہ نبوت کا صدقہ جاری ہے ...... ہر عمل کا بدلا حضور ﷺ کے حصہ میں جائیگا۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ...... آپ بہت عظیم اخلاق کے حامل ہیں...... اللہ نے

یہ تین تسلیاں حضور ﷺ کو دیں۔

بچہ روتا ہوا باپ کو کہے...... کہ فلاں نے مجھے مارا ہے...... تو وہ پہلے اس کو تسلیاں دیتا ہے...... اس کے آنسو پونچھے گا...... پھر شفقت کا ہاتھ رکھے گا...... کہ ٹھیک ہے...... ہم اس کا ابھی پتہ کر لیتے ہیں ......تو تو اچھا ہے...... تو تو بہترین ہے ...... تجھے کچھ نہیں ہوا...... تو ایسے پریشان ہو گیا ہے...... اس کو تسلی دینے کے بعد اب ادھر چلو......! اس دشمن سے پوچھو تو نے ایسے کیوں کیا......؟

علی نے لکھا ہے...... کہ جو ایک مرتبہ حضور ﷺ کی گستاخی کرے دس مرتبہ اللہ کی طرف سے اس پر عذاب آتا ہے...... اللہ نے کہا...... وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ......هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ...... مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ......عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ۔

یہ نو دس قسمیں اللہ نے اٹھائیں...... دس مرتبہ اللہ نے اس کی خباثتوں کو بیان کیا...... بلکہ میں یہ کہہ دوں تو بے جا نہیں ہوگا...... قرآن نے دس گالیاں اس بدمعاش کو دیں...... جس نے میرے نبی کی توہین ہے۔

حَلَّافٍ...... جھوٹی قسمیں کھانے والا...... مَهِينٍ...... معاشرے میں ذلیل۔

هَمَّازٍ...... عیب جوئی کرنے والا...... نَمِيمٍ...... چغل خوری کرنے والا۔

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ...... نیکی سے روکنے والا...... مُعْتَدٍ...... حد سے بڑھنے والا۔

اَثِيمٍ ...... گناہ کرنے والا...... عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ...... منہ چڑھانے والا۔

ساری باتوں کے بعد بڑی بات یہ ہے...... کہ نبی کا گستاخ حرامی ہے...... زَنِيمٍ...... کا معنی ہے...... کہ نبی ﷺ کا گستاخ حرامی ہے۔

گستاخ پیغمبر ﷺ کے متعلق قرآنی فیصلہ:

اس پر ایک مسئلہ بتاتا ہوں...... آپ حیران ہوں گے...... اگر کوئی واقعتاً حرامی

ہو...... پتہ بھی ہو کہ اس کی ماں غلط تھی...... یہ اس کا نطفہ ہے...... تو شریعت کہتی ہے...... کہ اس پر پردہ ڈالو...... ظاہر نہ کرو...... کیونکہ یہ حرامی ہے...... اس لئے قرآن نے نبی کے گستاخ کو حرامی کہا ہے۔

ولید بن مغیرہ کا حرامی ثابت ہونا:

جو اگلی بات ہے...... وہ بڑی عجیب ہے...... جب یہ آیت اتری...... ولید بن مغیرہ اٹھا...... اس نے تلوار اٹھائی...... تلوار لے کر سیدھا ماں کے پاس گیا...... اس نے کہا میری ماں سن......! میرا اختلاف محمد ﷺ سے ہے...... میں اس کے خلاف باتیں کرتا ہوں...... اور وہ میرے خلاف باتیں کرتا ہے...... لیکن وہ دیانت دار اتنا ہے...... کہ کبھی اس نے غلط بات نہیں کہی...... اس نے آج مجھے جتنی گالیاں دی ہیں...... تو ہر بات میرے اندر موجود ہے...... میں جھوٹی قسمیں بھی کھاتا ہوں...... چغل خور بھی ہوں...... منہ چڑھانے والا بھی ہوں...... لیکن محمد ﷺ نے مجھے کہا ہے...... کہ تو حرامی ہے...... یہ بات بڑی عجیب ہے...... کہ اس نے مجھے حرامی کہا ہے...... نبی محمد ﷺ کی بات غلط نہیں ہو سکتی...... اب تو مجھے سچ بتا تلوار میرے ہاتھ میں ہے...... ورنہ میں تیری گردن قلم کر دوں گا...... تو بتا میں حرامی ہوں......؟

اس کی ماں نے کہا...... کہ تیرے باپ کی جائیداد بہت زیادہ تھی...... اور تیرے چچا کے بیٹے وارث بن رہے تھے...... تیرا باپ بے کار آدمی تھا...... اس نے مجھے اجازت دی تھی...... میں فلاں نوکر سے حرام کاری کی تھی...... اس سے تو حرامی پیدا ہوا ہے۔

پیغمبر ﷺ کی توہین کرنے والوں کے لئے فیصلہ:

قابل قدر دوستو......! جو لوگ نائٹ کلبوں کی پیداوار ہوں...... پارکوں کی

پیداوار ہوں...... جہاں عریانی اور فحاشی عام ہو...... جس معاشرے میں بہن بیٹی کی تمیز نہ ہو ...... وہ ڈنمارک اور امریکی کتے پیغمبر ﷺ کی شان میں توہین نہ کریں...... تو اور کون کرے گا......؟ حرامی جو ہوئے ...... جو حرامی نسل پیدا ہوتی ہے...... وہی پیغمبر ﷺ کی توہین کرتی ہے...... اور یہ رب نے انکا راز کھولا...... کہ پیغمبر کی گستاخی کرنے والے یہ سب حرامی ہیں۔

نابینے صحابیؓ رسول کا عظیم کارنامہ:

میرے قابل قدر دوستو......! یہ اللہ کا غصہ ہے...... پیغمبر ﷺ نے اپنی موجودگی میں فتح مکہ کے موقع پر جو حضور ﷺ کی توہین کرتے تھے سات آدمیوں کو قتل کرایا ہے...... عصماء نامی ایک خاتون تھی...... جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی...... حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو اس کو قتل کر کے آئے اور جنت لے؟

ایک نابینا صحابیؓ عمیر نامی تھے ......عمیرؓ الاعمیٰ کے نام سے مشہور تھے...... یہ حضرت عمیر اٹھے...... رمضان المبارک کی ستائیس یا پچیس کی رات تھی...... اللہ کے نبی ﷺ کی اس بشارت کو حاصل کرنے کے لئے چلا...... اس عورت کے گھر کے اندر گھسا ...... گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی زخمی ہوا...... جا کر اس عورت کو جہنم رسید کیا اس کو قتل کیا...... واپس آیا صبح کی نماز کا وقت تھا...... حضور ﷺ کو مل کر کہا...... محبوب ﷺ آپ کو مبارک ہو...... آپ کی اس دشمن خاتون کو...... میں جہنم رسید کر آیا ہوں...... حضور ﷺ نے سینے سے لگایا...... اور کہا

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمیر رضی اللہ کے اس فعل سے بے حد مسرور ہوئے اور صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اذا احبتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ ورسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو (زرقانی ص۴۵۳ ج۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اعمی نہ کہو بلکہ بصیر کہو، تفصیل کے لئے مراجعت فرمائیں 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول للحافظ ابن تیمیہ ص ۹۴ و ۱۰۳، طبقات ابن سعد ص۱۸ ج۲، عیون الاثر ص۲۹۳ ج۲، زرقانی ص۴۵۳ ج۱ بیروت ۳۴۲ ج۲

آج کے بعد کوئی اسے عمیرؓ الاعمٰی نہ کہے...... بلکہ عمیرؓ البصیر کہے......(۱) عمیر آنکھوں والا ہے ......اس عمیر نے وہ کام کیا ہے...... جو آنکھوں والے نہ کر سکے...... جو اس عمیرؓ نے کر کے دکھایا ہے۔

یہود و نصاری کی مصنوعات:

ایک تو یہ ہے...... کہ ہم ان یہود و نصاری کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں...... دوسرے نمبر پر ہم ان کی عادات کا بائیکاٹ کریں ......کلمہ ہم حضور ﷺ کا پڑھتے ہیں ......لیکن کھانا جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر کھاتے ہیں۔

ہم سب نے مرنا ہے...... حضور ﷺ نے ہمارا چہرہ دیکھ کر اتنا کہہ دیا...... کہ اللہ یہ میرا امتی نہیں ہے...... چہرے ان کے ہیں...... اور کلمہ رسول اللہ کا پڑھتے ہو...... اس سے بڑی توہین کرنے والا اور کون ہوگا......؟

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

میلادالنبی ﷺ سیرت النبی ﷺ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ......لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَةٍ وَّیَوْمٍ وَمَالِیَ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاْکُلُهٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا شَیْئٌ یُّوَارِیْهِ اِبِطُ بِلَالٍ (۱)......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

---

(۱)مشکوٰۃ ص۴۴۸ ج۱

اشعار:

شاہکار دست قدرت ہے جمال مصطفیٰ
چشم عالم نے نہیں دیکھی مثال مصطفیٰ
اللہ اللہ عظمت اصحاب وآل مصطفیٰ
وہ تھے بدر مصطفیٰ یہ ہیں ہلال مصطفیٰ

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
حسن مصطفیٰ کو دیکھ کر سوچتی ہے یہ دنیا
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

حقیقت میں وہ لطف بندگی پایا نہیں کرتے
جو یاد مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے
موحد جو ہیں غیراللہ کے آگے نہیں جھکتے
وہ پیشانی پہ داغ شرک لگوایا نہیں کرتے
ادب شرط محبت ہے ادب بنیاد اطاعت ہے
جو محروم ادب ہیں وہ پھل پایا ہی نہیں کرتے
جو عاشق ہیں وہ گستاخی کا یارا ہی نہیں رکھتے
وہ ان کے در پہ خود جاتے ہیں بلوایا نہیں کرتے
ابوبکرؓ وعمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ پھول ہیں ان کے
کہ ان کے پھول صحرا میں بھی مرجھایا نہیں کرتے
غم ہجر نبی عشاق کی فصل بہاراں ہے

یہ موسم زندگی میں باربار آیا نہیں کرتے
رسول مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر ان کے بعد کیا کہئے
شریعت کا ہے یہ اسرار کہ ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے
جبین ورخ محمد کی تجلی ہی تجلی ہے
جسے شمس الضحیٰ کہئے جسے بدرالدجیٰ کہئے
جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہوجائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علی کہئے
یہ عظمت باطل دھوکہ ہے یہ سطوت کافر کچھ بھی نہیں
مٹی کے کھلونے ہیں سارے کفار کے لشکر کچھ بھی نہیں
اللہ سے ڈرنے والوں کو باطل سے ڈرانا مشکل ہے
گر خوف خدا ہو دل میں تو یہ قیصروکسریٰ کچھ بھی نہیں
اغیار سے کہہ دو پیش کریں اخلاق ومروت کی دولت
کردار سے قومیں بنتی ہیں افکار کے چکر کچھ بھی نہیں
اسلام اگر منظور نہیں قرآن اگر دستور نہیں
پھر لعنت اس آزادی پہ یہ ملک یہ لشکر کچھ بھی نہیں

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......! بزرگو......! بھائیواوردوستو......! آج آپ حضرات کے سامنے سیرت اورمیلاد میں کیافرق ہے......؟ اس پر تفصیلی گفتگو ہوگی......

دوستو......! سب سے بڑی چیز آدمی کا اپنا عقیدہ اور اپنا مسلک ہوتا ہے...... جسے وہ اسٹیج پر بیان کر کے سعادت محسوس کرتا ہے......اور جس کے پاس مسلک اور عقیدہ نہ ہو......وہ گالی گلوچ پر گزارا کرتا ہے......اسلئے ہم اپنا مسلک بیان کرنے کے لئے آج اسٹیج پر کھڑے ہو رہے ہیں۔

دو قسم کے عنوان:

میرے دوستو......! ربیع الاول کا بابرکت ورحمت...... عظمت وعزت شرافت وکرامت کا مہینہ بھی ہے......اس بابرکت مہینہ میں صرف آپ کے اس شہر میں نہیں...... بلکہ پورے ملک میں جناب نبی کریم ﷺ کی ولادت وسیرت کے عنوان سے بڑے بڑے جلسے واجتماعات ہوتے ہیں......توجہ کرنا...... یہ جتنے اشتہارات چھپے...... جتنے اجتماعات ہوئے......ان کے دو قسم کے عنوان آپ نے اشتہاروں پر دیکھے ہیں ......بعض اشتہاروں پر لکھا ہوا ہوگا ......محفل میلاد......میلاد النبی ﷺ ......ذکر میلاد ......مجلس میلاد......ولادت رسول ﷺ......ولادت النبی ﷺ اس قسم کے بہت سارے جلسوں کے عنوان آپ نے دیکھے ہوں گے ......اور بہت سارے اشتہارات کے عنوان کچھ اس طرح ہوں گے......سیرالنبی......سیرت الرسول......سیرت سرور کونین......سیرت ہادی عالم ......سیرت ساقی کوثر ......سیرت رحمۃ اللعالمین ﷺ سادہ آدمی اور سادی سوچ سوچنے والا مسلمان یہ دو عنوان پڑھ کر پریشان ہو جاتا ہے......کہ جو شخص عشق رسول کا دعوی کرتا ہے......محبت رسول کا دعوی کرتا ہے ......وہ میلاد کا تذکرہ کرتا ہے...... یہ سیرت کا جلسہ کرتا ہے......محبت رسول کا دعوی کرتا ہے......وہ میلاد کا تذکرہ کرتا ہے ...... یہ سیرت کا تذکرہ کرتا ہے۔

میلاد کے منکر:

یہ دونوں چیزیں ایک ہیں...... یا مختلف ہیں......ان میں فرق کیا ہے......؟

میرا مزاج اختلافی مسائل پر بحث کرنے کا نہیں ہے......نہ ہمارے اکابر نے ہمیں اس قسم کی باتیں سکھائی اور سمجھائی ہیں ......میں اس پر ایک تحقیق آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں......جس سے آپ کو میرا مسلک سمجھ میں آ جائے گا۔

سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے......کہ جناب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ......اللہ کے محبوب کی دنیا میں تشریف آوری ......حضور اکرم ﷺ کی پیدائش......یہ میلاد، ولادت عربی زبان کا لفظ ہے......اس کا معنی ہوتا ہے بچہ کا ماں کے پیٹ سے دنیا میں آنا......تو حضور ﷺ کی ولادت و میلاد......آپ کا اماں کے پیٹ سے دنیا میں تشریف لانا......یہ ایک ایسی حقیقت ہے......کہ آج پندرہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج تک دنیا میں کوئی کافر بھی پیغمبر ﷺ کے میلاد کا انکار نہ کر سکا۔

نہ کسی یہودی نے انکار کیا ہے......نہ کسی عیسائی نے انکار کیا ہے۔

نہ کسی مسلمان نے انکار کیا ہے......نہ کسی غیر مسلم نے انکار کیا ہے

جو شخص آمنہ کے لال کو عبداللہ کا فرزند جانتا ہے......آمنہ کے در یتیم کو آمنہ کا دلبر مانتا ہے ......آمنہ کے لال کو سید البشر جانتا ہے......جو رحمت اللعلمین کو انسان سمجھتا ہے......وہ کبھی پیغمبر ﷺ کی ولادت کا منکر نہیں ہو سکتا......مسئلہ سمجھیں......! ہم جتنے بیٹھے ہیں سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کو مانتے ہیں ......کہ میلاد النبی ﷺ حضور ﷺ کا اماں کے پیٹ سے باہر آنا اس کو میلاد النبی کہتے ہیں ......اور ولادت کا مسلمان تو مسلمان رہا......کافر بھی پیغمبر ﷺ کی میلاد کا قائل ہے......میلاد کے مقابلے میں دوسرا اشتہار دوسرا نام آپ سیرت النبی ﷺ کا پڑھتے ہیں۔

سیرت کا معنی:

پہلے میں آپ کو لفظ سیرت کا تھوڑا سا معنی بتانا چاہتا ہوں ......قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کا قصہ نقل کیا ہے...... کہ کلیم جب کوہ طور پر گئے......تو اللہ نے کہا کلیم تیرے ہاتھ میں کیا ہے......؟ موسیٰ نے کہا اللہ یہ عصا ہے......اللہ نے فرمایا......اس کو زمین پر پھینک دو......! موسیٰ نے جب عصا زمین پر پھینکا......تو قرآن کہتا ہے......! فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ......تو وہ بہت بڑا سانپ بن گیا......موسیٰؑ تھوڑا سا گھبرائے......اللہ نے کہا......! خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ......قرآن میں اس مقام پر لفظ سیرت استعمال ہوا ہے......سیرت کا معنی ہے...... کہ کلیم اس عصا کو پکڑ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے......تو سیرت کا معنی حالات رسول ہے۔

سیرت ابوبکرؓ......یعنی ابوبکرؓ کے حالات۔

سیرت عمر بن خطابؓ......یعنی فاروق کے حالات۔

سیرت عثمانؓ......یعنی حضرت عثمانؓ کے حالات زندگی۔

سیرت علیؓ......یعنی علی ابن ابی طالبؓ کی زندگی کے حالات۔

سیرت الرسول......یعنی آمنہ کے لال کی پوری زندگی۔

دو چیزیں آپ کے سامنے آئیں ہیں......ایک ولادت رسول ......! اور ایک سیرت رسول ......ولادت پیدائش کو کہتے ہیں ......اور سیرت حالات زندگی یعنی پوری زندگی کے حالات کو کہتے ہیں......اور یہ بات میں نے آپ کو سمجھائی ہے...... کہ آمنہ کے لال کی ولادت ایک ایسی چیز ہے...... کہ آج تک خدا کی زمین پر اس کا منکر پیدا نہیں ہوا۔

بحث کرنے کی ضرورت:

اب ایک اور بات یاد کریں......جس کا کوئی منکر نہ ہو اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی......مثال کے طور پر جامع مسجد ہے...... یہودی اس نقشہ کو دیکھ کر کہے گا......کہ یہ مسجد ہے......عیسائی اس کو دیکھ کر کہے گا......کہ یہ مسجد ہے......سکھ اس کو دیکھ کر کہے گا......کہ یہ مسجد ہے...... ہندو اس نقشہ کو دیکھ کر کہے گا......کہ مسجد ہے......مسلمان دیکھے گا......تو وہ بھی کہے گا......کہ یہ مسجد ہے۔

جب اس کو سب مانتے ہیں کہ مسجد ہے...... یہودی بھی اس کو دیکھ کر مسجد مانتا ہے......عیسائی بھی دیکھ کر مانتا ہے کہ مسجد ہے......سکھ بھی دیکھ کر مانتا ہے کہ مسجد ہے اب میں اسٹیج لگالوں ......مجمع اکٹھا کرلوں ......بڑے بڑے اشتہار چھاپ دوں ......اور اس میں تقریر یہ کرنا شروع کروں آج تمہیں منواؤں گا کہ اس کو مسجد کہتے ہیں۔

تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کو مسجد کہتے ہیں ......میں تم سے یہ کہلواؤں گا......کہ اس کو مسجد کہتے ہیں ......تمہیں یقین کرنا پڑے گا......اس کو مسجد کہتے ہیں تو پورے مجمع میں سے دس سال کا بچہ بھی کھڑا ہو کر مجھے کہہ دے......کہ مولوی صاحب اس بات کا کسی نے انکار بھی کیا ہے......؟ جب اس چیز کا کوئی منکر نہیں ......تو اس کے بارے میں بحث کی بھی ضرورت نہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی......کہ آپ مسجد کی فضیلت بیان کرتے۔

ضرورت اس بات کی تھی......کہ آپ مسجد کی عظمت بیان کرتے۔

ضرورت اس بات کی تھی......کہ آپ مسجد کے آداب بیان کرتے۔

ضرورت اس بات کی تھی......کہ آپ مسجد کے احکام بیان کرتے۔

ضرورت اس بات کی تھی......کہ آپ مسجد کی ضروریات بیان کرتے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کا مقصد:

آپ نے مسجد کو مسجد ثابت کرنے پر بحث شروع کر دی...... حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی آمد کا مقصد بیان کرو۔

ضرورت اس بات کی ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی تعلیمات بیان کرو۔

ضرورت اس بات کی ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی عملی زندگی بیان کرو۔

میلاد وہ ہے...... کہ جس کا کوئی منکر نہیں ...... اس کے مقابلے میں دوسرا لفظ آمنہ کے در یتیم سیدنا محمد ﷺ کی سیرت کا لفظ ہے...... سیرت آقا کی وہ ہے...... کہ جس کے دنیا میں ہزاروں منکر رہتے ہیں۔

یہودیوں نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا انکار کیا ہے۔

عیسائیوں نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا انکار کیا ہے۔

سکھوں نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا انکار کیا ہے۔

مجوسیوں نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا انکار کیا ہے۔

غیر مسلموں نے ولادت کو مانا ہے...... سیرت کا انکار کیا ہے۔

ابولہب نے جشن ولادت منایا ہے...... (۱) سیرت کا انکار کیا ہے۔

عتبہ وعتیبہ ولادت کے قائل ہیں...... سیرت کے منکر ہیں۔

مسلمانو! اگر ناراض نہ ہوں تو کھل کر کہتا ہوں...... بارہ ربیع الاول کو گلی کوچوں میں تم بھی جشن ولادت مناتے ہو...... لیکن عملی طور پر تم پیغمبر ﷺ کی سیرت کے منکر ہو اور جس چیز کے دنیا میں منکر رہتے ہوں...... اس کو بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

(۱) اپنی لونڈی ثوبیہ نامی آزاد کی تھی (دیکھئے، سیرت مصطفیٰ ص۶۸ ج۱، زرقانی ص۱۳۷ ج۱

ہمارا جز وایمان:

علماء کا فریضہ ہے...... کہ سیرت بیان کریں...... مقرر کا فریضہ ہے...... کہ وہ سیرت بیان کرے...... مبلغ کی ذمہ داری ہے...... کہ وہ سیرت بیان کرے...... محقق کی ذمہ داری ہے...... کہ وہ سیرت بیان کرے۔

جس کا کوئی منکر نہ ہو اس پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں...... جس کے منکر رہتے ہوں اس کو بیان کرنا ضروری ہے...... اس لئے علماء دیو بند کا مسلک ہے...... کہ چونکہ پیغمبر ﷺ کی ولادت کا منکر کوئی نہیں اس لئے اس پر بحث کی ضرورت بھی نہیں...... دنیا میں منکر سیرت کے ہیں...... اس لئے محمد ﷺ کی سیرت کو بیان کرنا ہمارا ایمان ہے۔

میلاد منانے کا مطلب:

دوسری بات پر توجہ کریں......! میلاد منائی تو جاتی ہے اپنائی نہیں جاتی...... کیا مطلب! ایک آدمی جلسہ کرے اور کہے...... کہ آج میں میلاد اپناؤں گا...... کہ نبی ﷺ ربیع الاول میں پیدا ہوئے...... میرا بیٹا بھی ربیع الاول میں پیدا ہو...... نبی ﷺ بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے...... میرا بیٹا بھی بارہ تاریخ کو پیدا ہو...... میں میلاد کو اپناؤں گا...... حضور ﷺ کی ولادت صبح صادق کے وقت ہوئی میرے بیٹے کی ولادت بھی صبح صادق کے وقت ہو...... میں میلاد کو اپناؤں گا۔

حضور ﷺ آئے تو دنیا میں ایک نیا انقلاب آیا...... میرا بیٹا پیدا ہو تو بھی ممکن ہے...... کہ ایک نیا انقلاب آئے ...... کیا ایسا ہو سکتا ہے ......؟ (نہیں) میلاد آپ منا تو سکتے ہیں...... لیکن اپنا نہیں سکتے...... سیرت اپنانے کی چیز ہے...... سیرت عملی زندگی میں ڈھالنے کی چیز ہے۔

ایک مرتبہ پانی پینے سے سات سنتوں کی ادائیگی:

زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے...... آپ تبلیغی جماعت کے ساتھ صرف تین دن لگائیں...... آپ کو یہ فقیر لوگ بتائیں گے...... کہ بیٹھ کر پانی پینا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... دائیں ہاتھ سے گلاس کو پکڑنا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... تین سانس میں پانی پینا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... سر ڈھانپ کر پانی پینا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پانی پینا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... ایسی جگہ سے پانی پینا جہاں سے گلاس کا کنارا ٹوٹا ہوا نہ ہو...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے...... اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر پانی پینا...... پیغمبر ﷺ کی سیرت وسنت ہے۔

ایک مرتبہ پانی پینے پہ سات سنتیں ادا ہوں تو ایک سنت پہ سو شہیدوں کے برابر اجر ملتا ہے...... تو میلاد منانے کی چیز ہے...... سیرت اپنانے کی چیز ہے۔

مردہ اور زندہ قومیں:

فرق سمجھیں......! جو چیز منائی جاتی ہے...... اس کو جشن کہتے ہیں...... اور جو چیز اپنائی جاتی ہے اس کو مشن کہتے ہیں...... توجہ کرنا! جشن منانا مردہ قوموں کا کام ہے...... اور مشن اپنانا زندہ لوگوں کا کام ہے...... تو چودہ اگست کے دن مردہ لوگوں والا طریقہ اپنایا...... کہ نعرے لگا رہے ہیں...... کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ......لیکن لا الہ اللہ کا تقاضا ہم بھول گئے...... اب بارہ ربیع الاول کو بھی یہی کچھ کیا جائے...... تو پھر چودہ اگست اور بارہ ربیع الاول میں کیا فرق رہ جائے گا۔

ایک بات اور یاد رکھیں......! دنیا میں جب آدمی کسی سے رشتہ قائم کرتا ہے......تو اس کی ولادت کو نہیں دیکھتا......اس کی سیرت کو دیکھتا ہے۔

دکھ کی بات:

میں نے کہا قاری صاحب آپ ہمارے بزرگ ہیں...... میری بچی جوان ہے......اور قرآن کی حافظہ ہے......آپ مجھے فلاں طالب علم یا فلاں شخص کے متعلق بتائیں...... کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے......میں اس سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہتا ہوں...... یہ مجھے کہیں...... کہ وہ بہت اچھا ہے......میں کہوں کہ کوئی خوبی......؟ یہ کہیں کہ جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے......میں نے کہا کوئی اور خوبی......انہوں نے کہا عین نماز جمعہ کے وقت پیدا ہوا ہے ......میں نے کہا کوئی اور خوبی ......انہوں نے کہا محرم کے مہینہ میں پیدا ہوا ہے......میں نے کہا کوئی اور خوبی......انہوں نے کہا دس محرم کو پیدا ہوا ہے...... میں نے کہا حضرت کوئی اور خوبی......انہوں نے کہا تجھے پتہ نہیں...... کہ حضرت درخواستی نے اس کے کان میں آذان دی تھی......میں کہوں گا...... کہ حضرت میں اس کی میلاد نہیں پوچھنا چاہتا......میں تو اس کی سیرت کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں......!

کریکٹر کیا ہے......؟ کردار کیا ہے......؟ گفتار کیا ہے......؟ یار کیسے ہیں......؟ تعلقات کیسے ہیں......؟ اخلاق کیسے ہیں......؟ اس کی معاشرت کیسی ہے......؟ اس کے معاملات کیسے ہیں......؟ مجھے تو اس کی سیرت کی ضرورت ہے......آپ اس کی ولادت بتا رہے ہیں......مسلمانو! اگر تم نے زندگی کے چند دنوں کا رشتہ کہیں جوڑنا ہو......تو اس کا کردار پوچھتے ہو......جس پیغمبر ﷺ کے رشتہ کے بغیر نہ دنیا کی زندگی ہے......اور نہ آخرت کی نجات ہے......اس پیغمبر کی سیرت کو چھوڑ کر صرف میلاد پر گزارا کرتے ہو...... کتنے بڑے دکھ کی بات ہے......؟ ضرورت آقا ﷺ کی سیرت کی ہے۔

حالات زندگی بیان نہ کرنے کی وجہ:

ایک اور بات بھی چھوٹی سی یاد کرلیں ...... آپ نے دیکھا ہوگا ...... کہ سکولوں کالجوں میں فنکشن ہوتے ہیں ...... یہ کونسا دن ہے ...... یہ علامہ اقبال کی پیدائش کا دن ہے ...... یہ گیارہ تاریخ وفات کا دن ہے ...... 25 دسمبر کو جناح کی جب ولادت ہوئی ...... تو اس دن سکول میں کالج میں جلسہ ہو ...... تو یہ بتایا گیا ...... کہ کراچی کے فلاں محلّہ میں فلاں گھر میں جناح صاحب پیدا ہوئے ...... یہ میلاد ہوگئی ...... آپ آگے بتائیں گے ...... کہ ابتدائی تعلیم فلاں جگہ حاصل کی ...... اعلیٰ تعلیم کے لئے فلاں جگہ گئے ...... مسلم لیگ فلاں سن میں قائم کی ...... تحریک چلی ...... پاکستان میں یہ ہوا ...... فلاں ہوا ...... ملک بن گیا ...... ساری باتیں لوگ سنائیں گے ...... علامہ اقبال کا یوم ولادت آپ نے منایا ...... کہ سیالکوٹ کے فلاں محلّہ میں پیدا ہوئے ...... ابتدائی تعلیم وہاں حاصل کی ...... اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور تشریف لے گئے ...... وہاں سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے لندن تشریف لے گئے ...... واپس آئے ...... بانگ درا لکھی ...... کلیات اقبال لکھی ...... بال جبرئیل لکھی ...... فلاں کتاب لکھی ...... تصور پاکستان پیش کیا ...... اور فلاں سال میں فوت ہوگئے ...... بھائی تاریخ ولادت کی تھی ...... لیکن بیان کیا ہوئی ......؟ (سیرت)

جس اقبال کی سیرت ...... میرے اور آپ کے لئے کوئی نمونہ نہیں۔

جس جناح کی سیرت ...... میرے اور آپ کے لئے کوئی نمونہ نہیں۔

جس لیاقت کی سیرت ...... میرے اور آپ کے لئے کوئی نمونہ نہیں۔

او مسلمانو ......! جب ان کا دن آتا ہے ...... تو ان کی سیرت کے تذکرے کرتے ہو ...... جس پیغمبر ﷺ کی سیرت کو خدا نے نمونہ بنا کر پیش کیا ...... اور قرآن میں کہا ...... لَقَدْ كَانَ

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ...... میرے محبوب ﷺ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

جب اس پیغمبر ﷺ کی ولادت کا دن آتا ہے ......تم جشن کرتے ہو......جھنڈیاں لگاتے ہو......نعرے لگاتے ہو......واہ واہ کر کے خاموش ہو کر گھروں میں بیٹھ جاتے ہو......ناچ کرتے ہو......لیکن وہاں پر سیرت محمد کو فراموش کر دیتے ہو......جن کی سیرت نمونہ نہیں......ان کی تو سیرت بیان کرتے ہو اور جن کی سیرت نمونہ ہے......ان کی سیرت کو نظر انداز کر دیتے ہو...... رسول اللہ کی سیرت بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

سیرت اپنانے سے تکلیفیں:

ایک بات اور یاد کرلیں......وہ یہ ہے......کہ جب میلاد بیان ہو تو مٹھائیاں آتی ہیں......اور سیرت پہ پتھر آتے ہیں......توجہ کریں......جشن میلاد مناؤ گے......پیسے تو ملیں گے......نوٹ تو آئیں گے...... گلے میں ہار تو پڑ جائیں گے......واہ واہ تو ہو گی۔

لیکن مسلمانو......!جب سیرت کا تذکرہ ہوتا ہے......تو پتھر لگتے ہیں......

تاریخ گواہ ہے...... کہ آمنہ کے دریتیم کی ولادت پر ابولہب نے جشن میلاد منایا تھا......جب اسی پیغمبر ﷺ نے فاران کی چوٹی سے اپنی سیرت کا اعلان کیا......تو پہلے میلادی نے پیغمبر ﷺ پر پہلا پتھر پھینکا تھا......تاریخ گواہ ہے......کہ آمنہ کے دریتیم کو پتھر لگے ......محبوب نے جب سیرت کا تذکرہ کیا......تو راستہ میں کانٹے بچھائے گئے......آمنہ کے لال کی سیرت کے تذکرہ پر جسم اطہر پر اوجھڑی آئی ہے۔

سیرت کا دروازہ کھلا ہے......تکلیفیں آئی ہیں۔

جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے......دندان مبارک شہید ہوئے ہیں

جب سیرت کے چرچے ہوئے ہیں...... پیغمبر ﷺ کی ذات پر پتھر برسے ہیں۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے سر مبارک میں لوہے کی خود کی کڑیاں چبھی ہیں۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... زنیرہ کی آنکھیں نکلی ہیں۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... ابو فکیہہ کی پسلیاں ٹوٹی ہیں۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... بلال کو آگ کے انگاروں پر لٹایا ہے۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... خباب کو دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا ہے۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے اصحاب رسول پر مصائب و مشکلات آئے ہیں۔
جب سیرت کا چرچا ہوا ہے...... پیغمبر ﷺ کے سگے چچا سید الشہداء اسد اللہ اسد الرسول سیدنا حمزہ کی لاش کے چودہ ٹکڑے کیے گئے ہیں...... سینہ چاک کیا گیا ہے...... کلیجہ نکال کر چبایا گیا ہے۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... پیغمبر ﷺ وطن سے بے وطن ہوئے ہیں۔
جب سیرت کا دروازہ کھلا ہے...... تاریخ بتاتی ہے کہ فقیہ اعظم نعمان ابن ثابت، امام اعظم ابو حنیفہ کا جنازہ جیل کی کوٹھڑی سے نکلا ہے۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں...... امام مالک کے بازو ٹوٹے ہیں۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں امام احمد بن حنبل کی جان پہ کوڑے برسے ہیں۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں...... امام بخاری وطن سے بے وطن ہوئے ہیں۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں...... منصور تختہ دار پہ لٹکا ہے۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں...... مجدد الف ثانی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔
سیرت اپنانے کی پاداش میں...... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تکلیفیں برداشت

کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......شاہ ولی اللہ کا پورا خاندان قربانیاں پیش کرتا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......بالاکوٹ کی وادیوں میں سید احمد شہید اورشاہ اسماعیل شہید جام شہادت نوش کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......دہلی سے آگرہ تک پانچ ہزار علماء کوسور کی کھالوں میں بند کر کے انہیں پھانسی کے تختے پر لٹکایا گیا...... چمڑوں میں بند کر کے آگ میں جلادیا گیا۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کالا پانی میں رہتے ہیں...... مالٹا کی چار سال جیل بھگت کر اللہ کے قرآن کی تفسیر لکھتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......امام انقلاب عبیداللہ سندھی اکیس (21) سال کی جلاوطنی برداشت کرتا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......عبداللہ درخواستی پہ قاتلانہ حملہ ہوتا ہے۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری چودہ سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں محمد علی جالندھری پانچ سال جیل میں رہتے ہیں

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......قاضی احسان احمد شجاعبادی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......تاریخ گواہ ہے دس ہزار نوجوانوں نے لاہور مال روڈ پر سینہ کھول کر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......تحریک نظام مصطفیٰ میں مفتی محمودؒ کی قیادت میں خدا کی قسم تاریخ گواہ ہے......لوگوں نے روڈ پر لائن کی پٹڑیوں پر سو کر اپنے جسم کٹوا دیے ہیں......گردنیں سر قلم کرا دی ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں......پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کی عزت وعظمت کے لئے ہزاروں لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔

سیرت اپنانے کی پاداش میں حق نواز وایثار القاسمی نے جام شہادت نوش کیا ہے۔

آقا کی سیرت کس کے مقدر میں؟:

سیرت اپنانے کی پاداش میں ......آج بھی اگر تمہیں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرتے ملیں گے......تو علماء دیوبند کے رضا کار ملیں گے ......یہ اللہ کی تقسیم ہے......کسی کو میلاد کی مٹھائیاں ملتی ہیں......ہمیں آقا کی سیرت ملی ہے......رَضِینَا قِسمَۃَ الْجَبَّارِ فِینَا......لَنَا عِلمٌ وَلِلْجُھَّالِ مَالٌ"......اللہ ہم تیری تقسیم پہ راضی ہیں......جاہلوں کو تو نے دولت و مال دیا ہے...... اور ان فقیروں کے حصہ میں علم وکمال آیا ہے......

اور دنیا والو......!تمہیں دولت مبارک ہمیں محمد ﷺ کی سیرت مبارک ......!تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے......معاف کرنا تاریخ کی نہیں ......حدیث کی بات کرتا ہوں......کہ حضور ﷺ نے فرمایا......!سَیَکُونُ فِی آخِرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ لَھُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِھِمْ

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۸۴ ج ۲

لوگو......! آخرزمانہ میں ایک قوم آئے گی ......جن کا کردار اتنا عظیم ہوگا......کہ اللہ پہلے زمانہ کے لوگوں جتنا ان کو اجر دے گا۔

پھر تاریخ پڑھو......! پہلے دور میں امام مالک کو عزت ملی......جس نے سترہ سال پیغمبر ﷺ کے روضے کے سائے میں حدیث پڑھائی۔

حسین احمد مدنی کو عزت ملی......جس نے اٹھارہ سال پیغمبر ﷺ کے روضہ کے سائے میں حدیث پڑھائی......تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔

پہلے دور میں صحیح بخاری کے جامع اور محقق محمد بن اسماعیل بخاری جب دنیا سے گیا......تو قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو مہکی۔

تاریخ میں لاہور کا مرد درویش امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری جب دنیا سے رخصت ہوئے...... چھ ماہ تک قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو مہکتی رہی۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے......تاریخ نے دو آدمی پیدا کئے ہیں......جن کی موت پر اتنا بڑا اجتماع ہوا......کہ چھ مرتبہ جنازہ پڑھا گیا...... پہلے دور میں امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کا جنازہ چھ مرتبہ پڑھا گیا۔

تاریخ کا دوسرا ابوحنیفہ مفتی محمود تھا......کہ جس کا چھ مرتبہ جنازہ پڑھا گیا......دیوبند نے سربکف پیدا کئے ہیں...... یاد کرو۔

جن کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کیا گیا......یا پہلے دور میں ابن تیمیہ کو کہا گیا ہے......اس دور میں بانی پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی کو شیخ الاسلام کہا گیا ہے۔

یہ ملک ہمارا ہے......ہمارے بڑوں نے بنایا ہے......ہم اس کے حقیقی وارث ہیں ......مولانا شبیر احمد عثمانی اور ظفر احمد عثمانی نہ ہوتے ......تو ہم دیکھتے ......کہ کونسا تمہارا باپ ہے......جو اس ملک کے پرچم کو بلند کرتا ہے...... یہ سعادت ہمارے حصہ میں

آئی......تاریخ نے دو آدمی ایسے پیدا کیے ہیں......اور دو تفسیریں ایسی ہیں...... جو استاد اور شاگرد کی لکھی ہوئی ہیں......ایک پہلے دور میں اور ایک اس دور میں......جن کو یہ اعزاز حاصل ہے......کہ ہر مدرسہ میں ان کو پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔

ان میں سے ایک تفسیر جلالین ہے......جس کو ملا جلال الدین سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی استاد و شاگرد نے مل کر لکھا ہے۔

ان میں سے دوسری تفسیر، تفسیر عثمانی ہے......جس کو شیخ الہند استاد اور علامہ شبیر احمد عثمانی شاگرد نے مل کر لکھا ہے......اس کو اتنا اعزاز ملا ہے......کہ سعودی عرب نے بھی اس تفسیر کو شائع کیا ہے۔

آپ حیران ہونگے......کہ سعودیہ نے جب کہا......کہ اردو زبان میں تفسیر شائع کرنا چاہتے ہیں......اس وقت میں سعودی عرب میں تھا......مولانا عنایت اللہ کا کاخیل وہاں پر سرحد کے علاقہ کے ایک بہت بڑے عالم ہیں...... وہاں پر رابطہ عالم اسلامی میں رہتے ہیں......انہوں نے مجھے خود واقعہ سنایا کہنے لگے......کہ ایک طبقہ آیا......انہوں نے مجھے کہا......کہ ہمارے اعلیٰ حضرت کی تفسیر شائع کرو۔

اعلیٰ حضرت کا داخلہ بند اس کی تفسیر کا بھی داخلہ بند......ایک اور صاحب آئے......انہوں نے کہا......کہ ہم تفہیم القرآن لے کر آئے ہیں......اس کو شائع کردو......ایک عربی عالم بیٹھے تھے......انہوں نے بڑا پیارا جملہ کہا......کہ ہم تفسیر شائع کرتے ہیں تفہیم نہیں......تفسیر تو ہوسکتی ہے تفہیم نہیں ہوسکتی۔

ایک اور گروپ تھا......وہ بھی آ گیا......انہوں نے کہا ہمارے مولانا عبدالستار انڈیا کے ہیں......اس کا ترجمہ ہے......(تفسیر ستاری) اس کو شائع کردو......انہوں نے کہا یہ پہلے لکھی گئی تھی یا تفسیر عثمانی پہلے لکھی گئی تھی......تو پتہ چلا کہ

تفسیر ستاری والے نے تفسیر عثمانی والے کی نقل ماری ہے......عربی بڑے اصلی لوگ ہیں ......انہوں نے کہا اصل کی ضرورت ہے نقل کی نہیں ...... یہ اعزاز میرے اکابر کا ہوا...... کہ ان کی تفسیر شائع ہوئی ......تاریخ میں دو آدمی ہیں ......جن کو حافظ الحدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے...... پہلے دور میں علامہ ابن حجر عسقلانی کو حافظ الحدیث کہا گیا...... اس دور میں عبداللہ درخواستیؒ کو حافظ الحدیث کہا گیا۔

پھر ایک جملہ دل پر لکھو!......تاریخ میں دو آدمی ایسے ہیں ......جن کو امیر عزیمت کہا گیا ہے...... پہلے دور میں قرآن کی عظمت پر کوڑے کھا کر جان دینے والا احمد بن حنبل جس کو امیر عزیمت کہا گیا ہے......یا اس دور میں صحابہ کی ناموس کی خاطر جان دینے والے (حق نواز جھنگویؒ) کو امیر عزیمت کہا گیا......باتیں دور چلی جائیں گی...... ضرورت میلاد کی ہے یا سیرت کی......؟ (سیرت کی)

حضور ﷺ کی آمد پر خوشی:

ایک چھوٹا سا سوال اور جواب اور پھر بات ختم کردوں گا......کوئی شخص کہتا ہے......یہ ٹھیک ہے آپ سیرت اپنائیں ......سیرت کے تذکرے کریں...... کیا آپ کو میلاد کی خوشی نہیں......؟ کیا آپ حضور ﷺ کی پیدائش پر خوش نہیں ہیں...... (ہیں) کیوں ہیں......؟ اس لئے کہ حضور ﷺ مقصود کائنات ہیں......اگر حضور نہ ہوتے تو کائنات میں کوئی چیز نہ ہوتی......لیکن انہوں نے کہا......کہ ہم نے جھنڈیاں لگا کر خوشی کی......ہم نے جلوس نکال کر خوشی کی......ہم بازار میں آئے خوشی کرتے رہے......تم نے خوشی کیوں نہیں کی......؟

ہم کہتے ہیں خوشی تو ہمیں بھی ہے......انہوں نے کہا اظہار نہیں ہوا......تو میں آپ کو ایک مثال دے کر سمجھانا چاہتا ہوں...... جب کوئی مہمان آئے......تو مہمان کے

آنے کی خوشی سب کو ہوتی ہے......بچوں کو خوشی ہوگی یا نہیں......؟ (ہوگی) بڑوں کو خوشی ہوگی یانہیں......؟ (ہوگی)

دیکھیں سب کو خوشی ہے......لیکن خوشی کا طریقہ مختلف ہے کیسے......؟ بچوں کو خوشی کس بات کی ہوئی......کہ مہمان آئے......تو چھوٹے چھوٹے بچے گھروں سے نکل کر گلیوں میں خوشی کرنے کے لئے باہر آگئے......انہوں نے وہاں جھومر ڈالے......تالیاں بجائیں......خوش ہوئے کہ مہمان آئے ہیں......واہ واہ کی خوشی کا اظہار کیا......لیکن ایمانداری سے بتائیں......جو بڑے ہوں گے......وہ اس طرح کریں گے......؟ (نہیں کریں گے)

ایک بڑے کی خوشی ہے......اور ایک چھوٹوں کی خوشی ہے......بڑوں کی خوشی یہ ہے......کہ ہم مہمانوں کا احترام کریں......ہم ان کی بات سنیں......اور بچوں کی خوشی ہے......کہ جھومر کھیلیں......بچوں کو خوشی ہے......کہ تالیاں بجائیں......بچے کو خوشی ہے......کہ مہمان آگئے چاول پکیں گے......ہم کھائیں گے......بچے کو خوشی ہے گلی میں جھومر ڈال رہا ہے......تالیاں بجا رہا ہے......کہ ہمارے گھر آج زردہ پکا ہے......ہم کھائیں گے......حلوہ پکا ہے ہم کھائیں گے......مرغی پکی ہے ہم کھائیں گے......کھانے کی خوشی ہے......مہمان کا اس کو کوئی پتہ نہیں......وہ نہیں جانتا کہ یہ کون ہے......؟ کس کا ساتھی ہے......؟ کہاں کا رہنے والا ہے......؟ اس کو کچھ پتہ نہیں ہے وہ تو بچہ ہے......اس کو تو یہ خوشی ہے......کہ حلوہ پک رہا ہے......بڑوں کی خوشی یہ ہے......کہ مولانا آئے ہیں......جلسہ کا انعقاد کیا......مجمع جمع ہو گیا......انہوں نے تقریر شروع کر دی......انہوں نے کہا نماز پڑھا کرو......ہم نے کہا پڑھیں گے......انہوں نے کہا قرآن پڑھو......ہم نے کہا پڑھیں گے......انہوں نے کہا ذکر کیا کرو......ہم نے کہا کریں گے......بھائی ہم

نے ان کی باتوں کو مانا...... بچوں نے صرف جھومر کھیلے...... خوشیاں کیں...... کہ ہمیں حلوہ ملے گا...... وہ بچوں کی خوشی ہے...... یہ بڑوں کی خوشی ہے...... یہ تم پر منحصر ہے...... کہ بچے بنو یا بڑے بنو...... یہ آپ پر ڈالتا ہوں...... کہ آپ کون سی خوشی کرتے ہیں...... آپ کو بچوں کی خوشی چاہئے...... یا بڑوں والی خوشی چاہئے...... کم عقلوں کی یا عقلمندوں والی خوشی چاہئے...... جاہلوں کی یا عاقلوں کی خوشی چاہئے...... پاگلوں کی یا سمجھداروں کی خوشی چاہئے...... اللہ ہم سب کو سمجھداروں والی زندگی عطا کرے۔

میلاد محمد بن عبداللہ اور سیرت محمد رسول اللہ:

میں اب جو بات کہہ رہا ہوں...... اس پر ایک بات سن لیں...... جہاں تک آقا ﷺ کی سیرت کا تعلق ہے...... دیکھیں! بھائی میلاد زندگی کا خاص حصہ ہے...... اس لئے ہر کوئی بیان کر لیتا ہے...... سیرت پوری زندگی ہے...... اسلئے اس کو بیان کرنا مسئلہ ہے...... ایک اور بات یاد کریں...... میلاد محمد بن عبداللہ کی ہے...... سیرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے...... جو میلاد مناتا ہے...... وہ محمد ﷺ کو ابن عبداللہ تو مانتا ہے...... ضروری نہیں کہ رسول اللہ ﷺ مانتا ہو...... اور جو سیرت کو اپناتا ہے...... وہ ابن عبداللہ بھی مانتا ہے...... اور محمد رسول اللہ بھی مانتا ہے۔

يَـآأَيُّهَـا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا...... اب اس لفظ کا ترجمہ سمجھیں...... اللہ کہتے ہیں...... میرے پیارے نبی ﷺ...... ! کیا کہا......؟ (میرے...... پیارے...... نبی ﷺ)...... یا محمد تو نہیں کہا......؟ (نہیں)...... شاید کہا ہو......؟ (نہیں)...... جاہل کہتے ہیں...... اساں یا محمد کہنا ہے...... انہاں نجدیاں سڑدے رہنا ہے...... ہم کہتے ہیں...... ہم نہیں جلتے۔

روضہ رسول ﷺ کی مقدس جالی:

ہمیں ڈر ہے ...... کہ کہیں خدا کی گرفت میں تو نہ جلے ...... حضرت بیٹھے ہیں...... ان سے پوچھئے ...... مولانا بشیر اختر اللہ آباد کے ہمارے دوست ہیں ...... حج پر جانے لگے ...... تو دین پور شریف گئے ...... میرے پیرومرشد حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری" اس وقت حیات تھے ...... کہا حضرت حج پر جارہا ہوں ...... میرا دل چاہتا ہے ...... کہ جا کر حضور ﷺ کے روضے کو چوم نہ لوں ...... محبت کا انداز دیکھئے ...... شیخ نے یہ جملہ سنا ...... تو آنکھوں میں آنسو آگئے ...... فرمانے لگے بشیر ...... ! میں تمہیں روضہ رسول ﷺ چومنے سے تو نہیں روکتا ...... لیکن اتنا سوچ لینا ...... تیرا منہ گندا اور ناپاک ہے ...... پیغمبر ﷺ کے روضے کی جالی مقدس اور پاک ہے ...... یہ ناپاک منہ پاک پیغمبر ﷺ کے پاک روضہ کی پاک جالی سے لگانے کی طاقت کیسے ہے ......؟ یہ محبت ہے یَـاَیُّهَـا النَّبِـیُّ ...... قرآن نے القاب سکھائے ...... جبرئیل کو خدا نے بھیجا ...... کہ جا کر کیا کہو گے ...... آدم کو یا آدم کہا ...... نوح کو یا نوح کہا ...... ابراہیم کو یا ابراہیم کہا ...... موسیٰ کو یا موسیٰ کہا ...... ان کو یا محمد کہوں گا ...... سمجھایا ہوش کر کے جانا ...... ! وہ نبی ہیں ...... یہ نبی الانبیاء ہے ...... وہ رسول ہیں ...... یہ سرتاج الرسل ہے ...... وہ ہادی ہیں ...... یہ ہادی کل ہے ...... وہ حسین ہیں ...... یہ احسن ہے ...... وہ جمیل ہیں ...... یہ اجمل ہے ...... وہ شریف ہیں ...... یہ اشرف ہے ...... وہ فاضل ہیں ...... یہ افضل ہے ...... وہ کامل ہیں ...... یہ اکمل ہے ...... وہ سب زمین پر بیٹھنے والے ہیں ...... یہ عرش بریں پر جانے والا ہے ...... القاب پیش نظر رکھنا ...... ! محبوب ﷺ کملی پہنے تو ...... یَآاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہنا ...... نبی ﷺ چادر پہنے ...... تو یَآاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہنا ...... محبوب ﷺ میدان جہاد میں آئے ...... تو یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ کہنا ...... میرے نبی ﷺ میدان

تبلیغ میں ہوں......تو یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کہنا۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا
حضرت رسول پاک کو قرآن میں جابجا
طٰہٰ کہیں پکارا یسین کہیں
حٰم کہیں والشمس والضحٰی
صلوٰۃ اللہ کلام اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر لکھا خدا دیکھا تو محمد بھی لکھا دیکھا

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ ......اللہ کہتے ہیں......میرے پیارے نبی......! ایک مولوی نے ترجمہ لکھا......اے غیب کی خبریں بتانے والے......! نبی کا معنی کیا لکھا......؟ (غیب کی خبریں بتانے والا)

میرا دعویٰ یہ ہے......کہ نبی ﷺ کو غیب کی خبریں بتانے والا کہنا......یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے......میں ایک مثال دیتا ہوں......مسئلہ سمجھا رہا ہوں......آپ مجھے نجومی نہ سمجھنا......میں نے اس بچہ کا ہاتھ دیکھ کر کہا یہ بڑا ذہین ہے......یہ اپنے معاملات میں بڑا کامیاب ہے...... یہ کسی سے تعلق رکھے تو آدمی پہ جلدی کنٹرول کرلیتا ہے......اس میں فلاں خوبی ہے......فلاں خوبی ہے......آٹھ دس بتادوں دو چار تو صحیح ہوں گی......آٹھ دس میں سے ایک دو تو صحیح نکل ہی آئیں گی...... یہ پروفیسر جو سڑکوں پر بیٹھے ہوتے ہیں......وہ بھی یہی کچھ کرتے ہیں......اب جو باتیں میں نے اس کے متعلق بتائیں...... یہ غیب ہے کہ نہیں......؟ (غیب ہے) علم غیب خاصہ خداوندی ہے......غیب کی خبر کوئی دے سکتا ہے......؟ علم اللہ کا حق اور خبریں کوئی دے سکتا ہے...... ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں سن کر جو آپ ہمیں آکر بتاتے ہیں...... یہ بھی تو غیب ہے......ہم

نے دیکھی تھوڑی ہیں......اب یہ ترجمہ کرنا کہ اے غیب کی خبریں بتانے والے ......! نجومی غیب کی خبر بتائے ......دست شناس بھی غیب کی خبر بتائے......قیافہ شناس بھی غیب کی خبریں بتائے......کاہن بھی غیب کی خبر بتائے......اور نبی ﷺ کو بھی غیب کی خبریں بتانے والا کہا جائے...... یہ اتنا بڑا کفر ہے ......اتنی بڑی پیغمبر ﷺ کی توہین ہے......کہ تم نے نبی کو نبوت ﷺ کے درجہ سے اتار کر......نجومی کے برابر سمجھا ہے...... نبوت ﷺ کے درجہ سے اتار کر......قیافہ شناس کے برابر سمجھا ہے......نبوت ﷺ کے درجہ سے اتار کر......ساحر کے درجہ میں سمجھا ہے......نبوت ﷺ کے درجہ سے اتار کر......کاہن کے برابر کھڑا کیا ہے......اور میرے پیغمبر ﷺ کو جو آمنہ کے دریتیم کو امام الانبیاء کے درجہ سے نیچے اتار کر آدم کے برابر کہے......میں اس کو بھی کفر کہتا ہوں...... یہ معنی کرنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے...... یہ معنی کیا ہی یہودیوں نے ہے ......آپ حیران ہو جائیں گے......کہ ایک یہودی آیا......اس نے رسول اللہ کو سلام کر کے کہا......اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا نَبِیُّ ...... اس نے کہا غیب کی خبریں بتانے والے تجھے سلام......! حضور ﷺ نے فرمایا نَبِیُّ لَا بَلْ نَبِیُّ اللّٰہِ ......میں غیب کی خبریں بتانے والا نبی نہیں ہوں......میں غیب کی خبریں نہیں بتاتا......بلکہ میں تو اللہ کی خبریں بتاتا ہوں ...... یہ غیب کی خبریں بتانے والا معنی ہی یہودیوں نے کیا ہے......یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ......اللہ کہتے ہیں ہم نے آپ کو بھیجا......پیغمبر کو کس نے بھیجا......؟ (اللہ نے) کس کو بھیجا......؟ (رسول اللہ کو) مسئلہ وہی سمجھایا جو ہمارے قریشی بتایا کرتے تھے ......محبوب ﷺ ہم نے تجھے بھیجا ہے ......وہ خدا...... یہ مصطفیٰ ......اس کی ربوبیت......اس کی نبوت ......اس کی الوہیت......اس کی رسالت......وہ رب العالمین ...... یہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ......کروڑوں قیامتیں برپا ہو سکتی ہیں......خدا بن

کر عرش پہ کوئی جا نہیں سکتا...... نیا نبی بن کر فرش پہ کوئی آ نہیں سکتا۔

اس میں ایک آخری بات عرض کر کے تقریر ختم کرتا ہوں ...... اللہ نے کہا ہم نے تجھے بھیجا...... عربی زبان میں ك کا کیا معنی ہوتا ہے ......؟ تو ایک! ك کا کیا معنی ہوتا ہے......؟ (تو ایک)...... نبی کتنے ہیں......؟ (ایک لاکھ چوبیس ہزار)

سب کو کس نے بھیجا......؟ (اللہ نے)

حضور ﷺ کی امتیازی شان:

اللہ کہتا ہے...... محبوب ﷺ سب کو ہم نے بھیجا پر اَرْسَلْنَاكَ جیسا تجھے بنا کر بھیجا ایسا کسی کو نہیں بنا کر بھیجا...... اس پر غور کریں كَ عربی میں اس وقت کہا جاتا ہے...... جب یار سامنے ہو...... اور اس سے بات کی جائے...... کہ تو میری طرف دیکھ......! میں تجھ سے کہہ رہا ہوں ...... تو میری طرف توجہ کر...... تو کہنے میں سکون آتا ہے...... مزہ آتا ہے...... میں کہتا ہوں اللہ نے بھی محبوب ﷺ کو سامنے بٹھایا...... او ہیر رانجھے کے دوہڑے سننے والو......! سوہنی مہینوال کے قصہ گانے والو......! سسی پنو کے افسانوں پر گزارا کرنے والو......! اگر محبت کی سچی داستان دیکھنی ہے...... تو اللہ کا اپنے محبوب ﷺ سے تعلق قرآن کی نظر میں دیکھ ......! اللہ اپنے محبوب ﷺ کو کہتا ہے ...... پیارے تو...... ایک جگہ نہیں...... بیسیوں جگہ کہا...... وَالضُّحٰی ...... وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ...... مَا وَدَّعَكَ...... كَ کا معنی تو ایک ہے...... مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ...... وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ...... وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ...... اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ...... وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ...... وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ...... اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ...... وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ...... الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ...... وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ...... فَوَلِّ وَجْهَكَ ...... یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ...... قُمْ فَاَنْذِرْ ...... وَرَبَّكَ

فَکَبِّرْ...... وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ...... وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ ...... یٰآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ۔

ایک بات ہے......اے اللہ ایک ہی تیرا محبوب ﷺ ہے......جس کو سب کچھ تو نے کہا...... پیارے مزمل تو......مدثر تو......طٰہٰ تو......یٰسین تو......والضحیٰ تو......زلفیں تیری...... چہرہ تیرا......سینہ تیرا......یہ تو آخر کیوں...... ؟ایک ہی تو تو آخر کیوں......؟ اللہ کہتا ہے......میں کیوں نہ کہوں پیارے تو......! کہ اس وقت مجھے کسی نے نہیں مانا تھا......جس وقت کسی نے نہیں مانا تھا......تین سو ساٹھ بت رکھے تھے...... دنیا کفر و شرک میں مبتلا تھی......یہی اکیلا تو تھا......کہ جس نے کہا تھا......!

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ ......اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ......اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ......اللہ کہتا ہے...... جب اس نے کہا......! خالق تو......مالک تو......رازق تو......حاجت روا تو......مشکل کشا تو......میرا داتا تو......کائنات میں اور کوئی نہیں ......معبود تو......میں نے بھی سب کو چھوڑ کر کہا......کہ میرا محبوب تو...... یہ کہتا ہے معبود تو ......وہ کہتا ہے محبوب تو......اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی سیرت اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

معرفت اسم محمد ﷺ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ......رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ......عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ لَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ...... عَقَّ عَنْهُ بِکَبْشٍ عَبْدُالْمُطَّلِبِ وَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا ......فَقِیْلَ لَهٗ یَا اَبَا الْحَارِثِ...... مَا حَمَلَکَ اَنْ سَمَّیْتَهٗ مُحَمَّدًا......وَلَمْ تُسَمِّهٖ بِاسْمِ آبَائِهٖ ......قَالَ اَرَدْتُّ اَنْ یَّحْمَدَهُ اللّٰهُ فِی السَّمَآءِ ......وَیَحْمَدَهُ النَّاسُ فِی الْاَرْضِ ......(۱)وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ......اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ ......وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ......(۲)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

(۱) کنز العمال ص۲۰۰ ج۱۲　(۲) صحیح بخاری ص۵۰۱ ج۱/ بیروت ص۳۵۳۲، صحیح مسلم ص۲۶۱ ج۲/بیروت ص۲۳۵٤، ترمذی بیروت ص۲۸٤۰، مسند احمد بیروت ص۸۰ ج٤، زاد المعاد بیروت ص۳۳ ج۱، مشکوٰۃ ص۵۵۱، ج۲

تمہید:

قابل صد اعزاو تکریم......! واجب الاحترام......! بزرگو دوستو اور بھائیو......!
آج کے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں میں آپ حضرات کے سامنے اسم محمد ﷺ کے بابرکت عنوان پر گفتگو کروں گا۔

سب سے پہلا محمد:

اسم محمد حضور ﷺ کا وہ نام ہے...... جو آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کسی پیغمبر کو اللہ نے یہ نام عطاء کیا...... اور نہ ہی حضور ﷺ سے پہلے کسی کا یہ نام رکھا گیا...... پھر محبوب ﷺ کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک اگر کسی کا نام محمد ﷺ ہوگا...... تو اس کی نسبت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوگی ...... پھر یہ بھی ہے...... کہ یہ نام محمد ﷺ کبھی کسی غیر مسلم اور کافروں کی زبان پر نہیں آئے گا...... تذکرے بے شک وہ کریں گے...... لیکن علامت اور نشانی کے طور پر یہ نام کسی غیر مسلم کا نہیں ہوگا...... جب بھی یہ نام رکھے گا...... تو مسلمان ہی رکھے گا...... یعنی وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے...... وہ اس نام رکھنے کا عادی بنے گا...... اس پر میں نے کچھ اور باتیں بھی آپ حضرات کے سامنے کرنی ہیں۔

مسلمانوں کے کلمہ کا جز:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) یہ حصہ ہمارے کلمہ کا ایک جز ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پہلا جز ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دوسرا جز ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بھی بارہ حرف ہیں...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی بارہ حرف ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ توحید ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ رسالت ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دعوی ہے ...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دلیل ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مقام بندگی ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نظام زندگی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مقام الوہیت ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ختم نبوت ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ کلمے کے دونوں جز اس بات کی علامت ہیں...... کہ اللہ پر ربوبیت ختم ہے...... محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظ اللہ...... اللہ، کا ذاتی نام ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں لفظ محمد حضور ﷺ کا ذاتی نام ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ کے نام میں چار حروف ہیں...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں آقا محمد (ﷺ) کے بھی چار حرف ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ کا نام مشدد یعنی شد والا ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں لفظ محمد بھی شد والا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ کی ایک صفت الٰہ خاص ہے...... جس کا معنی معبود ہے...... یہ صفت اللہ نے مخلوق میں کسی کو عطاء نہیں کی...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں حضور ﷺ کی ایک ایسی صفت ہے...... رسول اللہ جو آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کسی پیغمبر کے کلمہ میں یہ صفت نہیں۔

آدمؑ ...... صفی اللہ ہیں...... نوحؑ ...... نجی اللہ ہیں...... ابراہیمؑ ...... خلیل اللہ ہیں...... موسیٰؑ ...... کلیم اللہ ہیں...... داوٗدؑ ...... خلیفۃ اللہ ہیں ...... یوسفؑ ...... صدیق اللہ ہیں...... عیسیٰؑ ...... روح اللہ ہیں...... کائنات میں رسول اللہ کس کو کہا گیا ہے...... وہ صرف محمد ﷺ ہیں۔

ذاتی اور صفاتی نام:

لفظ اللہ ذاتی نام اور باقی سب صفاتی نام ہیں......فرقان، رحیم، کریم، یہ صفاتی نام ہیں...... ذاتی نام وہ ہوتا ہے...... جو وجود پر دلالت کرے...... اور صفاتی وہ نام ہوتا ہے ......جو اس آدمی کے کمالات پر دلالت کرے ......رحمان و رحیم ہونا......ستار و غفار ہونا......قہار و جبار ہونا...... یہ ساری کی ساری اللہ کی صفتیں ہیں ......ذات اس کی اللہ ہے......ان ذاتی اور صفاتی ناموں میں یہ امتیاز ہے...... کہ صفات میں سے ایک حرف نکال دو......تو معنی ختم ہو جائیگا......ذاتی نام میں اگر ایک حرف بھی بچے تب بھی اللہ کے نام کے مفہوم میں فرق نہیں آئیگا۔

رحمان میں سے ر ، نکالو......کوئی معنی نہیں......رحیم رحم کرنے والا ر، نکالو حیم......کوئی معنی نہیں ......کریم ،کرم کرنے والا حرف ک ، نکالو،......کوئی معنی نہیں......ستار، عیب پر پردہ ڈالنے والا، س نکالو، تار......کوئی معنی نہیں۔

اللہ کے نام میں سے ایک ایک حرف بھی نکلے......تو معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا......لفظ اللہ میں چار حرف ہیں...... اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ......الف نکالو......باقی دو لام ایک ھا رہے گا......لِلّٰـہِ مَـافِـی السَّمٰوٰتِ وَمَـافِـی الْاَرْضِ ...... پہلا ایک لام نکالو......تو باقی لہ رہے گا......لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ......اس لام کو نکالو تو باقی ہو رہے گا...... اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ۔

تمام انبیاء کے ناموں سے ایک حرف نکالیں تو معنی ختم:

محبوب ﷺ کے نام میں خصوصیت ہے......کہ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کسی پیغمبر ﷺ کے نام سے ایک حرف بھی نکال دیں......اس کا معنی اور مطلب ختم ہو جائیگا۔

آدمؑ میں سے الف نکالیں ......تو کوئی نام نہیں بنتا......نوحؑ میں سے نون نکالیں ......تو کوئی نام نہیں بنتا......یوسفؑ سے یا نکالیں ......تو کوئی نام نہیں بنتا......دانیالؑ میں سے حرف دال نکالیں......تو کوئی نام نہیں بنتا......عیسیٰؑ میں سے عین نکال دیں......تو کوئی مفہوم نہیں بنتا۔

محبوب کا نام ہے محمد ہے......! محمد ﷺ میں چار حرف ہیں ......میم، حاء، میم، دال، محمد کے معنی وہ ہستی جو اتنی قابل تعریف ہو......کہ مخلوق بھی اس کی تعریف کرے...... خالق بھی اس کی تعریف کرے......لفظ محمد میں سے میم نکال دو......حمد بن جائے گا......حمد کے معنی مجسمہ تعریف کے ہیں۔

حمد سے حاء نکال دو مد بنے گا......مد کے معنی لوگوں کو نیکی کی طرف کھینچنے والا......مد سے میم نکالدو حرف دال اور دال کے معنی الدال علی الخیر دنیا کو ہدایت کی راہ دکھانے والا ہے۔

لفظ محمد کی جامعیت:

یہ جو حضور ﷺ کے نام کی خصوصیت وامتیازات ہیں ......یہ وہ تنہا نام ہے ......کہ جس کو خود اللہ نے منتخب کیا ہے......کہ محبوب ﷺ کا نام میں چنتا ہوں ......پھر اس پر تھوڑی سی اور توجہ کریں......کہ محمد اس نام میں وسعت اتنی ہے......کہ اس کا ایک عظیم ترین معنی ہے......کہ آپ اس کا جس انداز سے بھی معنی کریں......اس میں تعریف پائی جائے گی۔

محمد کسے کہتے ہیں:

محمد ﷺ اس ہستی کو کہتے ہیں......کہ جس کی پہلے لوگ بھی تعریف کریں......بعد

میں آنے والے بھی تعریف کریں ......یعنی آدمؑ سے عیسیٰؑ تک بھی اس کی تعریف کرتے چلے آئے ہوں ......اور حضور ﷺ کے جانے کے بعد قیامت تک بھی دنیا اس کی تعریف کرے ......آدمؑ اس کی تعریف یہ کہے ...... کہ وہ آخرالزمان نبی ﷺ جس کے واسطے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں ......اسی محمد ﷺ کے متعلق حضرت شیثؑ کہیں ...... کہ میں جب دعا مانگتا ہوں ......تو ان کا واسطہ دیتا ہوں ......اسی محمد ﷺ کے متعلق ابراہیمؑ کہے...... کہ میں نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر انہیں کو مانگا تھا......نوحؑ انہیں کے متعلق تذکرہ کریں ...... کہ یہ محمد وہ عظیم المرتب انسان ہے...... کہ جس کے امتی ہونے کی تمنا کرتا ہوں...... موسیٰؑ جس کے امتی ہونے کی دعا مانگے ......حب قوق پیغمبر جس کے متعلق کہے اس محمد ﷺ کی آمد سے پوری زمین بھر جائے گی ......یہی وہ لفظ محمد ﷺ ہے ......جس کی خصوصیت میں سے ہے...... کہ عیسیٰؑ انہی کی بشارت دے گئے تھے......آمد سے پہلے آسمانوں پہ انہی کا نام احمد ہے......زمین پر انہی کا نام محمد ﷺ رکھا گیا ہے۔

آمد سے پہلے تورات میں اسی پیغمبر ﷺ کا نام طاب طاب ہے......انجیل میں اسی نبی ﷺ کا نام فاروق ہے......زبور میں اسی نبی ﷺ کا نام احید ہے......یہی وہ محمد رسول اللہ ہیں ......جن کا تذکرہ سکھوں کی گرنتھ میں ہے......ہندوؤں کی وید میں ہے...... یہودیوں کی تورات میں ہے......عیسائیوں کی انجیل میں ہے...... مسلمانوں کی کتاب قرآن میں ہے۔

یعنی اس محمد ﷺ کی آمد سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں ......ان سب نے بھی ان کی تعریف کی ہے ......اور اس محمد ﷺ کے آنے کے بعد قیامت تک جتنی دنیا آئے گی......وہ بھی سب اس کی تعریف کریں گے......محمد کے معنی ہیں...... کہ پہلے والے بھی تعریف کریں......اور بعد والے بھی تعریف کریں۔

محمد الرسول اللہ ﷺ کے بارے میں ابوجہل کا نظریہ:

دوسرا معنی سمجھئے...... ! محمد ﷺ وہ ہستی ہیں...... کہ جس کی اپنے بھی تعریف کریں...... بیگانے بھی تعریف کریں...... دنیا میں دستور ہے...... اپنے تو تعریف کیا ہی کرتے ہیں...... ایک شخص جس پارٹی سے تعلق رکھتا ہو کتنا ہی بھیڑا ہو...... کتنا ہی گندا ہو...... کتنی ہی خامیوں کا مالک ہو...... مگر جن کا وہ نمائندہ بن کر آ رہا ہوگا...... وہ اس کے گیت گائیں گے...... اس کی فضیلتیں بیان کریں گے...... اس کے کمالات پیش کریں گے...... اس کی خوبیاں بیان کریں گے۔

لیکن کمال خوبی یہ ہے...... کہ دشمن بھی کہے کہ میں ہوں تو اس کا مخالف......! لیکن اللہ نے اس میں جو خوبی رکھی ہے...... کائنات میں وہ کسی میں نہیں رکھی...... یہ محمد ﷺ کا معنی ہے...... کہ دشمن بھی تعریف کرے گا...... ابوجہل سے ایک صحابیؓ نے غزوہ بدر کے موقع پر پوچھا...... کہ جس محمد ﷺ سے تمہارا مقابلہ ہے...... آج تو اس کے مقابلے میں ہزاروں کا لشکر لا کر کھڑا ہو گیا ہے...... بتا اسکا کردار کیسا...... اس کے متعلق تیرا نظریہ کیا ہے...... کہ وہ شخص کیسا ہے......؟

اس نے کہا...... جیسا ہے یہ بات علیحدہ ہے...... اس میں کوئی شک نہیں...... کہ اس جیسا دیانتدار کوئی نہیں...... اس جیسا شریف کوئی نہیں...... اس جیسا بااخلاق کوئی نہیں...... مکہ میں اس سے بڑھ کر امین اور صادق دنیا کے اندر کوئی نہیں...... اس شخص نے کہا کہ جب اتنی فضیلتیں بیان کرتے ہو...... پھر مخالفت کس لئے کرتے ہو......؟

ابوجہل نے کہا......! تقیہ نہیں کرتا...... سچی بات کرتا ہوں...... مخالفت اس لئے کرتا ہوں...... کہ میرا اپنا کوئی ہولڈ اور کنٹرول رہے...... میری ایک اپنی حیثیت

رہے...... میں اس کی باتیں تسلیم کروں...... پھر میری کون مانے گا؟

لیکن اس پاگل کو یہ پتہ نہیں تھا...... کہ جو اس کی مان لے کائنات اسی کی مانتی ہے...... اس کی کالا بلالؓ بھی مان لے...... تو وہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو جاتا ہے...... جو اس کا بن جائے...... پھر ساری خلقت اس کی ہوتی ہے...... تو محمد کا ایک معنی ہے اپنے بھی تعریف کریں...... بیگانے بھی تعریف کریں...... ساجن بھی تعریف کریں...... دشمن بھی تعریف کریں۔

کائنات میں سب سے پہلا اور بڑا انسان:

انگریز گورنمنٹ نے دنیا کے ایک سو عظیم آدمی کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے...... جس میں اس نے لکھا ہے...... کہ کائنات کا سب سے پہلا اور بڑا انسان اس کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے...... یہ حضور ﷺ کی آمد سے متعلق ساری باتیں ہیں...... پیغمبر ﷺ کے نام میں یہ خوبی ہے...... کہ غیر مسلم بھی اس محبوب ﷺ کی تعریف کریں......! مسلمان بھی اس محبوب ﷺ کی تعریف کریں...... اپنے بھی اس کی تعریف کریں...... بیگانے بھی اس کی تعریف کریں...... ساجن بھی اس کی تعریف کریں...... دشمن بھی اس کی تعریف کریں۔

لفظ محمد کا معنی:

پھر محمد ﷺ کا ایک معنی یہ بھی ہے...... کہ محمد ﷺ کا معنی ہی تعریفوں والا ہے......

تو آپ اس پر غور کریں...... محمد اس ہستی کو کہتے ہیں...... اس ذات کو کہتے ہیں...... اس شخصیت کو کہتے ہیں...... جس کا سر سے پاؤں تک پورے وجود کا ایک ایک حصہ قابل تعریف ہو...... اس کی نگاہ کی تعریف ہو...... اس کی زبان کی تعریف ہو...... اس کے

ہاتھوں کی تعریف ہو......اس کے قدموں کی تعریف ہو......اس کے چلنے کی تعریف ہو......اس کے پھرنے کی تعریف ہو......اس کے معاملات کی تعریف ہو......اس کی تجارت کی تعریف ہو۔

نسبت پیغمبر ﷺ سے فائدہ:

پھر صرف اس پر بس نہیں...... کہ صرف اس کے وجود کی تعریف ہو...... بلکہ جس چیز کی نسبت اس محمد کے ساتھ جڑ جائے......وہ چیز بھی قابل تعریف ہو......اگر وہ محمد مکہ کی دھرتی پر آجائے......تو مکہ قابل تعریف بن جائے......وہ مدینہ میں آجائے مدینہ قابل تعریف بن جائے۔

وہ بیت المقدس میں آجائے......بیت المقدس قابل تعریف بن جائے۔

وہ حلیمہ کی جھونپڑی میں آجائے......وہ جھونپڑی بھی قابل تعریف بن جائے۔

وہ ابوبکر کے کندھوں پر آجائے......تو وہ کندھے قابل تعریف بن جائیں۔

وہ پیغمبر ﷺ اگر سیدہ عائشہؓ کے بستر پر آجائے......تو وہ بستر قابل تعریف بن جائے۔

خدیجہ کا مال لے کر چلے......وہ دولت قابل تعریف بن جائے۔

جس شہر میں قدم رکھ دے......وہ شہر قابل تعریف بن جائے۔

جس لباس کو پہن لے......وہ کپڑے قابل تعریف بن جائیں۔

جن کے ساتھ یاری لگائے......وہ یار قابل تعریف بن جائیں۔

جہاں رشتہ کرلے......وہ رشتہ دار قابل تعریف بن جائیں۔

جن کو رشتہ دے دے......وہ لوگ قابل تعریف بن جائیں۔

کمال تعریف کا پہلو:

محمد ﷺ کے معنی ہیں......کہ جس کی خود اتنی تعریف ہو......کہ جو ان کے ساتھ تعلق جوڑے اس کی بھی دنیا تعریف کرے......محمد ﷺ تعریفوں والا یہ نام ہی عجیب ہے......بڑے سے بڑا دشمن کہے میں مصطفیٰ کو نہیں مانتا......آپ پوچھیں کس کو نہیں مانتا......؟اس کا نام تو بتا......!وہ کہے گا محمد کو نہیں مانتا......اور پھر محمد ﷺ کا معنی ہے......تعریفوں والا......تو آپ کہیں گے......کہ یہ کتنا بیوقوف ہے...... جو ہے تعریفوں والا......یہ اس تعریفوں والے کو نہیں مانتا......تو اس سے بڑا پاگل اور کون ہوسکتا ہے......ارے کس کو نبی نہیں مانتا......؟محمد ﷺ کو......!محمد ﷺ کا معنی ہے تعریفوں والا......میں نہیں فضائل بیان کرتا......کس کے......؟(کہتا ہے محمد ﷺ کے)اور محمد ﷺ کا معنی ہے تعریفوں والا......اللہ نے اس محبوب ﷺ کا نام ایسا چن کر رکھا ہے......کہ جس کی زبان پر آئے......نہ کوئی فضیلت بیان کرے......نہ کوئی کمال بیان کرے......نہ کوئی معجزہ بیان کرے......نہ کوئی کرامت بیان کرے......نہ کوئی اس پیغمبر ﷺ کی عظمت وشرافت کو بیان کرے......صرف زبان سے کہے محمد ﷺ......کہنے کی دیر ہے......اس سے بڑھ کر تعریف ہو جاتی ہے......محمد رسول اللہ......سب کہیے ﷺ۔

لفظ محمد میں آخری نبی ہونے کی دلیل:

دوسری بات سمجھیں......حضور ﷺ کا یہ نام محمد جو ہے......اس نام میں اللہ نے بہت ساری خوبیاں رکھی ہیں......ان میں سے ایک یہ بھی ہے......کہ یہ نام حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے......محمد ﷺ کہتے اس کو ہیں......کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر کسی کی اتنی تعریف نہ ہو......محمد آخری تعریفوں والا کہ اس سے بڑا کوئی نہیں آئے

گا جس کی اتنی تعریف ہو...... پھر جس کی نسبت رسول اللہ سے جڑ جائے...... اس کی بھی تعریف امت حمادون سب سے بڑی تعریفوں والی...... کتاب قرآن مجید فرقان حمید سب سے زیادہ تعریفوں والی...... جہاں پیغمبر ﷺ سر سجدہ میں رکھیں گے...... وہ جگہ مقام محمود سب سے زیاہ تعریفوں کے قابل ہے۔

تمام خوبیوں کا مرقع:

آپ حضور ﷺ کے فضائل کا...... اس بات سے زیادہ اندازہ لگائیں...... ہر نبی کو اللہ نے اپنے مقام پر ایک فضیلت عطاء کی ہے...... قرآن کہتا ہے...... تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ...... ہم نے بعض پیغمبروں کو...... بعض پر ایک درجہ ...... اور فضیلت عطاء فرمائی ہے...... اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو...... پوری کائنات پر فضیلت عطاء فرمائی ہے...... میں موازنہ نہیں کرتا...... اس کا قائل نہیں ہوں...... کہ انبیاء کے درمیان موازنہ کیا جائے...... لیکن کسی پیغمبر کی...... فضیلت بیان کرنا...... کتاب وسنت سے ثابت ہے...... اور اللہ کا حکم ہے...... آپ تمام انبیاء کے...... کمالات دیکھیں ...... اس کے مقابلہ میں محبوب ﷺ کی...... خوبیاں دیکھیں...... میں اس انداز سے...... پیش کرنا چاہتا ہوں...... کہ ہر نبی کا جو حسن اکیلے...... ایک ایک پیغمبر میں ہے...... اللہ نے ان تمام خوبیوں کو...... جمع کر کے جس کے اندر رکھا ہے...... اس کا نام محمد ہے...... محمد ﷺ کا معنی ہے...... تمام انبیاء کی خوبیوں والا...... کہ آدمؑ کی انابت...... نوحؑ کا ولولہ تبلیغ...... ابراہیمؑ کا جوش تبلیغ...... اسحاقؑ کی رضاجوئی...... یوسفؑ کا حسن لوطؑ کی حکمت...... دانیالؑ کی محبت زکریاؑ کا وقار...... یحییٰؑ کی پاکدامنی...... موسیٰؑ کے کمالات...... عیسیٰؑ کے معجزات۔

کائنات حسن جب سمٹی:

یہ ساری چیزیں تنہا، تنہا، اکیلے، اکیلے، بکھری، بکھری ایک ایک پیغمبر میں تھیں...... ان تمام کو سمیٹ لیا جائے...... یا یوں سمجھ لیجئے...... ! آپ کسی گلستان میں جائیں...... آپ کسی باغ میں جائیں...... مختلف پھول آپ کو نظر آئیں گے...... یہ گلاب کا پھول ہے...... یہ چنبیلی کا پھول ہے...... یہ کلمیں ہیں...... یہ فلاں پھول ہے۔

مختلف آپ ان کے عنوان رکھیں...... مختلف نام رکھیں...... ہر ایک کی خوشبو بھی اپنی ہے...... اس میں کشش بھی اپنی ہے...... اس کا ذائقہ بھی اپنا ہے...... اس کا حسن ولذت بھی اپنی ہے...... لیکن آپ اگر ان تمام پھولوں کو اکٹھا کر کے ایک گلدستہ میں ان سب کو سجا دیں...... اب اس گلدستہ کا نام تجویز کریں...... کہ اس کا نام کیا ہونا چاہئے...... ایسے ہی جو پھول اکیلے تھے...... کسی کا نام آدمؑ تھا...... کسی کا نام نوحؑ تھا...... کسی کا نام ابراہیمؑ تھا...... کسی کا نام کلیمؑ تھا...... کسی کا نام یحییٰؑ تھا...... کسی کا نام زکریاؑ تھا۔

اب ان تمام پھولوں کا حسن اکٹھا کر کے ایک گلدستہ میں سجاؤ...... اور اس گلدستہ کا نام تجویز کرو...... تو کائنات میں ایک ہی نام آئے گا...... کہ

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

اور وہ ایک ہی نام ہے...... جس کو محمد ﷺ کہتے ہیں...... محمد ﷺ یہ نام ہی اتنا عظیم ہے...... اس نام میں اللہ نے وہ کشش رکھی ہے...... وہ کمال وخوبی رکھی ہے۔

تمام انسانوں کا امام:

تھوڑی وضاحت کرتا چلوں...... آدم ابوالبشر ہے...... انبیاء کا سردار ہے......

انسانیت کا بابا ہے ......سب کا بڑا ہے...... انبیاء میں پہلا نبی ہے ......ابوالبشر ہے ......لیکن آدمؑ ساری کائنات میں ابا بننے کا اعزاز آپ ہی رکھتے ہیں ......آدمؑ کو حکم ہے......تو جنت سے زمین پہ آ......اور محمد کو حکم ہے تو زمین سے عرش بریں پہ آ......آدم تو نیچے اتر تجھے خلیفہ بنائیں گے......وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ......ہم آپ کو خلافت دینا چاہتے ہیں......محمد تو نیچے سے آسمانوں کی طرف آ......ہم تجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کی امامت دینا چاہتے ہیں...... وہ خلافت کا تاج پہنے......یہ امامت کا تاج پہنے......خلیفہ پیچھے ہوتا ہے......اور امام آگے ہوا کرتا ہے۔

سب چیزیں انعام:

ہر پیغمبر کے کمالات کو دیکھیں......آدم لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ......اس درخت کے قریب نہ جانا......تمہارا امتحان ہے......اس کو حکم ہے......کہ آدم تو درخت کے قریب نہ جانا......اور پیغمبر ﷺ کو حکم ہے......کہ محبوب ﷺ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ......وہ درخت کے قریب نہ جائے...... تو جس درخت کے نیچے بیٹھ جائے......میں اس درخت کی بھی قسمیں اٹھاؤں......تو جس درخت کے نیچے بیٹھ جائے......اور جو تیرے ہاتھ پہ بیعت کرے......میں اس کی بھی فضیلتیں بیان کروں......وہ درخت کے قریب نہ جائے......اس کے لئے وہ درخت امتحان کا سبب بنا......اور محمد کیلئے درخت اللہ کی طرف سے انعام کا سبب بنا۔

ایک واقعہ ہو گیا میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا......اللہ نے وکیل بن کر کہا......نَسِیَ آدَمُ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْماً......آدم بھولے ہیں......آدم کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی......کہ میں ایسا کام کر رہا ہوں......نسیان ہو گیا......لیکن جب محبوب کی

باری آئی......تو اللہ نے کہا...... پیارے وہاں کہا تھا......نَسِــیَ آدَمُ......تیرے متعلق ایک ہی جملہ کہتا ہوں......سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی......ایسا پڑھاؤں گا......تو بھلا نہیں سکے گا......آدم کو نسیان ہو گیا ہے......محمد ہم نے آپ کو اس سے بھی پاک رکھا ہے......نوحؑ تو کشتی میں سوار ہو......تو کشتی پر بیٹھ......! یہ تیرا معراج ہے......محبوب ﷺ تو براق پر بیٹھ یہ تیرا معراج ہے......نوحؑ کی کشتی زمین پہ چلے......محمد ﷺ کی براق ہواؤں میں اڑے......یہ اس کشتی میں بیٹھے اور یہ کہنے پر مجبور ہوئے......رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا......اللہ یہاں پر کافروں کا بیج ختم کر دے ان کو برباد کر کے چھوڑ۔

مغفرت کے لئے آنکھوں سے آنسو:

لیکن محبوب اللہ کے عرش پر بھی پہنچ کر کہے......اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ اُمَّتِیْ......عرش والے میری امت کی خطاؤں کو نہ دیکھنا محمد ﷺ کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھ لینا......اس کو محمد ﷺ کہتے ہیں......کہ ہر نبی کے کمال بدرجہ کمال اس محمد ﷺ میں موجود ہیں......جو صفت جس پیغمبر کی تھی......اس کو اگر اعلیٰ درجہ سے ہم نے دیکھنا ہے......تو وہ لفظ محمد ﷺ میں آپ کو نظر آئے گی۔

اللہ کی طرف سے سب کچھ عطاء کرنا:

ابراہیم تو اللہ کا خلیل بن کر آ......محمد ﷺ تو حبیب بن کر آ......خلیل سے سب کچھ مانگا جاتا ہے......حبیب کو دیا جاتا ہے......خلیل تو جان پیش کر......! مال پیش کر......! اولاد پیش کر......! وطن پیش کر......! پیارے تو میرا محبوب ہے......تو ہاتھوں کو جمع کر میں آسمان پہ بادلوں کو جمع کروں گا......تو چہرے پر پھیرنے نہیں پائے گا......میں بارش برساؤں گا...... تو انگلی سے اشارے کرے گا......میں چاند کے ٹکڑے کروں

گا......(۱)تو طلب کرے گا...... میں پوری کروں گا......تو سوال کرگا...... میں جواب دوں گا۔

خلیل تو آگ میں پہلے جا......! گلزار بعد میں ہوگی ......اور محمد تو نے ابھی دنیا میں قدم رکھا ہے ......آنے سے پہلے ایران کا آتش کدہ بجھ چکا تھا......خلیل تو بت کدہ میں جا کر بتوں کو توڑ......! میرے محبوب تو بتوں کو توڑ کعبہ میں جا کر......تو کعبہ کو صاف کر۔

ہر پیغمبر کا کامل عکس:

یوسفؑ تو بڑا حسین ہے...... پر محمد ﷺ تو احسن ہے...... یوسفؑ جمیل ہے...... محمد ﷺ تو اجمل ہے...... یوسفؑ شریف ہیں...... محمد ﷺ تو اشرف ہیں...... یوسفؑ فاضل ہے...... محمد ﷺ تو افضل ہے...... یوسفؑ کامل ہے...... محمد ﷺ تو اکمل ہے...... یوسفؑ نبی ہیں...... یہ نبی الانبیاء ہیں...... وہ رسول ہیں...... یہ سرتاج الرسل ہیں۔

وہ ، وہ شخص ہے......کہ جس کو تخت پہ بیٹھنا نصیب ہوا...... یہ وہ شخص ہے......کہ جس کو براق پہ جانا نصیب ہوا......اس نے بھی قید جھیلی ہے......پیغمبر ﷺ نے بھی شعب ابی طالب کی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔

دیکھنے والوں کی جان کا نذرانہ:

یوسفؑ بڑا حسین ہے...... عورتوں نے دیکھا......تو اپنی انگلیاں کٹوائی ہیں......اور حسن محمد ﷺ کو دیکھ کر صحابہؓ نے گردنیں کٹوادی ہیں......حسن یوسفؑ کو دیکھنے والی عورتیں تھیں......حسن نبوت پہ نگاہ ڈالنے والے مرد تھے......

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص۱۱۸ ج۳، فتح الباری ص۱۳۸ ج۷، معجزہ شق القمر کا وقوع سرور عالم ﷺ کے زمانے میں قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور اسانید صحیحہ اور جیدہ سے ثابت ہے، اس پر سلف و خلف کا اتفاق و اجماع بھی ہے (سیرت مصطفیٰ ص۲۳۷ ج۱)

حسن یوسفؑ کو دیکھنے والی عورتیں انگلیاں کٹواتیں ہیں...... حسن محمد کو دیکھنے والے جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں...... حسن یوسفؑ کو دیکھنے والیوں کو کلمہ نصیب نہیں ہوا...... حسن محمد ﷺ کو دیکھنے والوں کو دنیا میں...... رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ جنت کے ٹکٹ مل گئے۔

عرش پہ جا کر اللہ سے باتیں:

موسیٰؑ تو اللہ کا کلیم ہے...... جو اللہ سے باتیں کرے اسے کلیم کہتے ہیں...... محمد ﷺ تو حبیب ہے...... حبیب اس کو کہتے ہیں...... کہ جو جلوے کے دیدار کرے...... کلیم بات کرتا ہے...... لیکن دیدار نہیں کرتا...... محمد ﷺ تو بات بھی کر اور دیدار بھی کر......! کلیم تو طور پر باتیں کر......! محمد ﷺ تو عرش پہ آ کر باتیں کر......! کلیم تیرا میرا اجر طور پر ہے...... محمد ﷺ تیرا میرا اجر عرش بریں پر ہے...... کلیم تو زمین پر آ...... فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى...... یہاں جوتیاں اتار کر آ...... محبوب تو عرش کی طرف آ...... اللہ کا وہاں بھی حکم ہے...... کہ اپنی نعلین مقدس شریفین پہن کر آ...... تاکہ تیری آمد پر عرش بھی ناز کرتا رہے...... یہ زمین پر بیٹھ کر کہے...... رَبِّ اشۡرَحۡ لِيۡ صَدۡرِيۡ...... وَيَسِّرۡلِيۡ اَمۡرِيۡ...... وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِيۡ...... يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِيۡ۔

اللہ میرے سینے کو کھول...... پہلے طلب کی ہے...... پھر سینہ کھولا ہے...... محبوب تجھے مانگنے کی ضرورت نہیں۔

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ...... محمد ﷺ تیرا سینہ ہم کھول چکے ہیں...... وہ مانگے تو سینہ کھلے...... اس کا بن مانگے سینہ کھل جائے...... کلیم کو وہ طور پر کتاب لینے آ...... محبوب تجھے طور پر آنے کی ضرورت نہیں تو مکہ میں رہ...... قرآن کو مکہ میں بنا کر بھیجیں گے...... کلیم کہے...... رَبِّ اَرِنِيۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ...... اللہ اپنا دیدار کرا...... تجلیات دکھا...... انوارات کی

زیارات کرا......اور اللہ کہے......لَنْ تَرَانِیْ......تجھ میں طاقت نہیں......تو میرے جلوے کو نہیں دیکھ سکتا......کلیم منت کرتا ہے......خدا انکار کرتا ہے...... یہاں کچھ اور کیفیت ہے......محمد ﷺ رات کو نیند کرتے ہیں......خدا رات عرش پر اپنے پاس بلاتے ہیں۔

محمد ﷺ سب سے بڑا حسین:

تمام انبیاء اور حضور ﷺ میں ایک خصوصیت ہے...... یہ خصائص ...... یہ کمالات......فضائل بدرجہ کمال حضور ﷺ میں موجود ہیں......اس لئے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا گیا......کہ دنیا کا کوئی حسن ایسا نہیں ......جو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ میں نہ رکھا ہو...... یہ سب کچھ رکھ کر پھر آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

عیسیٰ بغیر باپ کے آئے......لیکن جب محمد ﷺ اس دنیا میں آئے......تو آنے سے پہلے ابا ان کے بھی چلے گئے تھے ......باپ کی شفقت سے عیسیٰ بھی محروم رہے......اور باپ کی شفقت سے ہمارے نبی محمد بھی محروم رہے......حضرت عیسیٰ کی اماں سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت مریم پر الزام لگا صفائی پیش کی گئی...... ننھے بچہ نے صفائی پیش کی ......لیکن پیغمبر ﷺ کی طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ پر کائنات میں کوئی ماں کا لال ایسا پیدا نہیں ہوا ......جو آپ کی ماں پر الزام لگائے......حضرت عیسیٰ ننھا بچہ ماں کی گود میں بولے......!اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ......میں اللہ کا بندہ ہوں......اللہ نے مجھے کتاب عطاء کی ہے۔

دنیا میں آتے ہی سر سجدہ میں:

بولے محمد ﷺ......بھی ہیں...... پر وہاں...... اور...... یہاں فرق ہے ......وہ آئے پہلے...... بولے بعد میں ہیں ......ماں کی گود میں پہلے آئے ہیں......زبان سے گفتگو بعد میں کی ہے......میرے مصطفیٰ......ماں کی گود میں بعد میں آئے ہیں......سر سجدہ

میں پہلے رکھ دیا ہے......(۱) اور سر سجدہ میں رکھ کر کہا......اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ۔

اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں ......تجھ سے اپنی قوم کی ہدایت کی دعا مانگتا ہوں۔

پھر توجہ کیجئے ......حضرت عیسیٰ آنکھوں پر ہاتھ پھیر بینائی مل جائے گی ......! محبوب انہوں نے تو اس شخص کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جس کی بینائی تھی اور چلی گئی تھی۔

ہاتھوں کی وجہ سے بینائی کا واپس لوٹنا:

لیکن دوسری طرف احد میں ایک صحابی آئے ......تیر لگا......آنکھ نکل کر باہر آ گئی ......ہاتھ میں اٹھا کر آقا کے سامنے لے آئے ......شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں ......کہا اے اللہ کے محبوب ﷺ آنکھ نکل گئی ہے ......! میری ابھی شادی ہوئی ہے......نوجوان ہوں ...... بیوی بڑی حسین ہے......اس میں کوئی شک نہیں...... کہ اللہ جنت میں اس سے بہتر آنکھ عطا کریں گے......لیکن دنیا میں بھی تو میں نے رہنا ہے...... گھر والوں میں بھی تو وقت گزارنا ہے......کل کو دنیا مجھے طعنہ دے گی۔

حضور ﷺ نے وہ آنکھ اٹھائی......اسی جگہ پر رکھ کر رحمت للعلمین نے شفقت کا ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی......فرماتے ہیں نوے (۹۰) سال کی عمر تک میری دوسری آنکھ کی بینائی تو کمزور ہوئی ہے ...... جہاں پیغمبر ﷺ کا ہاتھ لگا......اس میں کوئی کمزوری نہیں ہوئی......محمد ﷺ تمام صفات کا حامل نبی ......تمام خوبیوں کا حامل نبی......تمام تعریفوں کا منبع نبی......تمام کمالات کا مرکز نبی......اس کا نام محمد ﷺ ہے۔

---

(۱) زرقانی ص ۲۱۱ ج ۱ بیروت

بیوی کی پاکدامنی کی گواہی:

ایک بات اور کہوں ......عیسیٰؑ کی اماں مریمؑ پر الزام لگا ......تو عیسیٰؑ کو صفائی دینی پڑی...... جب محمد کی بیوی عائشہؓ پر الزام لگا......تو خدا عرش سے اتر کر صفائی دینے کے لئے آیا...... کہ محبوب تو چپ رہ......اگر تو بولا تو لوگ کہیں گے......شوہر اپنی بیوی کے حق میں بولا کرتا ہے...... پیارے تو نہ بول ......اب میں خدا بولنا چاہتا ہوں ......تا کہ دنیا کو پتہ چلے جیسے محمد ﷺ عفیف اور پاکدامن ہے...... ایسے اس کی بیوی بھی عفیفہ اور پاکدامن ہے۔

محمد ﷺ تمام کمالات کا مالک...... بڑے بڑے لوگوں نے حضور ﷺ کے سامنے حضور ﷺ کی تعریف کی......حسان بن ثابت حضور ﷺ کے شعراء میں سے ایک عظیم شاعر ہیں...... اور یہ وہ شاعر ہے......حضور ﷺ کی محفل میں آقا ﷺ منبر پہ بیٹھتے اور یہ ساتھ کھڑا ہو جاتا......اور حضور ﷺ اس سے کہتے......صِفُ لِیُ یَا حَسَّا نُ...... اے حسان کھڑا ہو اور میری تعریف بیان کر۔

میرے لیے کوئی فخر کی بات نہیں آقا کی زبانی:

ایک بات اور بھی یاد رکھیں ......دنیا میں یا خدا ہے...... جو اپنی تعریف سننے کا حق دار ہے...... یا پھر مصطفیٰ ہے جو اپنی تعریف سننے کا حقدار ہے ......اللہ کہے...... اَلْکِبْرِیَآءُ رِدَآئِیُ...... کبریائی میری چادر ہے......میرا حق ہے...... کہ میں کہوں میری تعریف کرو......لیکن ایک محمد ﷺ ہیں...... کہ ان کے سامنے ان کی تعریف کی جائے...... اس لئے کہ اس پیغمبر ﷺ کو اللہ نے تکبر سے پاک رکھا ہے......میرے سامنے میری کوئی تعریف کرے ......آپ کی کوئی تعریف کرے...... آپ میں یقیناً کوئی ولولہ

پیدا ہوگا...... آپ خوش ہوں گے...... آپ سوچیں گے...... میں سوچوں گا...... کہ اس نے مجھے علامہ کہہ دیا...... فہامہ کہہ دیا...... فلاں فلاں القاب سے نواز دیا...... لیکن محمد ﷺ وہ ہیں...... جس کی جتنی تعریف کی جائے پھر بھی کہتے ہیں......! وَلَا فَخْرَ لِیْ...... میرے لئے کوئی فخر کی بات نہیں......(۱) میں یہ ساری باتیں سن کوئی فخر محسوس نہیں کرتا...... اس لئے کہ میں اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہوں...... ہر وقت میں اللہ کے جلال و جمال کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں...... حضرت حسان حضور ﷺ کے شاعر تھے...... اس نے دو شعر بڑے عجیب کہے۔

جہاں ذکر خدا وہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ:

قَالَ شُقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ...... محبوب ﷺ اللہ نے آپ کا نام اپنے نام سے چنا ہے...... جو رب کا نام ہے...... وہی تیرا نام ہے...... اللہ نے اپنے نام سے آپ کا انتخاب کیا ہے...... کیسے......؟ فرمایا...... فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ...... اللہ محمود ہے تو محمد ہے...... محمود کا معنیٰ ہے...... کہ جس کی تعریف کی جائے...... محمد ﷺ کا معنیٰ ہے...... کہ جس کی تعریف کی جائے...... اللہ کا نام بھی محمود ہے...... کہ اس کی تعریفیں ہوتی ہیں...... پیارے آپ کا نام بھی محمود ہے...... کہ آپ کی بھی تعریفیں ہوتی ہیں...... اور دوسرا جملہ بڑا عجیب کہا...... فَسَمَّی الْاِلٰهُ اِسْمَهٗ، بِاسْمِ النَّبِیِّ...... وَيَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ فِیْ خَمَلِ الشُّهُدِ

فرمایا اللہ نے محبوب ﷺ کا نام اپنے نام سے ایسا ملا دیا ہے...... کہ جہاں خدا کا تذکرہ ہوتا ہے...... وہیں مصطفیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے۔

---

(۱) ترمذی ص ۲۰۲ ج ۲ بیروت ص ۳۶۱۵، ابن ماجہ بیروت ص ۴۳۰۷، زاد المعاد بیروت ص ۳۶۳

اگر دلیل کے طور پر دیکھنا ہے......تو مؤذن کی شہادت کو سن لیا کرو......پانچ مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہتا ہے...... ساتھ ہی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے......لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہتے ہو......ساتھ ہی مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہو......اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ پڑھتے ہو......ساتھ ہی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھتے ہو۔

پیغمبر ﷺ کی ادا چاہنی پڑتی ہے ......اللہ تبارک وتعالی کی اگر مغفرت کے طلبگار ہو......پیغمبر ﷺ کی سفارش کے طلب گار بنو......اللہ کی خلقت بننا چاہتے ہو......تو محمد کی امت بن جاؤ......خدا اور رسول کا ایک ایسا تعلق ہے......کہ جو شخص اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے...... محبوب ﷺ کے قرب میں آئے ......محمد رسول اللہ سب کہیے (ﷺ)......آپ کو ایک بات یاد ہوگی...... یہ بات حسان والی کہہ دوں......درمیان میں رہ جائے گی......حضرت حسان نے حضور ﷺ کی شان میں دو اور شعر کہے اور بڑے عجیب کہے......وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنٖ......کہتا ہے بڑے حسین دیکھے......لیکن محبوب ﷺ آپ جیسا حسین آج تک میری آنکھ نے نہیں دیکھا......اس میں کوئی شک نہیں...... شاعر تھا سوچا کہ میری آنکھ نے نہیں دیکھا شاید کوئی مائی ایسی آئے جو ایسا لال جنم دیدے......فوراً کہا......وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ......کروڑوں عورتیں آسکتی ہیں......مگر آمنہ جیسی اماں نہیں آئیگی ......محمد ﷺ جیسا لال نہیں آئے گا ......لیکن کل کو جاہل کہیں گے......محمد ﷺ پیدا نہیں ہوا آیا ہے......کچھ لوگ کہتے ہیں ......جایا نہیں آیا ہے......ادھر میلاد النبی ﷺ......ادھر کہتے ہیں پیدا نہیں ہوا آیا ہے......جبرائیل کا بھی کسی نے میلاد کیا ہے...... ؟ولادت ہوتی اسی کی ہے......کہ جس کی پیدائش ہو......جس کا ابا ہو......جس کی اماں ہو......جس کی برادری ہو......جس کا حسب ونسب

ہو......جس کا قبیلہ ہو......جس کا خاندان ہو......جو ان چیزوں سے پاک ہو......اس کا کوئی میلاد نہیں مناتا......جبرائیل کا کوئی میلاد نہیں......میلاد محمد ﷺ کا ہے......اس لئے کہ یہ ابن عبداللہ ہے ......آمنہ کے لال ہیں......عبدالمطلب کے پوتے ہیں......ابوطالب کے بھتیجے ہیں......محمد بن عبداللہ ہیں......خلیل کی دعا ہیں......سید ولد آدم ہیں ......آدمؑ کی اولاد میں ہیں ...... اس لئے پیغمبر ﷺ کی ولادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

تمام عیبوں سے پاک ہستی:

جو آئے دنیا میں جس کی پیدائش ہو......جس کو جنم دیا جائے......جس کے اماں ابا ہوں ......اسی کے تذکرے ہوا کرتے ہیں ......پھر حسان نے ایک جملہ کہا......اُخلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ......محبوب اللہ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے......دنیا میں جتنا کوئی خوبصورت ہو......کوئی نہ کوئی عیب طبعی طور پر اس میں ہوتا ہی ہے...... بڑا حسین ہو...... بہت اچھی گفتار ہو...... بڑا اچھا کرادار ہو......لیکن آپ کہہ دیں گے...... بڑا بے وفا نکلا ہے......یعنی کوئی نہ کوئی کمزوری و خامی اس میں تلاش کر کے رہیں گے......ساری خوبیاں ہیں...... بڑا حسین ہے......لیکن کاش اس کی آنکھ ایسی ہوتی تو بڑا کمال تھا...... بڑا خوبصورت ہے......لیکن اس کے ہونٹ کالے ہیں...... سرخ ہوتے تو بڑے اچھے لگتے ...... بہت ہی خوبصورت ہے......قد چھوٹا ہے......قد دراز ہوتا......تو بڑا خوبصورت لگتا......اللہ چاہتے تھے...... میرے محبوب جب دنیا میں جائے گا......یقیناً پیغمبر اس آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھے گا......اور ہر حسین اپنے عیب کو شیشہ میں دیکھ کر سوچتا ہے...... میرے بال یوں ہوں......زلفیں ایسی ہوں......پیشانی ایسی ہو......آنکھیں ایسی ہوں......مجھ میں حسن و جمال ایسا ہو......جب

دیکھتا ہے......تو سوچتا ہے...... یہ کمزوری مجھ میں ہے...... یہ خامی مجھ میں ہے......محبوب آپ کو نہ سوچنا پڑے......اس لیے حسان کہتا ہے......خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ...... پیارے رب نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے...... كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ......جیسے محمد رب نے تیری روح بنانے کے بعد اس روح محمد کو اپنے سامنے رکھ کر کہا ہو......محمد تو بتا تا جا...... میں بناتا جاؤں ......جیسا تو کہے گا......ویسا تجھے وجود عطاء کروں گا...... تیری مرضی کے مطابق تجھے بنانا چاہتا ہوں......خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ......ہر عیب سے پاک کر دیا۔

یاروں کا بے عیب ہونا:

اب ایک سوال کا آپ مجھے جواب دیں......؟ مجھ سے کوئی آدمی یہ کہے...... کہ بھائی......! باتیں آپ نے ساری اچھی سنائی ہیں......لیکن مولانا جن لوگوں کیساتھ آپ کا یارانہ ہے ......جن کے پاس آپ کا آنا جانا ہے......جن کے ساتھ آپ کا اٹھنا بیٹھنا ہے......وہ لوگ بڑے بدمعاش ہیں......آپ ایمانداری سے بتائیں......کہ میرے کسی دوست کا اس نے عیب نکالا یا اور مجھے یہ طعنہ دیکر کہا......کہ تیری بدمعاشوں کے ساتھ یاری ہے ......اس نے میری خوبی بیان کی ہے...... یا عیب بنایا ہے......؟ محمد ﷺ تیرے سارے یاروں کو بے عیب بنایا ہے ......نہ صدیقؓ میں عیب ہے......نہ فاروقؓ میں عیب ہے......نہ عثمانؓ میں عیب ہے......نہ حیدرؓ میں عیب ہے......نہ طلحہؓ وزبیرؓ میں عیب ہے۔

تو محمد ﷺ تعریفوں والا ہے ......اگر وہاں عیب تو تیری تعریف کیسے ہوگی......؟ مجھے کوئی کہے......آپ نے بڑی اچھی باتیں کیں......لیکن کسی نے بتایا......کہ جو تیری بیوی ہے......وہ نمازیں نہیں پڑھتی ......میں آپ کو تو نہیں کہتا......آپ تو بہت

نیک لوگ ہیں...... میں اپنے متعلق کہتا ہوں...... مجھے کوئی آ کر یہ کہے کہ تیری بیوی نماز نہیں پڑھتی...... آپ بتائیں کہ یہ اس نے میری خوبی بیان کی ہے یا عیب......؟ (عیب) میری بیوی کے بے نمازی ہونے کا تذکرہ ہو یہ تو عیب ہے...... محمد ﷺ کی عائشہ کو (معاذ اللہ) باندری لکھا جائے نبی کا عیب نہیں نظر آتا......؟

نگاہ نبوت سے انقلاب:

مسلمانو......! سوچنے کی بات ہے...... پھر بھی کوئی شخص یہ کہے...... کہ اس نے حضور ﷺ کی تو توہین نہیں کی ہے...... وہ نبی کا تو نام لیتا ہے...... کلمہ پڑھتا ہے...... پیغمبر ﷺ کی بیوی کی توہین کرنے والا نبوت کی توہین کر رہا ہے...... حسان نے کہہ دیا تھا...... خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ...... اللہ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے...... جیسے پیغمبر ﷺ تجھ میں کوئی عیب نہیں...... تیری بیوی میں بھی کوئی عیب نہیں ہے...... كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ...... جیسے آپ چاہتے تھے...... رب نے ویسے بنایا...... آپ کیا چاہتے تھے......؟ اب اس کا کوئی اظہار نہیں کر سکتا...... کہ آپ کیا چاہتے تھے......؟ ایک عاشقانہ تصور ہے...... ایک عاشقانہ انداز ہے...... کہ شاید آپ چاہتے ہوں...... اللہ نظر وہ دے جو ابوبکر پر اٹھے...... تو صدیق بن جائے...... عمر پر اٹھے...... تو فاروق بن جائے...... عثمان پر اٹھے...... تو ذی النورین بن جائے...... علی پہ اٹھے...... تو حیدر کرار بن جائے...... زبان وہ ہو...... جو اس سے نکلے وہ کلام اللہ بن جائے...... جو کلمہ نکلے وہ کلام رسول اللہ نکلے۔

لعاب نبوت سے انقلاب:

لعاب دہن کو صدیق کی ایڑھی پر لگاؤں...... تو تریاق کا کام دے...... علی کی

آنکھ پر لگاؤں تو شفا کا کام دے......کھارے کنویں میں ڈالوں تو میٹھا بن جائے......تین آدمیوں کی روٹی میں ڈالوں......تو تین سو کو کفایت کر جائے۔

کماتشاء......اگر میری مرضی کے مطابق بنانا ہے......تو ہاتھ وہ دے......کہ جمع کروں ......تو آسمان پہ بادل جمع ہو جائیں......چہرے پر پھیرنے نہ پاؤں تو بارش برسنا شروع ہو جائے۔

انگلی پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

انگلی سے اشارہ کروں......تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے......اللہ اگر مرضی کے مطابق بنانا ہے......تو قدم وہ دے......اگر مکہ کی دھرتی پر رکھوں......تو مکرمہ بن جائے......مدینہ میں قدم رکھوں تو منورہ بن جائے......بیت المقدس میں قدم رکھوں......تو امام الانبیاء بن جاؤں۔

قدم پیغمبر ﷺ کی وجہ سے عرش نازاں:

تیرے عرش پہ قدم رکھوں......تو محمد ﷺ کی آمد پہ عرش ناز کرتا ہے......
کَمَاتَشَآءُ......جیسا آپ چاہتے تھے......اللہ نے آپ کو ویسا بنایا......اور یشاء کا معنی ہے......رب جیسے چاہتے تھے......کہ میرا محبوب ایسا ہو ویسا بنایا ہے......اس میں اور لذت ہے......کیا مطلب......؟ میں چاہوں میرا یارا اتنا حسین ہو ضروری نہیں......کہ ویسا ہو......اور جو رب چاہے وہ ہو سکتا ہے کہ نہیں......؟ (بے شک ہو سکتا ہے)

پھر یہ بھی ایک بات ذہن میں رکھیں......کہ حسانؓ نے یہ شعر حضور ﷺ کے سامنے کہے......حضور ﷺ نے یوں نہیں کہا......کہ حسان کیوں کہہ رہا ہے......تو میری توہین کر رہا ہے......کہ اللہ پر الزام لگا رہا ہے......حضور ﷺ سن کر کہتے ہیں......!

اَیَّدَکَ اللّٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

حسانؓ جبرائیلؑ کے واسطہ سے اللہ تیری تائید کرے......اللہ تیری تائید کرائے......

تو بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے......معلوم ایسے ہی ہوتا ہے......کہ اللہ نے اسی طریقہ سے

پیدا کیا......کہ روح محمد ﷺ کو سامنے رکھ کر اس سے پوچھا ہوگا......یا وہ دوسرا طریقہ کہ

کماشاء......رب جیسا چاہتے تھے ویسا بنایا......کیسا چاہتے تھے......؟ رب چاہتے تھے۔

محمد ﷺ تیری پیشانی بناتے وقت......قَمَر کہوں

رب چاہتے تھے تیری زلفیں بنا کر......وَاللَّیْلِ کہوں

رب چاہتے تھے تیرے ہونٹ بنا کر......شَفَتَیْن کہوں

رب چاہتے تھے تیرا چہرہ بنا کر......وَالضُّحٰی کہوں

رب چاہتے تھے تیرا سینہ بنا کر......اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کہوں

رب چاہتے تھے تجھے کپڑے پہنا کر......ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ کہوں

رب چاہتے تھے تیرا ماحول بنا کر......وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کہوں

رب چاہتے تھے تیرے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھ کر......مَا کَانَ

مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کہوں

محمد ﷺ کا نام کائنات کی ہر چیز میں موجود:

ایک ہندو نے حضور ﷺ کی شان میں ایک بات کہی ہے......میں نے تفسیر کے

بارے اگلے جمعہ کا کہا تھا......یاد ہے......؟ اس ہندو کا نام میں نے کبیر داس ہندو

بتایا تھا......اس ہندو نے ایک بات لکھی ہے......کہ حضور اکرم ﷺ مقصود کائنات ہیں

......وہ لکھتا ہے......کہ حضور ﷺ کا نام محمد کائنات کی ہر چیز میں موجود ہے سورج وہاں

ہے......روشنی یہاں ہے......محمد ﷺ روزے میں ہے......اس کا نام کائنات کی ہر چیز میں

موجود ہے...... کیسے......؟اس کی ذرا وضاحت سمجھئے......!وہ کہتا ہے دنیا میں کسی کا نام لکھیں۔

عبداللہ لکھ لیں......عبدالرحمٰن لکھ لیں......عبدالرحیم لکھ لیں......عبدالکریم لکھ لیں......کسی کا نام بھی لکھ لیں......کوئی نام لکھ لیں......اس نام کے عدد جمع کریں...... یہ عدد کیا چیز ہوتی ہے...... یہ پیروں سے کبھی آپ کا واسطہ پڑا ہو تو وہ عدد لکھ کر دیتے ہیں......ان سے پوچھو گے......تو وہ کہیں گے...... کہ علم الاعداد ایک فن ہے......اس علم الاعداد کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کا نام محمد لکھو......!اس محمد کے بانوے (۹۲) عدد ہیں...... یہ حضور ﷺ کے نام کے عدد ہیں......توجہ کرنا......!حضور ﷺ کے نام کے عدد ۹۲ ہیں...... کیسے کہ میم کے عدد چالیس ہیں......اور حضور ﷺ کا نام میں دو میم ہیں...... کتنے ہیں (دو میم)تو کل کتنے عدد ہوئے ؟(اسی ۸۰)اور دال کے عدد ہیں چار......اسی اور چار کتنے ہوئے......؟(چوراسی ۔۸۴) محمد ﷺ میں حاء ہے اس کے عدد آٹھ ہیں......تو کل کتنے ہوئے......؟(بانوے ۔۹۲) یہ بانوے عدد حضور ﷺ کے نام کے ہیں......وہ کہتا ہے ......کہ کوئی نام لکھ کر اس کو پہلے چار سے ضرب دو جب چار سے ضرب دو گے ......تو جو جواب آئیگا اس جواب میں دو جمع کر دو پھر اس کو پانچ سے ضرب دو......اب جو جواب آئے اس کو بیس (۲۰) پر تقسیم کر دو...... جو باقی بچے اس کو نو (۹) سے ضرب دے کر دو کو جمع کرو گے......تو حضور ﷺ کا نام محمد بن جائے گا......آپ کو ابھی یہ بات سمجھ نہیں آئی تھوڑی سی اور وضاحت کرتا ہوں......دنیا میں آپ کسی چیز کا نام لکھیں۔

مسجد لکھیں......مدرسہ لکھیں ......ابوبکرؓ لکھیں......عمر لکھیں...... عثمانؓ لکھیں......علی لکھیں......طلحہؓ لکھیں......شبیر لکھیں......حیدر لکھیں......درخت لکھیں......آسمان لکھیں......زمین لکھیں......عرش لکھیں......کرسی لکھیں......خود اللہ لکھیں......اللہ کا نام

لکھیں......کوئی نام لکھیں ......لکھ کر آپ اس کے عدد جمع کریں...... مثلاً ایک آسان سا نام بتاتا ہوں......آم کھانے کی چیز ہے......آم میں کتنے حرف ہیں......؟ (دو حرف ہیں)

الف کا ایک (۱) عدد ہے......اور حرف میم کے چالیس عدد ہیں...... چالیس اور ایک اکتالیس (۴۱)

یہ اس آم کے عدد ہو گئے ......اب آپ اکتالیس لکھ کر پہلے اس کو چار سے ضرب دیں......تو کل ایک سو چونسٹھ (۱۶۴) ہوئے ......اس میں آپ دو جمع کر دیں...... تو کتنے ہو گئے (۱۶۶) اس ۱۶۶ کو پانچ سے ضرب دیں......تو کل آٹھ سو تیس (۸۳۰) بن جائیں گے...... اب اس ۸۳۰ کو ۲۰ پر تقسیم کریں ......تو اکتالیس جواب آئے گا......اور دس باقی بچے گا......اس دس کو نو سے ضرب دو تو کل کتنے بن جائیں گے...... ؟ نوے (۹۰) پھر دو جمع کر دو......حضور ﷺ کے نام کا عدد نکل آئے گا۔

دنیا میں کوئی نام لکھو......ندیم لکھ لو......طلحہ لکھ لو......زبیر لکھ لو......نوید لکھ لو......اسلم لکھ لو......اکرم لکھ لو......کوئی بھی نام لکھ لو......اس نام میں یہ عدد اس ترتیب سے بنائیں...... تو نتیجہ میں کیا آئے گا......؟ (محمد ﷺ)۔

مقصود کائنات:

حضور ﷺ کا نام محمد ہے...... وہ محمد ﷺ مقصود کائنات ہیں......اگر انہوں نے نہ آنا ہوتا......دنیا کی کوئی چیز نہ بنتی......یہ سارا نظام اس لئے ہے......کہ ہر نام میں محمد ﷺ موجود ہے ......اب ذرا تھوڑی سی وضاحت اور کرتا ہوں ......یہ تو ہندو کا فارمولا تھا......میں نے اس پر ایک حاشیہ چڑھایا ہے ......وہ بھی سن لیں ......بھائی چار سے کیوں ضرب دیں......؟ کسی اور عدد سے کیوں نہیں ضرب دیتے......

چار سے دیتے...... آٹھ سے دے دیتے...... بیس سے دے دیتے...... چھ سے دے دیتے؟
پہلی ضرب اس لئے دیتے ہیں...... کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے...... کہ خلافت راشدہ حق چار یارؓ ہیں...... تو پیغمبر ﷺ کے چار یار ایسے ہیں...... جس کو پیغمبر ﷺ نے کہا تھا...... عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ(۱)
جیسے میرا طریقہ تم پر فرض ہے...... ان کی اتباع بھی تمہارے ذمہ ہے...... ان کے طریقے پر چلنا بھی تم پر فرض ہے...... تو اس لئے چار سے ضرب دیں گے...... کہ ضرب کے معنی دگنا چگنا کرنا ہوتا ہے...... ایک پیغمبر ﷺ کی اتباع ہے پھر ہم نے اس کو چار سے اس لئے ضرب دیا ہے...... تاکہ ان چاروں یاروں کی اتباع آ جائے...... بات سمجھ آئی ہے...... (جی) اس میں کتنے جمع کریں گے...... ؟ (دو) دو جمع کریں گے...... کیوں کریں گے...... ؟ (دو) جمع اس لئے کریں گے...... کہ خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ چار یاروں پر ہے...... لیکن جو صحابہؓ ترتیب کے ساتھ خلیفہ بنے تھے وہ چھ تھے...... ان میں جو دو باقی بچے...... وہ حضرت حسن اور حضرت معاویہؓ تھے...... تو ہم ان دو کو جدا نہیں کرتے...... ان کو ساتھ جمع کریں گے...... پھر آپ اس کو پانچ سے ضرب دیں گے...... کیوں...... اس لئے کہ ہم پہ الزام ہے...... کہ یہ پانچ کو نہیں مانتے...... ہم نے کہا...... ہم جیسے چار سے ضرب دے کے چار یاروں کے قائل ہیں...... ایسے پانچ سے ضرب دے...... کے پنج تن کے بھی قائل ہیں۔

پنجتن پاک:

پھر ایک اہل بیت رسالت کے پنج تن ہیں...... ایک ہے...... کہ جن کو قرآن نے پنج تن کہا ہے۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵، مشکوۃ ص ۳۰ ج ۱

تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ...... حضور ﷺ ہیں ...... وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ...... ابوبکرؓ ہیں ...... اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ...... عمرؓ ہیں ...... رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ...... عثمانؓ ہیں ...... تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ...... حیدر کرارؓ ہیں۔

یہ قرآن کے پنج تن پاک ہیں ...... ان پر ایمان ہے کہ نہیں ......؟ (ہے) ...... چار پر بھی ایمان ...... پانچ پر بھی ......؟ (ایمان) ...... اب آپ اس کو بیس پر تقسیم کریں ...... آپ نے جب اس کو بیس پر تقسیم کیا کیوں کیا ......؟ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا ...... میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی ......(۱) اقتدار صحابیت بچاس سال رہا ہے ...... خلافت کا زمانہ تیس سال رہا ہے ...... اور اقتدار صحابیت حسنؓ و معاویہؓ سمیت یہ پچاس سال رہا ...... تو یہ تیس نکال کے باقی کتنے بچیں گے ......؟ (بیس) ...... تو بیس پر تقسیم کریں گے ...... تاکہ اس بیس سے تعلق برقرار رہے ...... ان تیس سے ان کو علیحدہ کر دینا ہے ...... اس لئے ہم نے بیس پر اس کو تقسیم کیا ...... تو تقسیم کے بعد باقی کتنے بچے ......؟ دس

عشرہ مبشرہ:

یہ دس کیا چیز ہیں ...... یہ وہ دس ہیں جن کو نام لے کر پیغمبر نے دنیا میں جنت کا ٹکٹ دیا تھا ابوبکرؓ فی الجنۃ ...... عمرؓ فی الجنۃ ...... عثمانؓ فی الجنۃ ...... علیؓ فی الجنۃ ...... طلحہؓ فی الجنۃ ...... سعدؓ فی الجنۃ ...... سعیدؓ فی الجنۃ ...... ابوعبیدہ بن الجراحؓ فی الجنۃ ...... عبدالرحمن بن عوفؓ ...... فی الجنۃ ...... زبیرؓ ...... فی الجنۃ (۲)

---

(۱) عن سفیان قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم تکون ملکا ثم یقول سفینۃ امسك خلافۃ ابی بکر سنتین وخلافۃ عمر عشرۃ وعثمان اثنی عشرۃ وعلی ستۃ (مشکوۃ ص ۶۳ ج ۲، ترمذی

(۲) کنز العمال ص ۸، ۱۳۱۰ عن سعید بن زیدؓ، مشکوۃ ص ۵۶۶ ج ۲ عن عبد الرحمنؓ

ایک ایک کا نام لے کر پیغمبرﷺ نے جنت کا ٹکٹ دیا تھا......اس لئے ان دس سے جدائی نہیں ہو سکتی ......ارے کہیں بھی صحابہؓ کی تعداد کو لے جاؤ...... یہ دس وہ ہیں......کہ جن کو نبیﷺ نے دنیا میں جنت کا ٹکٹ دیا تھا......ان کو نو سے ضرب دیں گے...... پہلا سوال یہ ہے...... کہ نو سے ضرب کیوں دیں گے......؟بات تو وہی آئے گی......ایک تو اس لئے کہ ہم نے چار کو بھی مانا...... پانچ کو بھی مانا......چار اور پانچ کتنے ہو گئے......؟(نو)

دوسری بات یہ ہے...... کہ نو کی تاریخ حضورﷺ کی ولادت کی ہے۔

علماء کے پیغمبرﷺ کی میلاد کے متعلق تین قول ہیں......ایک قول یہ ہے...... کہ آپ آٹھ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تحقیقی قول یہ ہے...... کہ نو(۹) ربیع الاول کو پیدا ہوئے...... مشہور قول ہے...... کہ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے......تو نو(۹) کے عدد کی ایک اہمیت ہے...... کیسے......؟ کہ یہ(۹) کا جو عدد ہے...... یہ دنیا میں سب سے بڑا ہے

......آپ

عدد لکھیں......ایک......دو......تین......چار......پانچ......چھ......سات......آٹھ......نو......تو سب سے آخری عدد نو ہے...... یہ آخری میں نے کیوں کہا......؟

جب آپ دس لکھیں گے......تو ایک لوٹے گا......گیارہ لکھیں گے......تو ایک ایک آئے گا......بارہ لکھیں گے......تو ایک اور دو آئیں گے ...... تیرہ لکھیں گے...... تو ایک اور تین آئیں گے...... چودہ لکھیں گے......تو ایک اور چار آئیں گے...... ہزاروں تک عدد لے جاؤ تو عدد رہیں گے...... نو کے اندر باہر نہیں نکلیں گے ......تو سب سے آخری عدد کون سا ہوا......؟(نو)

پھر ہزار عددوں میں بھی آخری عدد نو ہے...... اور سیارے جو نظام کائنات کو

چلا رہے ہیں...... ان کی تعداد بھی نو ہے......اور ان میں سب سے بڑا شمس ہے......
اور اس کے اعداد بھی علم الاعداد کے ماہرین کے نزدیک نو ہیں ...... پھر آپ دیکھیں
......کہ نو کا عدد اتنا عظیم ہے...... کہ نو کا عدد تقسیم نہیں ہوتا......ٹوٹتا نہیں کیسے......؟ ون اکم
نو رہے گا......نو دونی اٹھارہ......آٹھ اور ایک کتنے بنے......؟ (نو) نو تہائی ستائیس......
سات اور دو کتنے بنیں گے......؟ (نو) چار سے ضرب دیں تو چھتیس بنیں گے...... چھ
اور تین کتنے ہوئے...... ؟ (نو) چھ کے ساتھ چون پانچ اور چار کتنے ہوئے......
؟ (نو) سات کے ساتھ تریسٹھ ......تین اور چھ کتنے بنیں گے...... ؟ (نو) یہ نو کا عدد
ایسا ہے لاکھوں ضرب دیدو نو کیساتھ تو نو ہی رہے گا......تو تقسیم نہیں ہوگا......حضور ﷺ
امت کو جوڑنے آئے تھے......توڑنے نہیں آئے تھے......پھر غور کریں...... کہ نو کا عدد
ایک ایسا عدد ہے...... کہ حضور ﷺ کی عمر میں بھی نو کا عدد ہے۔

پیغمبر کے دو ساتھی:

حضور ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی......؟ (تریسٹھ سال) تو تریسٹھ میں چھ اور تین
نو ہوئے ......حضرت ابوبکر کی عمر کتنی تھی...... ؟ (تریسٹھ سال) وہی عدد ہے......
سیدنا عمر کی عمر کتنی تھی ......؟ (تریسٹھ سال) یہاں بھی وہی نو کا عدد ہے ......حضرت
عثمانؓ کی عمر کتنی تھی......؟ (اکیاسی سال کچھ ماہ) تو مکمل سال کتنے گزرے......؟ (اکیاسی
) آٹھ اور ایک عدد نو بنا......حضرت علیؓ کی عمر کتنی تھی......؟ (تریسٹھ سال) تو تریسٹھ میں
بھی نو کا عدد ہے......نو کا عدد اتنا عظیم ہے...... جو نبوت میں بھی چلتا ہے......خلافت میں
بھی چلتا ہے......اس لئے اس دس کو نو سے ضرب دیں گے......تو کل کتنے ہوئے......
؟ (نوے) اس میں دو جمع کریں گے......وہ اس لیے جمع کریں گے...... کہ پیغمبر ﷺ
روضے میں اکیلے نہیں دو اور بھی ہیں ......صدیق بھی ہے......فاروق بھی ہے......اس

لئے دو جمع کر دو...... تو حضور ﷺ کے نام کا عدد بانوے نکل جاتا ہے...... یہ محبوب ﷺ کے نام کی خصوصیت ہے ...... محمد ﷺ ...... اچھا یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کس مہینہ میں آئے تھے......؟ (ربیع الاول) اس مہینہ میں حضور ﷺ آئے۔

آمد حضور ﷺ کی وجہ سے عظمتیں:

ربیع الاول کا نام پہلے ربیع الاول نہیں تھا...... محمد ﷺ کی آمد کی برکت سے ربیع الاول بنا ہے ...... اگر ربیع الاول بہار پہلے ہو...... نبی ﷺ بعد میں آئے...... تو پھر تعریف بہار کی ہوگی...... حالانکہ محمد ﷺ کا معنی ہے تعریفوں والا...... تو معنی یہ بنا کہ محمد ﷺ آئے تو ان کے آنے سے پہلی بہار آئی ...... اس لئے تعریف مہینہ کی نہیں ہوگی ...... محمد ﷺ کی ہوگی...... حضور ﷺ کس دن پیدا ہوئے تھے......؟ (سوموار کے دن) بھائی جمعہ کا دن افضل ہے...... بچہ جمعہ کے دن پیدا ہو لوگ خوش ہوتے ہیں......؟ لیکن آپ اس لئے نہیں آئے...... کہ جمعہ کے دن آتے تو لوگ کہتے جمعہ کو فضیلت ہے...... جمعہ کی فضیلت کی وجہ سے نبی کی عظمت ہے...... ہفتہ کے دن آتے تو لوگ کہتے ہفتہ یہودیوں کی عبادت کا دن ہے...... اسلئے نبی کو فضیلت ملی ہے...... اتوار عیسائیوں کی عبادت کا دن ہے...... اس کی فضیلت کی وجہ سے پیغمبر ﷺ کو عزت ملی ہے فرمایا نہیں...... نہیں ہم اس دن بھیجیں گے...... جو کسی قوم کی عبادت کا دن نہ ہو...... تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ دنوں کی وجہ سے نبی کو عزت نہیں محمد ﷺ کے قدموں کی وجہ سے دنوں کو عزت ملی ہے محمد ﷺ تعریفوں والا...... بھائی جب حضور ﷺ آئے وقت کونسا تھا......؟ (صبح صادق)

دیکھیں صبح کا معنی روشنی ہوتا ہے...... اور صادق کا معنی سچی کہ سچی روشنی ...... صداقت والی روشنی...... رات کو ایک آدمی بلب یا گیس یا ٹیوب لائٹ جلا دے...... لوگ کہتے ہیں...... دیکھو جی دن ہے...... ہوتی وہ جھوٹی روشنی ہے...... دن تو نہیں

ہوتا......دن جیسا سماں تو ہے دن نہیں ......کہا محمد ﷺ صبح صادق کے وقت آئے ...... یہی روشنی لے آئے ......جس کے بعد کائنات میں قیامت کوئی اندھیرا نہیں آسکتا......اس کی نبوت کی روشنی ہوگی ......میں ایک جگہ تقریر کررہا تھا......میں نے پوچھا......کہ حضور ﷺ کی پیدائش کا وقت کونسا تھا......اور میری تقریر سرائیکی زبان میں تھی......صبح صادق کے متعلق سرائیکی کا لفظ استعمال کیا......تو آپ بتائیں سرائیکی زبان میں صبح صادق کو کیا کہتے ہیں...... ؟(وڈھاویلا)وڈھا بڑے کو کہتے ہیں اور ویلا وقت کو کہتے ہیں ......یعنی بڑا وقت یا ظہر کا وقت ...... یہ عصر کا وقت ...... یہ مغرب کا وقت عشاء کا وقت رات کا وقت ہر وقت وقت ہے......لیکن جس وقت نبی آئے...... وہ سب سے بڑا وقت ہے...... صبح صادق کہ ایسا بڑا وقت کہ اس سے بڑا وقت کائنات میں کوئی نہیں ......تو حضور ﷺ کی آمد کا وقت بھی حسین تھا......اللہ آپ کو مجھ کو حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ولادت وبچپن رسول ﷺ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه مِنْ بَیْنِ الْاَنَام بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمْ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمْ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی...... وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی...... صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم واجب الاحترام بزرگو......دوستواور بھائیو!......!

ماہ ربیع الاوّل شریف کا آج دوسرا جمعۃ المبارک ہے!......اورربیع الاول کی آٹھ تاریخ ہے!......اس مہینہ میں رحمت کائنات ﷺ کی تشریف آوری ہوئی...... اوراسی مناسبت کے حوالہ سے پچھلے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں، میں نے رحمت کائنات ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دور جاہلیت کے حالات آپ کے سامنے بیان کیے تھے......اوراہم بات یہ کی تھی...... کہ جب جہالت کا اندھیرا چھا جائے......تو ہر آدمی طلوع فجر کی انتظار کرتا ہے...... اوروہ طلوع فجر رحمت کائنات امام الانبیاء ﷺ کی صورت میں دنیا میں رونق افروز ہوئی...... آج کے خطبہ جمعہ میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت اورآپ کے بچپن کے ابتدائی حالات کے سلسلے میں کچھ اہم باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

انتخاب لاجواب:

قابل قدر دوستو......! حدیث پاک میں آتا ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... میرے رب نے جب مجھے بھیجنے کا فیصلہ فرمایا...... ایک تو یہ ہے...... کہ میرے اسلاف وانساب دونوں پاکیزہ پیدا فرمائے...... اسلاف سلف سے ہے...... جس کے معانی یہ ہیں...... کہ جن جن کے پشتوں میں اللہ نے مجھے رکھنا چاہا...... وہ عبداللہ سے لیکر حضرت آدم تک ......اور جس جس ارحام میں اللہ نے مجھے رکھنا چاہا......وہ سیدہ آمنہؓ سے لیکر جناب حوا تک...... اللہ نے دونوں رشتے اتنا محترم و پاکیزہ بنائے...... کہ میرے ابا عبداللہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک کسی جگہ پر بھی غلط کاری کا کوئی شبہ نہیں...... اور میری اماں آمنہ سے لیکر جناب سیدہ حوا تک کسی جگہ پر کسی قسم کی کوئی غلط کاری کا شبہ نہیں...... اللہ نے مجھے اتنا پاکیزہ بنایا ہے۔(۱)

رحمت کائنات کی بعثت کا فیصلہ:

دوسری روایت میں رحمت کائنات ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا...... کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب میرے بھیجنے کا فیصلہ فرمایا...... تو اللہ نے پوری کائنات میں سے میرے انتخاب کے لیے حضرت انسان کو چنا...... اس لیے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے...... مسجود الملائک ہے...... اللہ کے ہاں تین قسم کی مخلوقیں بڑی برگزیدہ و پاکیزہ ہیں...... اور ذی شعور ہیں...... انسان جن اور فرشتے...... ان میں انسانوں کو اللہ نے سب پر فضیلت دی ہے...... تو محبوب نے فرمایا...... کہ افضل مخلوق کے لیے بھی اللہ نے مجھے چنا...... پھر انسانوں میں سے نسب جس کا سب سے افضل تھا۔

---

(۱) ترمذی ص ۶۷۹ ج ۲

انبیاء علیہم السلام کے قبائل میں جو قبیلہ سب سے افضل تھا...... پھر جو جماعت سب سے افضل تھی...... پھر جو برادری سب سے افضل تھی...... پھر جو شہریت سب سے افضل تھی...... اللہ نے میرا انتخاب ان قبیلوں میں کیا۔

محبوب کے لیے انتخاب کی حکمت:

چنااس لیے کہ جب محبوب کو بھیجا تو انسانوں کا انتخاب کیا...... انسانوں میں اللہ نے انبیاء علیہم السلام کا انتخاب کیا...... انبیاء میں جناب خلیل کا انتخاب کیا...... خلیل کے دو بیٹوں میں سے اسماعیل کا انتخاب کیا...... اسماعیل کے کئی قبیلوں میں بنو کنانہ کا انتخاب کیا...... بنو کنانہ کے خاندانوں میں بنو قریش کا انتخاب کیا...... قریشیوں میں بنو ہاشم کا انتخاب کیا...... ہاشمیوں میں عبدالمطلب کا انتخاب کیا...... عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے عبداللہ کا انتخاب کیا...... اور عبداللہ کے گھر محمد رسول اللہ کا انتخاب کیا......(۱) پھر ایک اور روایت میں آتا ہے...... حضور نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے جب مجھے بھیجنے کا فیصلہ فرمایا...... تو زمین کے لحاظ سے جو سب سے بہتر خطہ تھا اس کا انتخاب فرمایا(۲)...... کیا مطلب؟ یوں تو ساری روئے زمین باعظمت ہے...... لیکن سات زمینوں میں سب سے افضل زمین وہ ہے...... جس پر کعبۃ اللہ بھی موجود ہے...... اور قبلہ اول بیت المقدس بھی موجود ہے...... اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور انسانوں کا سلسلہ گویا اس زمین پر بھیجنے کا فیصلہ کیا...... اس لیے سب سے بہتر اس خطہ کا انتخاب کیا...... پھر زمین کے دو حصے عرب وعجم میں سے عجم کا معنی گونگی قوم اور عرب کا معنی بولنے والے...... اللہ نے میرا انتخاب ان میں کیا جو صاحب زبان بولنے والے لوگ تھے...... پھر عربیوں کے کئی قبیلے تھے...... ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے

---

(۱) ترمذی ص۶۷۸ ج۲، مسلم ص۵۱۱ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۱۱ ج۲ (۲) ترمذی میں اس سے ملتے جلتے الفاظ ملتے ہیں ص۶۷۸ ج۲

جب میرے بھیجنے کا فیصلہ فرمایا...... تو عرب میں سے مکہ کی دھرتی کا انتخاب کیا...... جس مکہ کی زمین کو واد غیر ذی زرع بھی کہا گیا...... اس کا نام ام القریٰ بھی رکھا گیا...... اس کو قرآن نے بکہ اور مکہ کے ناموں سے بھی یاد کیا...... جو مکۃ المکرمہ کے عام محلوں اور قبیلوں اور بستیوں سے ہٹ کر کعبۃ اللہ کے بالکل قریب شعب ابی طالب کی گھاٹی کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے...... آج تک وہ مقام موجود ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے...... هٰذِهٖ مَوْلَدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ...... یعنی یہ رحمت کائنات کی ولادت کی جگہ ہے۔

فرمایا اللہ نے میرا اس جگہ کا انتخاب کیا...... گویا اللہ نے مجھے قبیلوں میں بھی بہتر جگہ عطا کی...... اور اس طریقہ سے اللہ نے جب مجھے بھیجا...... تو زمین کے خطوں میں سے سب سے بہتر جگہ کا انتخاب کیا...... اس لیے کہ جب بہتر میں اعلیٰ ہوتا ہے...... اس کے لیے ہر بہتری کو منتخب کیا جاتا ہے۔

محبوب کے ذکر خیر کے لیے جگہ کا انتخاب:

یہی وجہ ہے...... علماء نے لکھا ہے...... کہ محبوب کے ذکر خیر کے لیے حسین جگہ کا انتخاب کیا کرو...... حسین محفل کا انتخاب کیا کرو...... بازاروں میں پیغمبر کا تذکرہ کرنا گلیوں میں تذکرہ کرنا چوراہوں میں تذکرہ کرنا یہ بازار اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا ......(۱) اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند جگہ ہے...... اور مسجد اللہ کے ہاں اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ......(۲) سب سے محبوب ترین جگہ اللہ کا گھر مسجد ہے...... اور ذکر حبیب کے لیے جگہ بھی محبوب چاہیے...... یہی وجہ ہے...... کہ صحابہ کرامؓ جب پیغمبر کا ذکر خیر کرتے تھے وہ بھی مسجد میں سب سے زیادہ بہتر تذکرہ ہوتا تھا...... اور امت کا معمول یہ ہے...... کہ جب محبوب کی سیرت کا تذکرہ کیا جاتا ہے...... تو مسلمانوں کو مسجد میں بٹھا کر ذکر حبیب کیا۔

---

(۱) صحیح المسلم مشکوٰۃ ص۶۸ (۲) صحیح المسلم مشکوٰۃ ص۶۸

جاتا ہے...... یہ گلی کوچوں میں نبوت کا تذکرہ جہاں آلودگی...... گندگی...... افونت...... بدبو اور شہر کی بدترین جگہ ہو ذکر حبیب کے لیے وہ جگہ نہیں ہے...... ذکر محبوب کے لیے جگہ بھی محبوب ہونی چاہیے...... بلکہ اللہ نے جب اپنے محبوب کو بھیجنے کا فیصلہ فرمایا...... تو عظمتیں ساری تھیں۔

اسلام میں فرائض:

حدیث پاک میں آتا ہے...... یہ ایک مسئلہ کی بات ہے یاد رکھیں...... کہ اسلام میں ایک سو آٹھ چیزیں فرض ہیں...... کہ ہر مسلمان پر ان کا جاننا فرض ہے...... جن میں سے چند سب جانتے ہیں...... کلمہ ہے...... نماز ہے...... روزہ ہے...... حج ہے...... زکوٰۃ ہے...... یہ چار پانچ یاد ہیں...... کلمہ فرض ہے...... کلمہ پڑھنے میں پانچ فرض ہیں...... جب تک وہ ادا نہ ہوں کلمہ قبول نہیں ہوتا۔

نماز کی ادائیگی کے فرائض:

نماز فرض ہے...... نماز کے ادا کرنے کے لیے تیرہ یا چودہ فرض ہیں...... جب تک ان کو ادا نہ کیا جائے نماز ادا ہی نہیں ہوتی...... ہر فرض کی ادائیگی میں پھر ایک سو آٹھ فرائض ہیں...... ان ایک سو آٹھ فرضوں میں سے ایک اہم فرض یہ ہے...... کہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف مسلمان پر پڑھنا فرض ہے...... اور ہر مرتبہ جب ذکر حبیب آئے ...... تو اس محفل میں ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے...... اور ہر مرتبہ اللہ کے نبی پر درود کے جملہ کہنا یہ سنت اور مستحب کے درجہ میں ہے۔

رحمت کائنات کا نسب نامہ:

ان فرائض اسلام میں سے ایک اہم فرض جو آپ دل پر لکھ کر جائیں...... اللہ کے نبی کا نسب چار پشتوں تک یاد کرنا ہر مسلمان مرد عورت بچے بڑے بوڑھے چھوٹے جوان

کایاد کرنا فرض ہے......(۱) ہمارے نبی کون ہیں؟......(محمد ﷺ) محمد ﷺ کے ابا کا نام کیاہے......؟(عبداللہ) دادا کا نام کیا ہے......؟ (عبدالمطلب)...... محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چار قبیلے یاد کرنا ...... حضور کے والد کا نام......دادا کا نام...... پردادا کا نام......اور پردادا کے والد بزرگوار کا نام...... یہ چار پشتوں تک نسب کو یاد کرنا ہر مسلمان پر نماز کی طرح فرض ہے......جس مسلمان کو یہ نسب یاد نہیں ہے......اور اس کو یاد کرنے کی وہ ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا ......وہ ایسے ہے جیسے کہ کوئی بے نمازی آدمی مرتا ہے تو گناہگار رہے......اور جس کو اپنے نبی کا نسب یاد نہیں...... وہ سب سے زیادہ گناہگار ہے...... یہ بڑی اہمیت کی بات آج آپ کے ذہن میں ڈال رہا ہوں......اس کو کم از کم یاد کرنا چاہیے...... چاہیے تو یہ تھا کہ ان تمام شخصیات کی پوری تاریخ یاد ہونی چاہیے تھی...... جناب ہاشم کون تھے......عبدالمطلب کون تھے......عبداللہ کون تھے......انکے صفات کیا تھے......اللہ نے ان خاندانوں کا انتخاب کس لیے کیا تھا...... اللہ نے اپنے محبوب کی نبوت کے نور کو ان لوگوں کے چہروں میں انکی پیشانیوں میں کیسے جلوہ گر کیا تھا...... یہ ساری تاریخ معلوم نہ ہو تو کم از کم اتنا یاد ہونا چاہیے کہ محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف یہ چار قبیلوں تک چار نسبوں تک چار خاندانوں تک رسول اللہ کا سلسلہ نسب یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

قابل قدر دوستو......اللہ نے جب محبوب کو بھیجنے کا فیصلہ فرمایا......ایک حدیث میں آتا ہے......حضور نے فرمایا اور اس کو ہمارے شیخ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی

---

(۱) سرور کائنات ﷺ اپنے جد امجد کی ۸۲ویں اور اپنے مورث اعلیٰ حضرت ابراھیم کی ۶۳ویں پشت معد بن عدنان تک کسی مؤرخ کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔صحیح بخاری میں آپؐ کی زبانی موجود ہے ص۵۴۳ ج۱، وفاء الوفاء فی فضائل المصطفی لابن الجوزی، رحمۃ للعلمین ص۴۹ ج۱، سیرت خاتم الانبیاء ص۱۷، اصح السیر، سیرت المصطفیٰ ص۱۷ ج۱، ابن ھشام، سیرت حلبیہ اردو ص۹۱ ج۱

کتاب نشر الطیب میں بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے...... کہ اللہ نے جب محبوب کو دنیا میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تو پوری کائنات میں سب سے پہلے روح محمد ﷺ اور نور محمد ﷺ کو پیدا کیا گیا...... اس نور محمد ﷺ سے مراد پیغمبر ﷺ کی نبوت کا وہ نور جس کے نور سے پوری کائنات نے روشن ہونا تھا۔

نور نبوت اور سورج کے نور میں فرق:

اور یہ بات یاد رکھیے...... کہ رحمت کائنات کے نبوت کا نور اس سورج کے نور سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے...... یہ سورج فانی ہے نبوت کا نور ابدی اور آفاقی ہے...... اس میں تپش ہے اس میں نرمی اور ٹھنڈک ہے۔

یہ سورج جب پس پشت چلا جائے پہاڑوں کی آڑ میں چلا جائے زمین کے نیچے چلا جائے زمین کی پشت اس کے سامنے میں آ جائے اس کا نور ختم ہو جاتا ہے...... رات کے سناٹے اور اندھیرے چھا جاتے ہیں۔

محبوب کو تریسٹھ سالہ زندگی گزارنے کے بعد اس جہان سے جانے کے بعد بھی پوری کائنات کو ایسا منور کیا ہوا ہے جس طرح محبوب دنیا میں تھے اور کائنات کو منور کیا ہوا تھا...... اس لیے اللہ نے اس نور کا جب دنیا میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ جناب آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام ابراہیم کے بعد اسماعیل علیہ السلام اور ان کے قبیلوں نے حضور کی نبوت کا وہ نور ہمیشہ ہمیشہ چمکتا ہوا دیکھا تھا...... اور ان لوگوں کے سامنے اس کے کئی ثبوت ہوتے تھے...... اس وقت ان واقعات کی تفصیل میں نہیں بیان کر سکوں گا...... انتہائی اختصار سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

نور نبوت کی جھلک جناب ہاشم میں:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد (۱) جناب عبدالمطلب کے والد (۲) جناب ہاشم ان کے متعلق آتا ہے...... انتہائی وجیہہ الصورت خوبصورت جوان تھے...... اور جب وہ سورج کے سامنے آتے تو ان کی پیشانی اتنی چمکتی تھی...... کہ اس کی پیشانی سے ایسی لائٹیں نکلتی تھیں کہ جس طریقے سے سورج کی کرنیں ہوتی ہیں...... دنیا حیران ہوتی تھی...... حتّٰی کہ ہرقل روم نے باقاعدہ طور پر جناب ہاشم سے ملاقات کے بعد خواہش ظاہر کی تھی...... کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ کو دینا چاہتا ہوں...... وہ چاہتا تھا اتنا حسین آدمی میرا داماد بن جائے (۳) کتنے خوبصورت انسان ہیں لوگ ان کا چہرا دیکھنے کے لیے آتے ہیں...... لیکن اللہ کی تقدیر کا فیصلہ یہ تھا...... کہ جناب ہاشم نے کہا...... کہ بس اپنے خاندان کے وقار کے خلاف سمجھتا ہوں...... کہ اپنی مرضی سے کہیں پر نکاح کروں...... جیسے ہمارے بڑے کہیں گے اسی طرح فیصلہ ہوگا...... جناب ہاشم نے اس کے گھر نکاح کرنے سے انکار کر دیا انکا نکاح اپنے خاندان میں اہل عرب سے ہوا نبی کریم اس طرف منتقل ہوگئے اللہ نے اس نور نبوت کو جناب عبدالمطلب کی پیشانی پر چمکایا اور جناب عبدالمطلب کہا کرتے تھے کہ جس وقت وہ نور میرے پاس تھا میں اس کی عجیب وغریب افعال میں سوچا کرتا تھا بعض دفعہ چلتا تو بادل سایہ کرتے تھے میں اس کے آثار محسوس کرتا تھا کہ میں ہاتف غیب کی مختلف صدائیں سنتا تھا

---

(۱) عبد المطلب کا نام شیبہ تھا جب پیدا ہوئے تو سر کے بال سفید تھے اس لیے ماں نے ان کا نام شیبہ (بوڑھا) رکھا، مطلب ان کا چچا تھا جس نے یتیمی کے دنوں میں انہیں پالا تھا اس شکر گزاری میں تمام عمر وہ عبد المطلب کہلائے

(۲) ہاشم کا اصلی نام عمر تھا یہ شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر غریبوں کو کھلایا کرتے تھے اس لیے ہاشم مشہور ہو گئے (رحمۃ للعلمین ص ۴۹ ج ۱) ہاشم نہایت ہی حسین و جمیل تھے نور نبوت آپ کی پیشانی سے چمکتا تھا، علماء بنی اسرائیل جب آپ کو دیکھتے تو سجدہ کرتے اور ہاتھوں پر بوسے دیتے (سیرت مصطفیٰ ص ۳۰ ج ۱، زرقانی ص ۷۲ ج ۱، سیرت حلبیہ ص ۵۲ ج ۱) (۳) زرقانی ص ۷۲ ج ۱

آقا ﷺ کی والدہ بننے کی عورتوں کو خواہش اور جدوجہد:

اور یہی نور جب جناب عبداللہ کی طرف منتقل ہوا ہے...... وہ نبوت کا نور کتابوں میں لکھا ہے...... ایک شہنشاہ قبیلہ کی عورت جناب عبداللہ کو دیکھ کر کہتی ہے...... عبداللہ میرا جی چاہتا ہے...... میں تجھ سے شادی کرنا چاہتی ہوں......(۱) اٹھارہ سال کی عمر تھی...... نوجوان تھے...... اور کسی جوان کو عورت کی کسی قسم کی فرمائش کرے یقینی بات ہے...... کہ نوجوان شرمیلا مزاج پھر شریف خاندان ایک باعظمت قبیلہ کا ہو وہ اتنی جرات نہیں کرتا...... کہ ایسے کسی کو جواب دے...... جناب عبداللہ خاموشی سے سر جھکا کر گزر گئے...... ایک مدت کے بعد جب نکاح حضرت آمنہؓ سے ہو چکا اور وہ نور ادھر منتقل ہو گیا تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ اس وقت اس عاتقہ نامی عورت نے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر کہا(۲) عبداللہ شاید تو نے مجھے بازاری اور آواری عورت سمجھا تھا...... میں تورات کی عالمہ ہوں...... انجیل کی عالمہ ہوں...... آسمانی کتابوں کا علم میرے سینہ میں ہے...... میری کتابوں میں لکھا ہوا ہے...... کہ آخر الزمان ایک نبی آئے گا...... جو مکہ کی دھرتی میں آئے گا...... اس کے ابا کا نام عبداللہ ہوگا...... اور اس میں یہ خوبیاں ہونگی...... میرا جی چاہتا تھا...... میں تجھ سے نکاح کرتی...... میرا جی چاہتا تھا...... وہ بچہ میری وجہ سے میرے پیٹ کے ذریعہ سے اس جہان میں آتا...... لیکن تیری پیشانی میں جو نبوت کا نور چمک رہا تھا...... اب مجھے وہ نور نظر نہیں آتا۔

---

(۱) دلائل ابی نعیم ص۳۸ ج۱، طبقات ابن سعد ص۵۹ ج۱

(۲) سیرت مصطفیٰ میں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس کا نام فاطمہ بنت مُرّ تھا جس نے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر نکاح کی دعوت دی تھی اور ساتھ ساتھ ایک سو اونٹ کی بھی پیش کش کی تھی(سیرت مصطفیٰ ص۴۴ ج۱ مطبوعہ نوید بک ڈپو دھلی، سیرت حلبیہ میں اس کا نام رقیہ لکھا ہوا ہے(ص۱۳۷ ج۱) کتابوں میں عاتقہ نام بھی ملتا ہے۔

میراانداز ہ یہ ہے...... کہ تمہارانکاح کسی اور سے واقع ہو چکا ہے......(۱) بچہ ادھر منتقل ہوگیا ہے......اب عبداللہ اگر تم کہو گے بھی سہی تو میں تمہارے ساتھ نکاح نہیں کروں گی......اس وقت محبوب اپنی اماں آمنہؓ کے بطن اطہر میں منتقل ہو گئے تھے ...... ہر دور میں پیغمبر ﷺ کی نبوت کے نور کے آثار ظاہر ہوتے رہے......اور جب محبوب اپنی اماں آمنہ کے بطن اطہر میں آئے ہیں......اوراماں کے پیٹ میں آنے کے بعد دنیا پر اس بچے کے وہ اثرات مرتب ہوئے لوگ کہتے تھے۔

ولادت کے وقت کے دو عجیب واقعات:

کتابوں میں لکھا ہے......جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی...... دو باتیں بڑی عجیب ہیں...... ایک یہ ہے......کہ جس دن محبوب کی ولادت ہوئی عرب کی دھرتی پہ دوسو کنواری عورتیں جو جناب عبداللہ سے شادی کی خواہش مند تھیں...... اور وہ ساری کی ساری صاحب علم تھیں...... تورات انجیل کی عالمہ تھیں ......انکی تمنا تھی...... کہ آخرالزمان نبی محمد ﷺ کی ماں بننے کا شرف حاصل کریں...... لیکن اس دن پتہ چل گیا...... کہ محمد رسول اللہ ﷺ یعنی اللہ کے نبی دنیا میں آچکے ہیں......اس غم میں کہ ہم ماں ہونے سے محروم ہوگئیں......اب عورتوں نے چیخ ماری ایک دن میں دوسو عورتوں کا جنازہ اٹھا۔

دوسرا حیران کن واقعہ:

دوسری طرف ایک عجیب بات ہے......عرب میں یہ گندا رواج تھا...... کہ لوگ بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے......جس سال محبوب دنیا میں تشریف لائے ہیں......اس سال کو تو اس لیے موسم بہار اور ربیع الاوّل کہا جاتا ہے......کہ اللہ کے نبی جب دنیا میں

---

(۱) سیرت حلبیہ ص۱۳۹ ج۱

تشریف لائے ...... پوری دھرتی کے پورے سال میں کسی کے ہاں بچی پیدا نہیں ہوئی ...... اللہ نے سب کو بچے عطا کیے ...... نرینہ اولاد عطا کی ...... اور اس میں حکمت یہ تھی ...... کہ کائنات کا سردار نبی آ رہا ہے ...... مجسمہ رحمت آ رہا ہے ...... جس کے صدقہ سے امت کو ہدایت ملنی ہے ...... جس کے قدموں سے کائنات کو رحمت ملنی ہے ...... جو مجسم رحمت ہے ...... جو اپنوں کی بغاوت کے لیے رحمت بن کر آ رہے ہیں ...... وہ بھی دنیا میں آ رہے ہیں ...... اور کسی کی بیٹی زندہ دفن کی جا رہی ہو ...... یہ اللہ کی غیرت وعظمت کے بھی خلاف ہے ...... پیغمبر ﷺ کی رحمت کے بھی خلاف تھا ...... اسی لیے جس سال محبوب پیدا ہوئے ...... اس سال عرب کی دھرتی میں کسی کے گھر بچی پیدا نہیں ہوئی ...... اللہ نے سب کو نرینہ اولاد بیٹوں سے سرفراز فرما دیا ...... یہ محبوب کی آمد کی عجیب برکت تھی۔

رحمت کائنات اماں آمنہ کے بطن میں اور عجیب برکات:

جب آقا ﷺ اپنی والدہ کے بطن اطہر میں تھے ...... تو سیدہ کہتی ہیں ...... ایک دن میں نے ایک حسین خواب دیکھا رؤیاء صادقہ رات کو دیکھتی صبح کو خواب سچا ہوتا ...... دوسرا فرمایا ہر رات مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا ...... کہ جنت سے حوریں اترتی ہیں ...... اور مجھے سلامی دیتی ہیں ......(۱) جب محبوب میرے بطن اطہر میں تھے ...... محبوب سے پہلے جتنی امتوں میں جتنی پاکیزہ عورتیں گزری ہیں ...... بی بی کو ان سب کی زیارت خواب میں ہوئی

- حضرت حوا علیہا السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔
- سیدہ مریم علیہا السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔
- سیدہ آسیہ علیہا السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔
- سیدہ ہاجرہ علیہا السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔

---

(۱) شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنية بالسنح المحمدية ص ۲۱۰ ج ۱

- یعقوب کی گریہ وزاری۔
- یوسف کا حسن۔
- موسیٰ کے کمالات۔
- ایوب کا صبر۔
- یونس کی اطاعت۔
- یوشع کا جہاد۔
- داؤد کا لحن۔
- الیاس کی عظمت۔
- یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کے معجزات۔

یعنی آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء کے محاسن جمع کر کے محمد ﷺ کے سینہ میں رکھ کر اس لاڈلے حسنین کا نام محمد رکھ کر اسے دنیا میں بھیج دیں تھوڑی دیر کے بعد بچہ میرے ہاتھوں میں آتا ہے۔ بی بی کہتی ہیں میں حسن کو دیکھ کے حیرت میں ہوں اتنا حسین اتنا خوبصورت تھا......(۱)

خصوصیات رحمت دو عالم ﷺ:

جناب عبدالمطلب کو اطلاع دی گئی......عبدالمطلب اٹھ کر آئے آ کر بچے کا چہرہ دیکھا......ام ایمن دائیہ کہتی ہیں......کہ میں اس وقت سیدہ آمنہ کے پاس تھی......میں نے خیال کیا......کہ اس بچہ کو نہلایا جائے......آواز آئی کہ وُلِدَ رَسُوْلٌ طَاهِرًا مُّطَهَّرًا تم اس کو کیا نہلاؤ گی پاک کرو گی یہ تو قیامت تک کے انسانیت کو پاک کرنے کے لیے آیا ہے......
خُلِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَخْتُوْنًا یہ پیغمبر کی خصوصیت ہے......کہ جب محبوب دنیا میں

---

(۱) خطبات مدراس ص ۱۰۰، شرح الزرقانی ص ۲۱۲ ج ۱ بیروت

آ ئے کسی خاتن کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہوئی اللہ کے محبوب کا ختنہ کیا ہوا تھا......(۱)

ولادت کے وقت سر سجدہ میں:

اللہ کے نبی کی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت تھی بی بی کہتی ہیں......کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ہے......تو محبوب نے اپنا سر زمین پہ رکھا ہے انداز یہ تھا......کہ جیسے کوئی سر سجدہ میں ڈال دیتا ہے......نومولود بچہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتے ہی سر سجدہ میں چلا جائے......تاریخ میں ایسا انوکھا واقعہ نہیں دیکھا......یہ منفرد قصہ ہے......کہ بی بی کہتی ہیں......کہ میں ذرا غور کرتی ہوں......کہ پیغمبر کی زبان سے جو کلمات ہیں جن کا مفہوم یہ نکلتا ہے......(۲)

میری امت کو ہدایت عطا کر دے:

اے اللہ ان پہ عذاب نہ ڈالنا......ان کو ہدایت کا راستہ عطا کرنا......پھر فرماتے ہیں......یہ ولادت کے آثار تھے......اس بچے کو ہم نے ایک خوبصورت سی چادر اوپر ڈال کر سلا دیا......عبدالمطلب تشریف لائے آنے کے بعد جناب عبدالمطلب نے جب یہ واقعہ دیکھا......کہا بیٹی دکھاؤ حسین بچہ کہاں ہے......سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا......جناب عبدالمطلب نے دیکھا......عبدالمطلب کیا دیکھتے ہیں......کہ اتنا حسین و خوبصورت بچہ اور اس کے اثرات اپنے زمانے سے بھی دیکھ رہے تھے......اپنے والد کے

---

(۱) ختنہ کے بارے میں تین قول ہیں : قول نمبر ۱: حضور ﷺ مختون پیدا ہوئے ، حاکم کہتے ہیں کہ آپؐ کے مختون پیداہونے میں احادیث متواتر ہیں۔قول نمبر ۲: آپؐ کے جد امجد عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپؐ کی ختنہ کرائی۔قول نمبر ۳: حضرت حلیمہ سعدیہ کے یہاں آپؐ کی ختنہ ہوئی۔ یہ تیسرا قول ضعیف ہے ۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اول دو قولوں کے درمیان تطبیق دی ہے ممکن ہے کہ آپؐ مختون ہی پیداہوئے ہوں لیکن تتمیم اور تکمیل عبدالمطلب نے کی ہو (سیرت مصطفی ص ۶۸ ج ۱، سیرت حلبیہ ص ۱۸۱ تا ۱۸۵ ج ۱)(۲) سیرت حلبیہ ص ۲۱۹ ج ۱، شرح الزرقانی ص ۲۱۱ ج ۱ بیروت

ہاں بھی سن رہے تھے...... اور اپنے بیٹے عبداللہ میں بھی انکے اثرات رونما ہوتے ہوئے دیکھے۔

اماں آمنہ کا بیوگی کی حالت میں خوشبو سے معطر ہونا:

اور جب یہاں آمنہ کے بطن اطہر میں تھا...... اس وقت کہا گیا...... کہ آمنہ کے پاس یہ خوشبو کہاں سے آتی ہے...... بیوہ عورت بیوہ بہواور وہ خوشبو لگائے کہنے کی جرات تو نہ ہوسکی...... اس عورت کے حوالہ سے عبدالمطلب نے یہ جملہ کہلوایا...... تو آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اور عبدالمطلب اپنے سسر کو کہا ابا جان یہ بھی کبھی ہوتا ہے...... کہ بیوہ عورتیں خوشبو لگائیں...... میرا اپنا کوئی کمال نہیں آپ تو یہ بات کہہ رہے ہیں...... مجھے جو پسینہ آتا ہے تو اس میں خوشبو ہے...... میں کپڑا پہنتی ہوں...... تو اس میں خوشبو محسوس کرتی ہوں...... مجھے لگتا ہے میرا اپنا کوئی اعجاز اور کمال نہیں...... جو بچہ میرے پیٹ میں ہے...... یہ سب اس کی خوبیوں کا منظر سامنے آ رہا ہے...... پھر ولادت باسعادت کے بعد جناب عبدالمطلب اٹھا کر بیٹھے...... اس قدر چہرے میں چمک ہے...... کہ روشنی اٹھتی ہے...... جو آسمان کی طرف چلی گئی...... جناب آمنہ کہتی ہے...... آج تک میں نے اتنا حسین بچہ نہیں دیکھا۔

بوقت ولادت آپس میں مکالمہ:

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ جناب عبدالمطلب کہنے لگے...... تو کیا دیکھے گی میں تو باہر کی دنیا گھومتا ہوں...... تجارت کے لئے سفر کرتا ہوں...... میں نے بھی اس جیسا حسین بچہ آج تک نہیں دیکھا...... ام ایمن دائیہ کہتی ہے...... تم کیا دیکھو گے میں لوگوں کے بچوں کی ولادت کے منظر پہ زچگی کی کیفیت کو جایا کرتی ہوں...... ایسا حسین بچہ میں نے نہیں دیکھا...... کتابوں میں لکھا ہے...... کہ سیدہ حلیمہ کی نظر پری...... تو اس نے کہا تم کیا دیکھو گے میں تو عرب وعجم کے بچے اٹھا کے لاتی ہوں...... اس جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا

ابھی یہ تذکرے ہو رہے تھے...... مذاہب الدنیا کی روایت ہے...... جبرائیل امین اترے آ کر آواز دی عبدالمطلب تو کیا دیکھے گا...... آمنہ تو کیا دیکھے گی...... ام ایمن تو کیا دیکھے گی...... حلیمہ تو کیا دیکھے گی...... میں آدم سے لیکر عیسیٰ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا دیدار کر چکا ہوں...... ان میں سے کسی کے پاس کتابیں لا چکا ہوں...... ان میں سے کسی کے پاس وحی اتار چکا ہوں...... محمد ﷺ جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا...... اس پر ایک عجیب جملہ ہے...... جو غور سے سنو اللہ کی طرف سے آواز آئی جبرائیل تم دیکھو گے ہی کیا میں نے وہ قالب ہی توڑ دیا ہے جس میں نبوت کے سانچہ کو ڈھالا تھا۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئے نہ
نہ کسی بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں
محمد مصطفیٰ کی ذات ہے وہم و گمان سے بلند
خدا کا حسن انتخاب انتخاب لاجواب

تم کیا دیکھو گے...... میں نے محمد جیسا حسین کائنات میں کسی کو بنایا ہی نہیں ہے۔

بچہ کی پیدائش کے وقت عرب کا عجیب رواج:

عرب کا رواج تھا...... کہ باہر کی عورتیں آتیں...... اور وہ بچوں کو اٹھا کر جنگلوں میں دیہاتوں میں لے جاتیں...... دیہاتی تربیت بچے میں جفاکشی پیدا کرتی ہے...... حوصلہ پیدا کرتی ہے...... بچہ ذہین تیز طرار ہوتا ہے...... اس لیے اہل عرب میں یہ رواج تھا...... کہ دائیاں بچوں کو پالتی تھیں...... بکریاں چراتی تھیں...... اور وہ بچہ باہر ہوتا تھا...... مختلف قسم کی باہر کی کھلی ہوائیں کھاتا تھا...... آپ اپنے ماحول میں دیکھ لیجئے...... شہری ماحول کی نسبت دیہاتی ماحول کتنا صاف ہے...... آبادی صاف ستھری اچھی اور کھلی ملتی ہے...... عرب میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا...... تو لوگوں میں اطلاع ہو جاتی...... باہر سے دائیاں آتیں بچے لینے

کے لیے قافلے انتظار کرتے تھے...... کہ کس دن جائیں کئی دن گزر جاتے...... تو کچھ عورتیں اکٹھی ہو جاتیں...... اور پھر اکٹھا سفر کرتیں...... کسی شہر میں دو چار بچوں نے جنم لیا ہوتا تو کوئی کسی بچے کو لے لیتی اور کوئی کسی کو لے لیتی۔

اماں حلیمہ کا مقدر:

ساری دائیاں آئیں...... جناب حلیمہ سعدیہ سلام اللہ علیہا اللہ کے نبی کی دائیہ کی حیثیت سے جس کا اللہ نے انتخاب کیا...... ان کے ساتھ اور دائیاں بھی چلیں...... لیکن حلیمہ جس سواری پہ تھی وہ لاغر تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ وہ گدھی تھی...... اور ایک دوسری روایت میں ہے...... کہ وہ خچر تھا...... اس پر وہ سوار تھیں...... اور ایک روایت میں یہ مشہور ہے...... کہ وہ اونٹنی پر تھیں...... لیکن اتنی کمزور اور دبلی سواری کہ جو چل نہیں سکتی...... یہ باقی دائیاں بڑی تیز رفتاری سے برق رفتاری سے پہنچتی ہیں...... جانے کے بعد امراء کے بچوں کو اٹھاتی ہیں...... اور جس وقت رحمت کائنات کے دروازے پہ میں آتی ہوں...... دروازے کو دستک دینے کے بعد پہلا سوال ہوتا ہے...... گھر میں بچہ ہے...... جی نومولود ہے

دوسرا سوال ہوتا اس کا باپ ہے...... تو جواب میں کہا جاتا...... اس کا ابا نہیں ہے...... یہ تو یتیم ہے...... وہیں سے دائیاں یہ کہہ کر پیچھے ہٹ جاتیں...... یتیموں کے گھر سے ہمیں کیا ملے گا...... تین سو دائیوں کا قافلہ مکہ کی طرف روانہ ہوا ہے...... تین سو دائیاں اور سیدہ آمنہ کہتی ہیں...... کہ میرے دروازے پہ دستک آتی...... پوچھتیں کہ بچہ ہے میں کہتی بالکل ہے...... فوراً کہتیں کہ اس کا ابا ہے...... میں کہتی نہیں اس کا ابا تو دنیا سے رخصت ہو چکا ہے...... میں تو بیوہ ہوں...... یہ بیوہ کا بچہ ہے...... یہ یتیم بچہ ہے...... ہر دائی یہ جواب دیتی...... کہ ہمیں یتیموں کے گھر سے کیا ملے گا...... یہ کہہ کر واپس چلی جاتیں...... اندر بھی

داخل نہ ہوتیں......اور بچے کو بھی نہ دیکھتیں۔(۱)

حلیمہ پہ طنز:

اور جب یہ بڑی سرمایہ دار جاگیرداروں کے بچے لیکر جارہی تھیں......حلیمہ سے طنز سے مذاق کے لہجے میں کہا......ایک بچہ ہے......جو ہم تیرے لیے چھوڑ کے آرہی ہیں......جا اسکو اٹھا شاید تیرا نصیب جاگ جائے......باپ اس کا ہے بھی نہیں......یتیمی کا عالم ہے......ہوسکتا ہے......وہ یتیم تیرے حصہ میں ہو......تو اگر اٹھا سکتی ہے......تو اس کو اٹھا لے۔

حلیمہ آمنہ کے دروازے پر:

حلیمہ پورے مکہ کی دھرتی پہ کسی کے گھر نہ گئی......سیدہ آمنہ کے گھر آئی......دروازے پہ دستک دی......حضرت حلیمہ کے شوہر ساتھ ہیں......پوچھا گیا کہ بچہ ہے......سب سے پہلا جواب جو بڑا عجیب تھا سیدہ آمنہ نے فرمایا ہاں ہے مگر یتیم ہے......حلیمہ نے کہا میں نے یہ تو نہیں پوچھا......کہ یتیم ہے آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ یتیم ہے......کہا اس لیے کہہ رہی ہوں......کہ تجھ سے پہلے تین سو دائیاں آئی ہیں......ہر ایک یہ کہہ کر چلی جاتی تھی......کہ یتیموں کے گھر سے ہمیں کیا ملے گا......میرا دل ٹوٹ جاتا تھا......مجھے اس یتیم کی یتیمی کا احساس ہوتا تھا......اس لیے میں نے فوراً یہ جملہ کہا......کہ کہیں تو مجھے ٹھکرانے کا یہ جملہ نہ کہہ دے اس سے بہتر ہے......کہ میں پہلے کہہ دوں کہ بچہ یتیم ہے۔

حلیمہ کہتی ہے مجھے اندر آنے کی اجازت تو دو......تاکہ میں اس کو دیکھوں......تو سہی کہ وہ بچہ کیسا ہے......تو حضرت آمنہ نے اندر آنے کی اجازت دیدی۔

---

(۱) تمام واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھیں سیرت حلیبہ ص۲۸۲تا۳۲۸ ج۱

رحمت کائنات ﷺ حلیمہ کے ہاتھ میں:

بی بی کہتی ہیں...... جب میں اندر گئی...... تو اللہ کے نبی کے چہرہ اقدس پر سفید رنگ کی چادر پڑی ہوئی تھی...... میں نے کہا آمنہ یہ بچہ دکھاؤ گی...... سیدہ آمنہ نے چہرہ اطہر سے چادر اٹھائی...... حلیمہ کہتی ہیں...... کہ جب میں نے اللہ کے نبی کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں کھل گئیں...... میں نے جب اُن کو اٹھایا...... تو اللہ کے نبی نے آنکھ کھولی...... اور نبوت کی نظر میری نظر سے ملی...... اتنا چمکتا ہوا ایک نور نکلا...... اور لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی...... کہ وہ نور میرے چہرے پہ پڑتا ہوا آسمان تک چلا گیا...... پھر اٹھا کے میں نے اپنے سینہ کے قریب کیا...... خشک سالی کی وجہ سے میرے سینہ کا دودھ خشک ہو چکا تھا...... ایک دم میرے جذبات میں طلاطم آیا...... میرے سینہ میں دودھ ابلنا شروع ہو گیا...... میں بچہ کا مقدر دیکھ کے حیرت میں ڈوب گئی...... میں نے کہا آمنہ مبارک ہو...... یہ کتنا حسین بچہ ہے...... مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں...... کہ اس کا ابا نہیں...... یہ یتیم ہے...... آمنہ یہ بچہ مجھے دیدے میرا نصیب میرے ساتھ ہے...... میں اس بچہ کے چہرے کو دیکھ کر حیران ہوں...... جو اتنا حسین ہے...... جس کی ولادت پہ اتنی عظمت ہے!...... پتہ نہیں اس کا شباب، اس کا جوبن، اس کی جوانی پہ کتنی عظمت ہوگی۔

لاغر اونٹنی شالیمار بن گئی:

یہ اور عجیب بات ہے...... کہ بی بی کہتی ہیں...... جب میں اس کو لے کر واپس آئی اور میں اس بچہ کو لے کر اونٹی پر جب پیچھے بیٹھی...... اور اس اونٹنی کو اٹھایا گیا...... تو اونٹنی نہ چلی چلانے کی کوشش کی گئی...... تو نہ چلی...... حلیمہ کے شوہر نے کہا لگتا ہے...... کہ بچہ کی عظمت کا تقاضا ہے...... کہ اسے پیچھے نہ بٹھایا جائے...... مجھے دے میں آگے اپنی گود میں لے کر بیٹھتا ہوں...... اونٹنی بھی چلاؤں گا...... بچے کو بھی گود میں لے کر بیٹھوں گا...... جب آگے گود میں رکھا...... پھر وہ اونٹنی اتنی تیز رفتاری سے چلی سب اونٹنیوں کو پیچھے چھوڑ کے آگے نکلی...... حیرت میں ہر دائیہ پوچھتی تھی...... کہ حلیمہ سواری بدل لی ہے...... پہلے تو کوئی اور تھی اب اور

اونٹنی لائی ہو...... کہا نہیں سواری تو وہی ہے سوار بدل چکا ہے...... اور پہلے تو سواری میرے شوہر کے ہاتھ میں تھی...... اب اس یتیم محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔

اسم محمد ﷺ پہ حیرانگی کا اظہار:

حلیمہ سے پوچھا گیا...... اس بچہ کا نام کیا رکھا...... کہا اس کا نام ہے محمد ﷺ...... نام پہ حیران تھیں...... کہ اس جیسا حسین نام آج تک نہیں سنا...... دادے نے نام محمد رکھا ......اللہ نے نام احمد رکھا...... اور یہ دونوں نام بڑے عجیب تھے...... محمد کے معنی وہ حسین جس کی پوری کائنات تعریف کرے...... اسے محمد ﷺ کہتے ہیں...... اور احمد کے معنی وہ حسین جو پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر اپنے رب کی تعریف کرے...... اسے احمد کہتے ہیں......(۱) وہ آقا محمد ﷺ بھی بنے...... اور احمد ﷺ بھی بنے۔

توجہ سے بات کو سمجھنا...... پیدائش سے پہلے تعریف...... ولادت کے بعد تعریف بچپن کی تعریف...... جوانی کی تعریف...... یہ سب تعریف کر رہے ہیں...... تو حضور محمد ﷺ بن رہے ہیں...... اور نبی پیدا ہوتے ہی سر سجدہ میں ڈال کر رب کی تعریف کر کے احمد ﷺ بن گئے۔

---

(۱) رحمۃللعلمین ص۶۳ ج۱، عمدۃ القاری میں علامہ عینیؒ نے اس پر مفصل بحث کی ہے جو اصحاب علم کے لیے مفید ہے اشہر اسماء النبی ﷺ محمد واحمد فمحمد من باب التفعیل بالغۃ واحمد من باب التفعیل قیل معناھما اذا حمدنی أحد فأنت احمد واذا حمدت احدا فأنت محمد، وقال عیاض کان رسول اللہ ﷺ احمد قبل ان یکون محمدا کما وقع فی الوجود لان تسمیۃ احمد وقعت فی الکتب السابقۃ وتسمیۃ محمد وقعت فی القرآن العظیم وذلک انہ حمد ربہ قبل ان یحمدہ الناس وکذلک فی الآخرۃ یحمد ربہ فیشفعہ فیحمدہ الناس وقد خص بسورۃ الحمد ولواء الحمد وبالمقام المحمود وشرع لہ الحمد بعد الاکل وبعد الشرب وبعد الدعاء وبعد القدوم من السفر اسمیت أمتہ الحمادین فجمعت لہ معانی فی السمٰوٰت احمد فی الارضین محمود وفی الدنیا محمد قیل الانبیاء کلھم حمادون اللہ تعالیٰ ونبینا احمدای اکثر حمدا للہ منھم وقیل الانبیاء کلھم محمودون ونبینا احمدای اکثر مناقبا واجمع للفضائل (عمدۃ القاری ص۲۸۱ ج۱۱)

ابتدائی تین سالوں میں حلیمہ کے گھر میں عجیب کرشمے:

حلیمہ کہتی ہے......میں اس بچہ کو لے آئی......تین سال تک حضرت سیدہ حلیمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس رکھا......کبھی کبھی لے جاتی تھیں......پھر لے آتی تھیں......اس دوران حلیمہ نے عجیب وغریب قسم کے کرشمے دیکھے......انوکھے اور نرالے واقعات دیکھے اور اعلان نبوت سے پہلے جو واقعات پیش آتے ہیں......انکو ارہاص نبوت کہتے ہیں اور اعلان نبوت کے بعد جو انوکھے واقعات پیش آتے ہیں......انہیں معجزات نبوت کہتے ہیں۔(۱)

واقعہ شق صدر:

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا......کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا شق صدر حضرت حلیمہ کے پاس ہوا......(۲) چار سال کی عمر میں ان واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا......بی بی کہتی ہیں......کہ جب بچہ میرے گھر آیا......تو ہماری وہ کمزور دبلی پتلی بکریاں جو دودھ دینا چھوڑ گئی تھیں......وہ دودھ سے بھر گئیں......سارے گھر میں رحمت وبرکت کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے......سیدہ شیمہ جو رسول اللہ کی رضائی بہن تھی کہتی تھی امی میرے اس بھائی کو میرے ساتھ بھیجا کر یہ ننھا بھائی بکریاں چرانے کیلئے جب میرے ساتھ جاتا ہے جب میں اسے زمین پہ چھوڑتی ہوں۔

---

(۱) انبیاء علیہم السلام سے جو امور خارق عادات ظاہر ہوئے ہیں ان کو معجزہ کہتے ہیں

(۲) شق صدر کا واقعہ نبی کریم ﷺ کو اپنی عمر میں چار مرتبہ پیش آیا پہلی مرتبہ جب آپ کی عمر چار سال تھی (فتح الباری ص۴۰۹ ج۶)دوسری مرتبہ جب آپ کی عمر مبارک دس سال تھی (حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے دیکھیے صحیح ابن حبان اور دلائل ابی نعیم) تیسری مرتبہ بعثت کے وقت شق صدر ہوا (مسند ابی داوٗد طیالسی ص۲۱۵، دلائل ابی نعیم ص۶۹ ج۱) چوتھی مرتبہ یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا(صحیح البخاری وصحیح المسلم و جامع ترمذی ، سیرت مصطفیٰ ص۷۳تا۷۸ ج۱)

اور یہ پیدل چلتا ہے..... تو بادل اس کے سر پر سایہ کرتے ہیں..... اسکی وجہ سے میں بھی گرمی سے محفوظ رہتی ہوں..... یہ بھی گرمی سے محفوظ رہتا ہے پھر بکریاں اس کا چہرا تکتی رہتی ہیں مجھے اس پہ زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی..... بکریاں اس کے اردگرد اکٹھی رہتی ہیں..... مجھے بکریوں کو جمع نہیں کرنا پڑتا..... یہ تمام تر واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد جب حضور سیدہ حلیمہ کے پاس تھے..... اس وقت پیش آ رہے ہیں...... اور حلیمہ کہتی ہیں..... کہ میں ان تمام تر واقعات سے حیران تھی۔(۱)

عجیب اور حیران کن واقعہ بی بی کی زبانی:

ان واقعات میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا..... کہ شیمہ کہتی ہیں..... یہ بڑی تھیں فرمایا اللہ کے نبی کو بڑے پیار سے اٹھاتی تھیں..... گود میں اٹھا کر بیٹھتی تھیں..... کبھی لے جاتی تھیں..... لوریاں دیتی تھیں..... عربی میں اشعار پڑھتی تھیں..... ایک موقعہ پر چند سہیلیوں کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھیں..... مختلف قسم کی باتیں ہو رہی تھیں..... ان باتوں میں سے ایک بات ایسی آئی..... جو میں نے اپنی زبان سے کہنا چاہی..... لیکن وہ شرکیہ جملہ تھا..... ابھی کہنا چاہتی ہی تھی..... کہی نہیں تھی..... کہ میں اپنے بھائی کو یوں گود میں لے کر بیٹھی ہوں..... تو حضور نے اچانک ایسے منہ موڑ کے میرے بازو پہ اپنے دندان مبارک اتنی زور سے لگائے..... جیسے چھوٹا بچہ کاٹتا ہے..... کہ دانت سے دندان مبارک کے نشان پڑ گئے..... اور وہ جو کفر اور شرک کی بات میرے دماغ میں تھی..... جو میں کہنا چاہتی تھی..... ان دندان مبارک کے لگنے کی وجہ سے وہ بات میرے دماغ سے نکل گئی..... اب میں سوچتی رہی..... کیا بات تھی..... وہ بات ہی یاد نہ آئی..... اور یہ بات یاد رکھو جس وقت یہ بی بی مسلمان ہوئی ہے.....(۲) غزوہ طائف کے بعد گرفتار ہو کر رسول اللہ کی محفل میں آئی ہے

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۷۰ ج ۱ (۲) الاصابہ ص ۳۴۴ ج ٤

تین سوقیدی اس عورت کے ساتھ تھے......اور یہ عورت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی......ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں......پاؤں میں جولان تھے......بی بی نے پوچھا مجھے کہاں لے جاؤ گے......انہوں نے کہا ہم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں لے جائیں گے......اس نے کہا تمہارا رسول کون ہے......صحابہ نے کہا ہمارے نبی محمد ہیں......ان کا یہ یہ تعارف ہے......کہا اچھا بی بی کے تصور میں آیا......کہ شاید وہ میرا بھائی تو نہیں......جو میرے ساتھ بکریاں چراتا تھا......فرمایا اچھا اپنے اس نبی کو جا کر کہو......کہ جو بہن تمہارے ساتھ بکریاں چراتی تھی......آج وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہن کر محمد ﷺ تیری دربار میں آرہی ہے......رحمت کائنات کو پتہ چلا......تو حضور اٹھے کتابوں میں لکھا ہے......کہ کملی مبارک کندھے سے نیچے جا پڑی......فوراً فرمایا کہاں ہے میری بہن شیمہ......؟ محبوس آرہی ہے......گرفتار ہو کر آرہی ہے......حضور نے فرمایا......اسکو بھی چھوڑ دو......تین سوقیدی جو اس کے ساتھ لا رہے ہو انکو بھی رہا کر دو......اللہ کے نبی نے اپنی چادر نیچے بچھائی......اور بہن کا استقبال کیا......اس کو وہاں پر بٹھایا......اور سیدہ نے پہچان لیا......کہ واقعی وہی میرا بھائی ہے۔(۱)

بچپن کے واقعات بی بی کی زبانی:

حضور ﷺ نے فرمایا...... میری بہن میرے ان دوستوں کو وہ واقعات تو سنا......جو بچپن میں تیرے اور میرے واقعات تھے......پھر بی بی بتاتی تھی......کہ جب ہم صرف پہاڑ سے گزرتیں تو مجھے یاد ہے...... پہاڑ رسول اللہ کو سلام کرتا تھا...... پھر نبی کے سامنے جھکتا تھا......اس درخت سے اللہ کے نبی کی آواز آتی تھی......بادل رسول اللہ پہ سایہ کرتے تھے......پھر بی بی نے کہا اے محبوب شاید آپ کو یاد نہ ہو۔

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ٦٥ ج ١

میں آپ کوانوکھے واقعات یاددلاتی ہوں......آپ کا بچپن تھا......میں آپ کو گود میں لے کے بیٹھی تھی......میری زبان پہ شرک کا جملہ آ نا ہی چاہتا تھا......آپ نے منہ مبارک میرے ساتھ کر کے مجھے یہاں سے کاٹا تھا...... یہ میرے جسم پہ نشان دیکھئے......اس وقت بھی رحمت کائنات کے دانت مبارک کے نشان تھے...... اسوقت اس سیدہ خاتون نے کہا محمد ﷺ مجھے آج پتہ چلا تو اللہ کا وہ سچا نبی ہے......اللہ نے تجھے اتنا پاک کر کے پیدا کیا ہے......کہ جس کی زبان پہ شرک کا جملہ آئے اللہ تجھے اس کی گود میں بھی نہیں پالنا چاہتا ......اتنا مکرم اور منزہ عن العیوب بنا کر بھیجا......سیدہ حلیمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آمنہ سلام اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دودھ پلانے کے زمانہ کے بعد پھر واپس بھیج دیا...... پھر لے جایا کرتی تھی ......پھر واپس لے آیا کرتی تھی...... پھر رحمت کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقل اپنی والدہ ماجدہ کے پاس قیام کرلیا......جس سال اللہ کے نبی کی عمر چھ سال ہوئی ہے......اس سال اللہ کے محبوب کی والدہ سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ سلام اللہ علیھا کا انتقال ہوا۔(۱)

رحمت دوعالم کا دور یتیمی:

قرآن مجید کی آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے...... الم یجدك یتیماً فاوىٰ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے......محبوب یاد ہے...... جب آپ یتیم تھے اس وقت آپ کو سہارے ہم نے دیے۔

یتیمی میں حکمت:

مولانا عبدالشکور دین پوری کی قبر پہ اللہ کروڑ رحمتیں نازل کرے......ایک جملہ کہا کرتے تھے......لوگو آنے سے پہلے ابا نہیں...... چھ سال کی عمر میں امی نہیں۔

---

(۱) زرقانی ص ۱۶۰ تا ۱۶۳ ج ۱، سیرت مصطفیٰ ص ۸۵ ج ۱، رحمة للعٰلمین ص ٦٤ ج ۱

آٹھ سال کی عمر میں دادا نہیں...... اللہ نے ایک ایک رشتہ اس لیے توڑ دیا ہے تا کہ دنیا کو پتہ چلے...... کہ جب بچہ بڑا ہوتا ہے...... ہوش سنبھالتا ہے...... شعور میں آتا ہے...... بولنا سیکھتا ہے کہتا ہے ابا پیسے دے...... اماں مجھے کوئی چیز لے دے...... دادا فلاں چیز لے دے...... محبوب جب آپ نبوت کا ہوش سنبھالیں...... بولنا شروع کریں...... اب اماں اور دادے سے نہ مانگے...... بلکہ نبی مانگے تو صرف اللہ سے مانگے...... اس لیے رب نے سارے رشتہ توڑے...... آنے سے پہلے ابا نہیں تھا...... ماں کے پیٹ میں تھے...... باپ جدا آمنہ کہتی ہیں...... جس وقت حضور کی ولادت ہوئی...... سب دائیاں کہتی تھیں...... آمنہ مبارک ہو...... بچہ حسین آیا...... ماہ جبین و نازنین آیا...... کتنا خوبصورت اللہ نے دیا ہے...... لیکن فوراً آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... کسی نے کہا روتی ہے...... خوش نہیں ہوتی...... محمد کتنا حسین ہے...... فرمایا تمہیں خوشی ہے...... کہ محمد حسین ہے...... میں اس لیے رو رہی ہوں...... کہ محمد حسین تو ہے...... مگر یتیم ہے...... کاش آج اس کا ابا عبداللہ ہوتا...... خوشی کی انتہا نہ ہوتی...... عبداللہ ہوتا...... تو بچہ کے لیے کھلونے لاتا...... عبداللہ ہوتا...... تو اسکو اٹھا کر کندھوں پہ بٹھا کر یاروں اور دوستوں کی محفل میں لے جاتا...... آج اس کا والد نہیں بچہ یتیم بن کر آیا ہے۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ ہاتف غائب نے آواز دی...... کہ آمنہ گھبراؤ نہ ...... اس لیے تو یتیم پیدا کیا ہے...... کہ تیرے یتیم کو کھلونے کی ضرورت پڑے گی...... تو انگلی کے اشارہ پر چاند رشک کریگا۔

- تیرے یتیم کو اگر سواری کی ضرورت پڑیگی...... تو جنت سے براق بھجوادونگا۔
- تیرے یتیم کو کپڑوں کی ضرورت پڑیگی...... تو جنت سے پوشاک پہنائیں گے۔
- تیرے یتیم کو سواری کی ضرورت پڑیگی...... تو عرش سے براق عطا کرینگے۔
- تیرے یتیم کو سیر کی ضرورت پڑے گی...... تو دنیا زمین پر سیر کرتی ہے...... محمد ﷺ کو عرش بریں کی سیر کرائیں گے۔

یہ حکمت تھی...... کہ آنے سے پہلے ابا جدا...... چھ سال کے ہیں امی جدا...... اس میں بھی ایک حکمت ہے...... رب قادر تھا...... ولادت کے بعد ماں کو جدا کر دیتا...... لیکن چھ سال کی عمر کا بچہ ماں کے پیار کو سمجھتا ہے...... ماں کی محبت اور ماں کا احساس کرتا ہے...... اور اس عمر کا بچہ جب ماں کے سامنے ہوتا ہے...... والدہ کو بھی اس سے اس درجے کا پیار ہوتا ہے...... کہ آدمی اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا...... اللہ کی تقدیر کا فیصلہ تھا...... سیدہ آمنہ سلام اللہ تعالیٰ عنہا ان کا خاندان مدینہ سے تھا...... اور حضرت عبداللہ کا قبیلہ مکہ کا ہے...... یوں سمجھ لیجئے...... کہ رحمت کائنات کا نانکا خاندان کا قبیلہ مدینہ سے تعلق رکھتا ہے...... اور آپ کا خاندان مکۃ المکرّمہ سے تعلق رکھتا ہے...... شاید رب کی تقسیم یہ تھی...... کہ محبوب تیئس سال مکہ میں گزاریں...... تاکہ ابا راضی ہو...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قیامت تک مدینہ میں گزاریں...... تاکہ اماں راضی ہو...... ماں باپ دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا گیا۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ جب حضور ﷺ کی عمر چھ سال کی ہوئی...... نانکہ قبیلہ کی طرف سے خواہش وفرمائش تھی...... کہ ہمیں وہ یتیم بچہ تو ملاؤ...... جو اللہ نے تجھے یتیمی بے روزگاری کے عالم میں عطا کیا ہے...... اب سنا ہے...... وہ چلتا پھرتا ہے...... اور بولتا ہے...... بڑا حسین بچہ ہے...... کم از کم ہم اس بچہ کا دیدار تو کریں...... اور حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ کی اللہ نے اتنی جلدی تربیت فرمائی جتنا بچہ مہینہ میں تیار ہوتا ہے...... تو اتنا ایک ہفتہ میں تیار ہو گیا...... جتنا بچہ ہفتہ کے اندر چلتا سنورتا تیار ہوتا ہے...... محبوب ایک دن میں اتنے تیار ہو گئے...... جتنا بچہ سال کے بعد تربیت حاصل کر کے سنورتا ہے...... محبوب ایک مہینہ میں اتنی جلدی تیار ہو رہے ہیں کیونکہ اللہ کی تربیت تھی...... اللہ کی تقدیر کا فیصلہ تھا...... بندے پالتے ہیں...... تو ان کا نظام اور ہے...... جب اللہ براہ راست پالتے ہیں...... تو اس کا نظام کچھ اور ہے...... سیدہ آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے مدینہ لے گئیں...... ام ایمن دائیہ ساتھ تھیں... فرماتے

ہیں ...... جب مدینہ کے قریب پہنچے ......تو راستہ میں ایک جگہ ہے اس کا نام مقام ابوا ہے......اَبوا یہ وہ جگہ ہے...... جہاں حضور کے والد عبداللہ کا انتقال ہوا......اور یہ یاد رکھو...... کہ اس وقت حضرت عبداللہ اور آمنہ دونوں کی قبریں جنت البقیع کے قبرستان میں ہیں ......اس جگہ سخت سیلاب آیا تھا...... بارشیں آئیں تھیں...... قبر مبارک میں پانی چلا گیا تھا...... پھر اس قبر کو کھود کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ کے جسم مبارک کو نکال کر جو بالکل تندرست وصحیح سالم جسم مبارک تھا اس کو اٹھا کر پھر مدینہ طیبہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا......اس لیے رحمت کائنات کے والد اور والدہ دونوں کی قبریں جنت البقیع کے قبرستان میں ہیں......اس ابوا مقام پر حضور کے والد ماجد کی قبر ہے......سیدہ آمنہ جب لیکر گئی......اس جنگل میں اور کوئی قبر نہیں تھی......اکیلی قبر حضرت عبداللہ کی تھی...... کیوں کہ سفر میں آتے ہوئے راستہ میں انتقال ہوا تھا...... جہاں فوت ہوئے قبیلہ والوں نے وہیں دفن کر دیا۔(۱)

حضرت عبداللہ کی وفات اور اماں آمنہ کی قبر پہ حاضری:

کتابوں میں لکھا ہے......کہ حضرت آمنہ قبر پر تشریف لے گئیں......قبر کے قریب بیٹھ گئیں...... دل بھر گیا......اور اس وقت یہ دو جملے کہے......عبداللہ تو نے آتے ہوئے مجھے کہا تھا......کہ میں واپس آؤں گا......اس بچے کے لیے کھلونے کپڑے اور سامان لے آؤں گا......عبداللہ میں تو اس وقت سے انتظار میں ہوں...... مجھے بعد میں پتہ چلا ......کہ میں اجڑی ہوئی بیوہ بن چکی ہوں......محمد ﷺ یتیم بن چکا ہے......عبداللہ کاش میرے جملے تجھ تک پہنچ رہے ہوں......اور تجھ میں طاقت ہو ذرا قبر سے منہ باہر نکال کر دیکھ......! اللہ نے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ حسین محمد ﷺ عطا کیا ہے......بس اتنا دو جملے کہے اور زوردار چیخ مار کر گری......اور بے ہوش ہو گئی...... بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

---

(۱) سیرت حلبیہ ص ۳۲۹ ج ۱

ام ایمن کہتی ہیں...... میں اٹھا کر لے آئی...... ایک مہینہ تک رسول اللہ کی والدہ ماجدہ بیمار رہیں...... اس بیماری سے پھر سنبھل نہ سکیں...... آخری تین دن اللہ کے نبی کی والدہ پر غشی اور بے ہوشی کے گزرے۔

حدیث میں آتا ہے...... آخری دن تھا...... اللہ کے محبوب فرماتے ہیں...... اچھے طریقے سے وہ واقعہ مجھے یاد ہے...... بلکہ ہجرت کے دوران فتح مکہ سے واپسی پر حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے...... حضور ابواء کے مقام پر اس جگہ کے قریب آئے...... جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا...... اور پھر وہ سارا منظر صحابہ کرام کو بتایا...... اصحاب رسول چیخے......(۱) فرمایا لوگو مجھے اچھے طریقہ سے یاد ہے...... کہ اپنی اماں کو ہم نے یہاں سے اٹھایا تھا...... میں چھ سال کا چھوٹا سا بچہ تھا...... میری اماں کو اٹھا کر لے جا رہے تھے...... تو میں چارپائی کے پائے کو پکڑ کر روتا جا رہا تھا...... آمنہ بے ہوش تھی...... اچانک آنکھ کھلی تھوڑا سا ہوش آیا...... میری طرف دیکھا ہوش آیا...... تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھی...... آسمان کی طرف دیکھ کر فوراً چہرہ یوں پلٹا...... حضور اپنی اماں کے سرہانے زمین پر نیچے بیٹھ کر اپنی والدہ کا چہرہ دیکھ رہے ہیں...... اور والدہ کے چہرے پہ سکرات کی کیفیت طاری ہے...... موت کے آخری لمحات نظر آ رہے ہیں۔

آمنہ سلام اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے وقت ان کے آخری جملے:

بے ساختہ آمنہ کی زبان سے جملہ نکلا...... اللہ تیری تقدیر کے فیصلے غالب ہیں...... آنے سے پہلے تو نے عبداللہ کو لے لیا...... آج پانچ چھ سال کا حسین ہے...... تو مجھے بھی سنبھال رہا ہے...... میرے اللہ میں اپنا محمد ﷺ تیرے حوالے کرتی ہوں...... اتنا جملہ کہا کتابوں میں لکھا ہے...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی روح پرواز فرما گئی۔

---

(۱) کنزالعمال ص ۱۹۹ ج ۱۲

حضور ﷺ کہتے ہیں...... کہ میں اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھ کر رو رہا تھا...... جس وقت میری والدہ کی میت اٹھی...... اور اس کو قبرستان کی طرف لے کر جانے لگے...... میں اس چارپائی کے پائے کو پکڑ کر پیچھے روتا ہوا جا رہا تھا...... خاندان اور قبیلہ کا کوئی فرد اور ساتھ نہیں...... اکیلا دادا تھا...... جس کا مجھے سہارا تھا...... مکہ میں ابا پہلے فوت ہو چکے تھے...... آج اماں بھی رخصت ہو گئی...... ننھیال کے لوگوں کو میں پہنچانتا نہیں تھا...... لوگ میرے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ کر مجھے دلاسہ دے رہے تھے...... حضور فرماتے ہیں...... کہ جس وقت میری والدہ کو قبر لحد میں اتارا گیا...... تو میں اپنی امی کے سرہانے قبر پر کھڑا تھا...... لوگ مٹی ڈال رہے تھے...... اور میری انکھوں سے آنسو جاری تھے۔

رحمت دوعالم اماں آمنہ کی قبر پر:

فرمایا میرا دل کرتا تھا...... کہ میں اس قبر سے نیچے گر جاؤں...... اپنا سینہ اس قبر کی مٹی سے لگا کر چیخیں مار کر روؤں...... لیکن یہ تقدیر کا فیصلہ تھا...... مجھے آواز آتی تھی...... کہ محمد ابن عبداللہ قبر پہ مت گرنا......! تو لوگوں کو قبروں پہ گرانے کے لیے نہیں آیا...... بلکہ تو تو قبروں سے ہٹا کر رب کا دروازہ دکھانے کے لیے آیا ہے...... تو عبدالقبور بنانے کے لیے نہیں آیا...... بلکہ تو ان کو عبدالشکور عبدالصبور عبدالغفور یعنی اللہ کا بندہ بنانے کے لیے آیا ہے...... حضور فرماتے ہیں...... والدہ کی وفات کے بعد ام ایمن دائیہ رسول اللہ کو مکۃ المکرّمہ کی طرف لے آئی...... حضور کے دادا حضرت عبدالمطلب جن کی عمر اس وقت ایک سو اٹھارہ سال تھی...... ضیعف العمری اور بڑھاپا تھا...... پوتے سے بے پناہ محبت تھی...... ان کی آمد کے وقت جو اثرات واقعات پیش آئے...... وہ انکے سامنے تھے...... ایک لمحہ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے...... جب سیدہ آمنہ حضور کو لے کر مدینہ چلی گئی تھی...... حضرت عبدالمطلب روزانہ پہاڑ پر کھڑے ہو جاتے...... جو پہاڑ مدینہ کے راستہ پر تھا...... کھڑے

ہو کر دور سے آنے والے قافلہ کو دیکھتے تھے...... کہ کہیں ایسا قافلہ آئے...... جو میرے یتیم پوتے محمد اور آمنہ کو لے کر آئے...... کتابوں میں لکھا ہے...... روزانہ حضرت عبدالمطلب جا کر کھڑے ہوتے...... ایک دن پہاڑ کے اوپر کھڑے تھے...... ادھر سے سورج نکلتا ہے...... کیا دیکھتے ہیں سامنے ایک عورت ہے...... ایک بچہ کو اٹھا کر لا رہی ہے...... اس بچہ کے چہرے پہ حسن اتنا نکھرا ہوا ہے...... کہ سورج کی کرنیں جب اس کے چہرے پہ پڑتی ہیں...... تو سورج بھی شرمندہ ہو جاتا ہے...... لیکن اس بچہ کے چہرے پر غم اور دکھ کے آثار کا عالم یہ ہے...... کہ آدمی دیکھ کر اسکو برداشت نہیں کر سکتا۔

حدیث میں آتا ہے...... جس وقت ام ایمن حضور ﷺ کو لے کر اس پہاڑ کے قریب پہنچی...... تو حضرت عبدالمطلب نے دیکھ کر پہچان لیا...... کہ یہ تو میرا یتیم پوتا محمد ﷺ آ گیا ہے...... آگے بڑھے اور کہا ام ایمن خود آئی ہے...... ساتھ محمد لائی ہے...... آمنہ کہاں ہے...... بس عبدالمطلب نے اتنا جملہ کہا اور ام ایمن نے آہ بھری...... اور کہا عبدالمطلب اللہ کی رضا پہ راضی ہو...... جہاں عبداللہ اللہ کو پیارا ہو چکا ہے...... وہاں آمنہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہے۔

عبدالمطلب اللہ کی رضا پر راضی:

حضور فرماتے ہیں...... کہ میرے اس بوڑھے دادے ایک سو اٹھارہ سالہ ضعیف العمر نے اس بڑھاپے کے عالم میں مجھے اٹھا کر سینہ سے لگایا...... میری پیشانی پہ بوسہ دیا...... اور مجھے نیچے پکڑ کے پہاڑ کے اوپر کھڑا کر دیا...... اور جب میں پہاڑ پر کھڑا ہوا...... تو مجھے وہ سامنے منظر نظر آ رہا تھا...... مکہ کے وہ گھر نظر آتے تھے...... کہ جس گھر سے میں چلا تھا...... تو اماں ساتھ تھیں...... آج آیا ہوں تو اکیلا ہوں...... اماں ساتھ نہیں ہے...... عبدالمطلب نے اس پہاڑی پر کھڑے ہو کر ایک عجیب نظارہ دیکھ لیا...... دنیا حیران

ہوگئی......اس نے حضور ﷺ کو زمین پر کھڑا کر دیا......اور حضور کا چہرا یوں پکڑ کر آسمان کی طرف کیا......اس بڑھاپے کے عالم میں اسکی زبان سے ایک آخری جملہ نکلا......کہا اللہ تیرے فیصلے تیری حکمتیں تو ہی بہتر جانتا ہے......کسی کو کیا پتہ ہے......مالک اس کے آنے سے پہلے اس کا ابا نہیں...... چھ سال کا ہے اس کی امی نہیں...... پتہ نہیں میری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں......اللہ میں نے اس کا نام محمد ﷺ اس لیے رکھا تھا......کہ چالیس سال کی عمر میں اس کی عزتوں کے عظمتوں کے ڈنکے بجائیں......اس کے کمالات کو پورے عالم میں پھیلانا...... اللہ اس بڑھاپے میں عبدالمطلب اپنا محمد ﷺ تیرے حوالے کرتا ہے......عبدالمطلب کو ہچکیاں لگ گئیں......آنسو بہنا شروع ہو گئے......حضور کو اٹھا کر اس نے سینے سے لگایا......علماء نے لکھا ہے......کہ اس وقت ہاتف غیب سے ایک آواز آئی......عبدالمطلب نہ گھبرا......ہم نے تیرے اس چاند کو اتنی عظمتیں عطاء کی ہیں......اس آفتاب نبوت کو اتنے کمالات عطا کیے ہیں...... کائنات کے ذرے ذرے میں اس کا تذکرہ ہوگا......عبادت قبول نہیں ہوگی...... جب تک اس کی اطاعت نہیں ہوگی......کلمہ پورا نہیں ہوگا...... جب تک اس کا نام نہیں آئے گا......آذان پوری نہیں ہوگی...... جب تک اسکا ذکر نہیں آئے گا......شہادت قبول نہیں ہوگی...... جب تک اس کے متعلق گواہی نہیں دی جائے گی......آذان وتکبیر کے کلمے مکمل نہیں ہونگے...... جب تک محمد کریم کا تذکرہ نہیں آئے گا......قبر کے سوال وجواب پورے نہیں ہونگے...... جب تک اس کی نبوت کا سوال نہ کیا جائے گا......کل قیامت کے دن میں، اللہ اس وقت تک مغفرت نہیں کرونگا...... جب تک تیرا یتیم شفاعت نہیں کریگا......اس واقعہ کو یاد کر کے اللہ کے قرآن نے کہا......اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى...... محبوب یاد ہے......کہ یتیمی کے عالم میں ہم نے سہارے دیے......جس نے اس وقت پالا ہے......وہ تیری نبوت کو بھی چار دانگ عالم میں پھیلائے گا......دنیا میں تیری عظمتوں کے چرچے کریگا......ساری دنیا تیری مخالف ہو جائے......تیرا مالک تیرے

ساتھ ہے......آج تجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں......آپ اپنی ذمہ داری کو پورا نبھائیے۔

ولادت سے اعلان نبوت تک:

رحمت اللعالمین شفیع المذنبین خاتم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ تو آئندہ آنے والے جمعوں کے اجتماعات میں بیان کروں گا......(جس کو آپ تیسری جلد میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں) اب ولادت باسعادت کے حالات وواقعات کو عرض کیا ہے......جی چاہتا ہے......کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تریسٹھ سالہ حیات طیبہ کا مختصر سا خاکہ بیان کر دوں سوموار کا دن......ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ صبح صادق کا وقت عرب کی سرزمین میں مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں جناب سیدنا عبدالمطلب کی حویلی میں سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے بستر اطہر پر سیدنا عبداللہ کے فرزندار جمند سعادت مند قدر بلند سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی......عام الفیل میں واقعہ فیل سے پچاس یا پچپن دن قبل اختلافات روایات کے ساتھ ۸، ۹ یا ۱۲ تاریخ تھی۔(۱)

عیسوی سال کے لحاظ سے ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مشہور ہے......اسی سال سات دن بعد آپکے دادا خواجہ عبدالمطلب نے مکۃ المکرمہ میں ہی خانہ کعبہ میں لے جا کر آپ کا نام محمد ﷺ

---

(۱) اس بات پر تمام اصحاب سیر اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سرور دو عالم کی ولادت ماہ ربیع الاول بروز پیر کو ہوئی ہے تاریخ ولادت کے بارے میں اکثر مورخین اور اہل سیر کا قول ۸ ربیع الاول کا ہے اور بعض مورخین اور اہل سیر نے ۹ ربیع الاول ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کے قول کو ترجیح دی ہے اور علم ہیئت کے مشہور عالم محمود پاشافلکی نے اسی کو دلائل سے ثابت کیا ہے مزید دیکھیں سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی ص ۱۶۰ ج ۱ تاریخ ابن عساکر محمد بن اسحاق ص ۲۰ ج ۱ سیرت خاتم الانبیاء از مفتی محمد شفیع ص ۱۸ رہبر و رہنما از علامہ فاروقی شہید ص ۶۲ سیرت مصطفی ص ۵۱ ج ۱ رحمۃ للعالمین ص ۶۲ ج ۱

رکھا......(۱) اسی سال آپ کا عقیقہ بھی ہوا...... اور والدہ ماجدہ نے نام احمد رکھا......اسی سال سیدہ حلیمہ دایہ آپ کو لے گئیں......اور فیض یاب ہوتی رہیں...... ولادت کے دو سال بعد پہلی مرتبہ والدہ ماجدہ کے ہاں واپسی ہوئی...... ولادت کے چھ سال بعد تک آپ سیدہ حلیمہ کے ہاں رہے......اسی دوران واقعہ شق صدر بھی ہوا......اسی چھٹے سال آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کا مقام ابواء میں وصال پُر ملال ہوا۔

❁ ولادت کے آٹھویں سال حضرت خواجہ عبدالمطلب آپکے دادا کا وصال ہوا(۲)۔

ولادت کے بارہویں سال آپ نے شام کا پہلا تجارتی سفر فرمایا...... اسی سفر میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی......جس نے آپ کو نبی صادق ہونے کی پیشین گوئی دی(۳)۔

❁ ولادت کے پندرویں سال آپ نے جنگ فجار میں شرکت فرما کر(۴) حلف الفضول کے معاہدہ میں شرکت فرمائی۔(۵)

❁ ولادت کے پچیسویں سال آپ نے شام کا دوسرا تجارتی سفر فرمایا......(۶) اسی سفر میں نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی......جس نے آپ کی ختم نبوت کی گواہی دی...... اسی سال آپ کو صادق وامین کا لقب ملا۔(۷) ولادت کے چھبیسویں سال سیدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے آپ نے نکاح کیا(۸)

❁ ولادت کے اٹھائیس ویں سال آپ کے فرزند سیدنا قاسم پیدا ہوئے......جن کی نسبت سے آپ ﷺ نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی۔

❁ ولادت کے تیس ویں سال آپ ﷺ کی پہلی بچی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت

---

(۱) فتح الباری ص ۱۲٤ ج ۷، مبعث النبی ﷺ (۲) سیرت مصطفی ص ۸۷ ج ۱ (۳) اسکا نام بحیرہ نصرانی تھا رحمۃ للعلمین ص ٦٥ ج ۱، سیرت مصطفی ص ۸۸ ج ۱ (٤) روض الانف ص ۱۲۰ ج ۱ (٥) طبقات ابن سعد ص ۸۲ ج ۱ (٦) سیرت مصطفی ص ۹۹ ج ۱ (۷) رحمۃ للعلمین ص ٦۷ ج ۱ (۸) سیرت مصطفی ص ۱۱۱ ج ۱ روض الانف ص ۱۲۲ ج ۱

ہوئی۔(۱)

- ولادت کے تیتسویں سال سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی۔(۲)
- ولادت کے چونتیسویں سال سیدہ ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔(۳)
- ولادت کے پینتیسویں سال آپ نے تعمیر کعبہ میں حجر اسود کے نصب کرنے کا فیصلہ فرمایا......اوراسی سال سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی۔(۴)
- ولادت کے سینتیسویں سال آپ ﷺ غار حرا میں گوشہ نشین ہوئے۔
- ولادت کے چالیس ویں سال تک غار حرا میں شب و روز اللہ کی یاد میں بسر فرمائے۔(۵)

طلوع آفتاب سے ہجرت تک:

ولادت کے اکتالیسویں سال شب جمعہ لیلۃ القدر ماہ رمضان المبارک میں آغاز نزول قرآن ہوا......فجر اور شام کی نماز فرض ہوئی تین سال تک آپ ﷺ نے خفیہ دعوت دی۔(۶)

نبوت کے تیسرے سال کھلے عام اعلان تبلیغ فرمایا۔(۷)

- نبوت کے پانچ ویں سال ماہ رجب میں بارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی......اسی سال امیر حمزہ مسلمان ہوئے۔
- نبوت کے چھٹے سال یکم محرم الحرام کو آپ مع اہل وعیال شعب ابی طالب میں قید ہوئے......تین سال تک قید رہے۔

---

(۱) امت مسلمہ کی مائیں ص۱۶، زرقانی ص۱۹۶، ۱۹٤ ج۳ (۲) سیرت مصطفیٰ ص۳٦٦ ج۳ (۳) زرقانی ص۱۹۹ ج۳ (٤) سیرت مصطفیٰ ص۳٦۹ ج۳ (٥) رحمۃ للعٰلمین ص۷۲ ج۱ (٦) امام طبری نے نزول قرآن کی تاریخ ۱۷یا۱۸ رمضان روایت کی ہے چونکہ ۱۸ رمضان سن ۱ نبوی کو یوم الجمعہ تھا بطابق ۱۷ اگست سن ٦۱۰ عیسوی اس لیے نزول قرآن شب جمعہ ۱۸ رمضان کو تھا حاشیہ رحمۃ للعٰلمین ص۷٥ ج۱ (۷) ان تمام واقعات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں عہد نبوت کے ماہ و سال

- نبوت کے نویں سال شعب ابی طالب سے آپ ﷺ کی رہائی ہوئی......اسی سال سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کا وصال ہوا......اسی سال سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا......اسی سال سفر طائف اور واقعہ شق القمر پیش آیا۔
- نبوت کے دسویں سال مدینہ طیبہ میں آغاز اسلام ہوا......ضحاد ازدی نے اسلام قبول کیا......اور اسی سال آپ کو معراج ہوا...... پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

ہجرت سے وصال تک:

اسی سال طفیل بن عمرو دوسی ﷛ اور سیدنا ابوذر غفاری ﷛ اور مدینہ کے ایک بڑے وفد نے اسلام قبول کیا۔

- نبوت کے گیارہویں سال واقعہ بیعت عقبہ پیش آیا۔
- نبوت کے بارہویں سال واقعہ بیعت عقبہ ثانیہ پیش آیا۔
- نبوت کے تیرہویں سال سفر ہجرت مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ تک فرمایا۔
- اسی سال مسجد قبا کی بنیاد رکھی......اسی سال ہی جمعۃ المبارک کی فرضیت کا حکم ہوا......اسی سال آذان کی ابتداء ہوئی......اور مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی۔
- اسی سال مہاجرین وانصار میں مواخات یعنی بھائی چارہ ہوا......اسی سال یہود مدینہ سے معاہدہ ہوا......اسی سال آپ نے ابوایوب انصاری کے مکان کو اپنا گھر بنایا۔
- ہجرت کے دوسرے سال حضرت علی ﷛ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔
- اسی سال اماں عائشہ کی رخصتی ہوئی......اسی سال آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا......اسی سال غزوہ بدر پیش آیا......اسی سال سیدہ رقیہ کا انتقال ہوا......اسی سال روزہ و عیدین کے احکام آئے......اسی سال ہی تحویل قبلہ کا واقعہ پیش آیا۔

❁ ہجرت کے تیسرے سال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا......اسی سال جنگ احد واقع ہوئی......اسی سال حضرت حفصہ اور سیدہ زینب سے آپ کا نکاح ہوا......اسی سال مسلمانوں نے پہلی عید قربانی پڑھی۔

❁ ہجرت کے چوتھے سال......شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا......اسی سال غزوہ ذات الرقاع واقع ہوا......اسی سال واقعہ افک پیش آیا......اسی سال آپ کا سیدہ ام سلمہ سے نکاح ہوا۔

❁ ہجرت کے پانچویں سال تیمم کے احکام نازل ہوئے۔

❁ ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کا اہم واقعہ پیش آیا۔

❁ ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر واقع ہوا......اسی سال سلاطین عالم کو دعوت اسلام کے خطوط بھیجے گئے......اسی سال عمرۃ القضاء ہوا......اسی سال سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ میمونہ سے آپ کا نکاح ہوا۔

❁ ہجرت کے آٹھویں سال میں آپ کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے......اسی سال فتح مکہ ہوا......اسی سال غزوہ حنین اور غزوہ طائف پیش آئے۔

❁ ہجرت کے نویں سال غزوہ تبوک واقع ہوا......اسی سال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا......اسی سال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج بنے۔

❁ ہجرت کے دسویں سال آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا......ہجرت کے گیارہویں سال کے اوائل میں آپ کو مرض الوفات لاحق ہوا......اسی سال جیش اسامہ روانہ کیا گیا......اسی سال وفات سے چار روز قبل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امت کی امامت سپرد کی گئی......مشہور قول کے مطابق پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو آفتاب نبوت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے......اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ میں نے ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا ہے......تفصیل کیلئے آنے والے جمعہ کے

خطبوں (قارئین حضرات اگلی جلدوں میں یعنی جلد ثالث میں ملاحظہ فرمائیں) میں اپنی معروضات پیش کروں گا...... دلی دعا ہے...... کہ رب تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

حضور ﷺ کا بچپن

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًاوَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ فِرَقِھِمْ وَخَیْرَالْفِرْقَیْنِ ثُمَّ خَیَّرَ الْقَبَآئِلَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ الْقَبِیْلَۃِ ثُمَّ خَیَّرَالْبُیُوْتَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِبُیُوْتِھِمْ فَاَنَاخَیْرُھُمْ نَفْسًاوَّخَیْرُھُمْ بَیْتًا(۱)اَوْ کَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ......صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم......واجب الاحترام......بزرگو دوستو......اور بھائیو......!

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں......میں نے سرورکائنات......فخرموجودات......امام الانبیاءوالمرسلین......سیدالاولین والاخرین......راحت العاشقین......مرادالمشتاقین......

(۱) ترمذی ص۲۰۱ ج۲

محبوب رب العلمین ...... سیدنا ...... محمد رسول اللہ ﷺ ...... کی سیرت طیبہ کے ...... چھٹے سال کی تکمیل کی تھی۔

چھ سال کی عمر میں صدمہ:

اور یہ بتایا تھا ...... کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک جب چھ سال کی ہوئی ......(1) تو اللہ کے حبیب کو ایک بہت بڑا صدمہ لاحق ہوا ...... کہ اماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور پیغمبر اس بچپنے میں ماں کی شفقت سے محروم ہو گئے ...... والدہ کے وصال انتقال پر ملال کے بعد وہ یتیم بچہ جس کے آنے سے پہلے ابا جدا ...... آج چھ سال کی عمر میں اماں بھی داغ مفارقت دے گئیں ...... دنیا میں یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ بچہ اب تنہا ہے ...... اس کا شاید کوئی پرسان حال نہیں ہوگا ...... لیکن قسام ازل نے کچھ اس انداز سے تقسیم کیا ...... کہ دنیا کے تصور میں یہ تو بات آئے گی ...... اب اس کی کفالت کون کرے گا ...... تربیت کون کرے گا۔؟

ماں کا سایہ اٹھنے میں حکمت:

خدا یہ چاہتے تھے ...... کہ دنیا یہ نہ کہے ...... کہ اس کی تربیت کرنے والا کوئی نہیں اور میں رب، یہ کر کے دکھانا چاہتا ہوں ...... کہ دنیا میں جب کوئی نہ ہو ...... تو اس کا والی اور وارث اللہ کی ذات ہوتی ہے۔

رحمت اللعلمین ﷺ کی والدہ ماجدہ کے وصال پر ملال ...... کے بعد حضور ﷺ کے جدامجد جناب سیدنا عبدالمطلب جو آقائے نامدار کے دادا تھے ...... اس وقت ایک سو اٹھارہ

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص۸۶ ج۱، سیرت ابن ہشام میں ہے فلمابلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ست سنین توفیت امہ آمنۃ بنت وھب (ص۱۶۹ ج۱ بیروت) زرقانی میں مختلف اقوال منقول ہیں دیکھئے تفصیل کے لئے الزرقانی ص۲۰۷ ج۱ بیروت، سیرت حلبیہ ص۳۴۶، تاریخ محمد ﷺ ص۲۰۷، السیرت النبویۃ ص۷۲ ج۱ الدکتور علی محمد بیروت، السیرت النبویۃ ۲۰۷ ج۱ الدکتور محمد ابو شھبۃ، السیرت النبویۃ لابن کثیر ص۲۴ ج۱ بیروت

سال ان کی عمر تھی ...... اگرچہ مختلف روایتوں میں مختلف عمریں منقول ہیں ...... ایک روایت کے مطابق یہ ہے ...... کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو اٹھتیس سال تھی۔

ایک اور روایت کے مطابق ایک سو اٹھارہ سال ہے ...... بہرحال اس بوڑھاپے کے عالم میں ضعیف العمری کے عالم میں اس پیرانہ سالی کے عالم میں دادے نے اپنے پوتے کو سہارا دیا ...... جس پوتے کی آمد سے پہلے اس کا ابا جدا ...... چھ سال کی عمر میں امی جدا ہوگی تھیں ...... اور جناب عبدالمطلب خاندان قریش میں قبیلہ بنو ہاشم میں سب سے بڑے سردار تھے۔(۱)

تمام قبائل کی سرداری کا تاج:

کعبۃ اللہ کی کفالت ان کے سپرد تھی ...... حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کے انتظامات سنبھالنا یہ ان کے سپرد تھا ...... باہر سے جتنے وفود آتے تھے ...... ان سے ملاقات بھی جناب عبدالمطلب کرتے تھے ...... پھر جانے والے قافلوں کو الوداع بھی یہ کیا کرتے تھے ...... تو اس حیثیت سے عرب کے جتنے قبیلے تھے ...... خواہ وہ بنو امیہ کا قبیلہ ہو ...... بنو تمیم کا قبیلہ ہو ...... بنو عدی کا قبیلہ ہو ...... ان تمام قبیلوں میں سب سے زیادہ سرداری کا تاج بنو ہاشم کے اس سردار جناب عبدالمطلب جو ہاشم کے فرزند ارجمند تھے ...... ان کے سر پر تھا ...... تو تمام قبیلے ان کا احترام کرتے تھے ...... ان کو محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

والدہ کی وفات کے بعد آپ کی کفالت:

پھر جب اللہ کے رسول کی تربیت جناب عبدالمطلب نے کرنا شروع کی ...... اپنی کفالت میں حضور ﷺ کو لے لیا۔

---

(۱) عبد المطلب کا نام شیبہ تھا، نہایت ھی حسین و جمیل تھے(سیرت مصطفیٰ ج ۱، رحمۃ للعلمین ص ٦٤ ج ۱، ابن ھشام ص ١٦٩ ج ۱

تو لکھا ہے...... کہ آقا کا اگر چہ بچپن تھا...... اور اللہ نے بچپن میں بھی اس انداز سے تربیت فرمائی...... کہ بڑے بھی اتنی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ وہ کام نہیں کرتے...... جو پیغمبر ﷺ بچپن کی حالت میں کرلیا کرتے تھے۔

اس منظر میں جناب عبدالمطلب کے سامنے جو اتنے عظیم المرتبت عہدوں پر فائز تھے...... کوئی آدمی جرات نہیں کرتا تھا کہ سامنے آ کر بیٹھے...... جناب عبدالمطلب کے لئے جو منصب اور بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی جاتی تھی...... کسی آدمی کو یہ جرات نہیں ہوتی تھی...... کہ ان کے ساتھ ہم پلہ اور ہم وزن ہو کر بیٹھ جائے...... یا ان کے سامنے جرات کر کے اس انداز میں گفتگو کرے...... جیسے کسی عام آدمی کے سامنے کی جاتی ہے۔

عبدالمطلب کا حضور ﷺ کی انتظار کرنا:

حتی کہ جناب عبدالمطلب کے جتنے صاحبزادے تھے...... جناب عبداللہ تو پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے...... باقی لڑکے جتنے بچے ہوئے تھے...... ان میں سے بھی کسی بچہ میں اتنی سکت نہیں تھی...... کہ باپ کے سامنے گفتگو کر سکے...... باپ کے سامنے بیٹھ سکے...... باپ جس منصب پر بیٹھتا ہے...... اس کی عدم موجودگی میں اس تخت پر آ کر بیٹھ جائے...... یہ جرات کوئی نہیں کرتا تھا...... لیکن بچپن میں اللہ نے رحمت اللعلمین میں وہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں...... کہ حضور ﷺ اس کم عمری میں کم سنی میں چھ سات سال کی عمر میں جب تشریف لاتے...... تو عبدالمطلب اپنے منصب پر بیٹھا ہوا...... ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو جاتا...... رحمت اللعلمین ﷺ کا استقبال کرتا...... حضور ﷺ کو اپنی جگہ پر بٹھاتا...... اپنے ساتھ بٹھاتا...... اور جب حضور ﷺ اٹھ کر جانا چاہتے...... عبدالمطلب ایک دم کھڑا ہو جاتا۔

مستقبل میں عظمتوں کا مالک:

لوگوں نے سوال کیا...... کہ بڑے بڑے رئیس لوگ آتے ہیں...... عرب کے امیر لوگ آتے ہیں...... سرمایہ دار لوگ آتے ہیں...... وڈیرے لوگ آپ کے پاس آتے ہیں...... تو آپ اپنی جلالت اور رعب کے ساتھ اپنے منصب پر بیٹھے رہتے ہیں...... یہ ایک ننھا آپ کا پوتا یتیم محمد ﷺ جب سامنے آتا ہے...... آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں...... آپ اس کا استقبال کرتے ہیں۔(۱)

فرمایا تم لوگ نہیں جانتے ...... میں نے اس بچے کی ولادت کے منظر کو دیکھا ہے...... میں نے اس کے بچپن کے یہ تمام مراحل دیکھے ہیں...... میں نے اس کی اماں کی جدائی کے بعد اس بچہ کا حوصلہ اور صلاحیتیں جو اللہ نے اس میں رکھی ہیں...... وہ میں تمام اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں...... اس کے نام کی خوبیاں مجھے بتاتی ہیں...... اس کے اس چلنے کے قدم قدم کی خوبیاں بتاتی ہیں...... کہ مستقبل میں یہ بچہ بڑی عظمتوں کا مالک بنے گا۔(۲)

عرب و عجم پر روشنی:

اس لئے اس وقت سے میں اس کا احترام کر رہا ہوں...... کہ یقیناً یہ احترام کے

---

(۱) سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے 'فکان رسول اللہ ﷺ مع جدہ عبد المطلب بن ھشام و کان یوضع لعبد المطلب فراش فی ظل الکعبة، فکان بنو یجلسون حول فراشه ذلك حتی یخرج الیه لایجلس علیه احد من بنیه اجلالاله قال فکان رسول اللہ ﷺ یاتی وھو غلام جفر حتی یجلس علیه فیاخذه امامه لیؤخروه عنه فیقول عبد المطلب اذا رأى ذلك منهم دعوابنی فوالله ان له لشأنا، ثم یجلسه علی الفراش ویمسح ظهره بیده ویسره مابراه یصنع(سیرت ابن ھشام ص۱۷۰ ج۱ بیروت، شرح زرقانی ص۳۵۳ ج۱، السیرت النبویة لابن کثیر ص۲۴۰ ج۱ بیروت

(۲) سیرت حلبیه ص۳۴۶ ج۱ (اردو)

قابل ہے......ایک وقت آئے گا...... کہ عرب وعجم کی دنیا میں اس کا احترام کیا جائے گا......کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا احترام کرے گا......میں اس لئے اس کا احترام کرتا ہوں......جب بھی یہ بچہ آتا ہے......اس کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں......جب بھی یہ بچہ آتا ہے ......میں اس کو سلامی پیش کرتا ہوں ......پھر اس کی پیشانی سے نور چمکتا ہوا......مجھے نظر آتا ہے......جو مجھے محسوس ہوتا ہے......کہ اس نور کی روشنی......یہ اس بچے تک محدود نہیں ہوگی......بلکہ یہ روشنی عرب وعجم پر بھی چھا جائے گی۔

تاریخی واقعات:

جناب حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ کے بچپن میں محبوب ﷺ کا اتنا احترام کرتے ہیں ......اس بچپن کے دور میں دو سال تک کفالت حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے کی...... اس دوران مختلف واقعات رونما ہوئے ......سیرت وتاریخ کی کتابوں میں جو واقعات ملتے ہیں......اور پھر ان میں ایک ایک واقعہ حضور ﷺ کی نبوت کی مستقل دلیل تھی ......یعنی یہ وہ بچہ ہے......جس کا بچپن اس کی نبوت کی دلیل ہے......جس کا اعلان نبوت سے پہلا زمانہ اس کی نبوت کی دلیل ہے......تو حضور اکرم ﷺ جب بچپن میں تھے تو لکھا ہے ......اس وقت عجیب وغریب نوادرات اور ایسے انوکھے اور نرالے واقعات رونما ہوئے......کہ تاریخ نے کسی بچہ کے لئے ایسے واقعات نہیں ظاہر کیے۔

بیماری کی وجہ سے درجات کی بلندی:

ایک مرتبہ رحمت اللعلمین ﷺ کی آنکھیں دکھی ......آشوب چشم آنکھ کی ایک بیماری ہے......جس کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں......پانی آنا شروع ہو گیا......اور اللہ کی تقسیم یہ ہوتی ہے......کہ پیغمبر ﷺ بھی ان مراحل سے گزرتے ہیں......امام مسلم نے ایک

حدیث نقل کی ہے...... کہ حضورﷺ نے فرمایا جتنا تم میں سے ایک آدمی کو بخار آتا ہے ......(۱) اور جب مجھے بخار آتا ہے......تو تم دو کے برابر مجھ ایک کو بخار آتا ہے......تو صحابہؓ نے کہا......اللہ کے حبیبﷺ اس کی وجہ......؟

فرمایا جیسے تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہو......اس کے متلاشی ہو......میں بھی خدا کی رحمت کا متلاشی ہوں...... اور حضورﷺ نے فرمایا......آدمی کو اگر ایک دن بخار آ جائے...... اللہ ایک سال کے گناہ معاف کر دیتے ہیں...... اور جب پیغمبرﷺ کو ایک دن دو آدمیوں کے برابر بخار آتا ہے......تو اللہ محمدﷺ پر اس سے دہری رحمت برسا دیتے ہیں......میں چونکہ رحمت اللعلمین ہوں ......اللہ کی رحمت کا اورزیادہ مستحق ہوں ......اورزیادہ متلاشی ہوں......تو اس لئے جب ان بیماریوں کے منصب سے میں گزرتا ہوں...... اور حالات سے گزرتا ہوں......تو اللہ مجھے وہ بیماری دے کر میرے درجات بلند کرنا چاہتے ہیں۔

دنیا میں اس بچہ کا علاج:

تو آمنہ کے در یتیم کی آنکھ مبارک دکھی......حضورﷺ کے دادا کو خیال آیا...... کہ علاج تو کیا ہے......لیکن اس کے لئے جیسے ہمارے ہاں عام رواج ہے...... کہ دوا بھی ہو اور دعا بھی ہو......تو دوا بھی اور دعا بھی کرنی چاہئے......تو کسی نے کہا......فلاں جگہ ایک راہب رہتا ہے......اور وہ منتر پڑھتا ہے......اس کی زبان میں بڑا اثر ہے......اس بچہ کو اس کے پاس لے جاؤ۔

---

(۱) عن ابن مسعودؓ قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یوعك فقلت یارسول اللہ انك توعك وعکا شدیدا قال اجل انی اوعك کما یوعك رجلان منکم قلت ذلك ان لك اجرین؟ قال اجل ذلك کذلك ما من مسلم یصیبہ اذی شوکة فما فوقھا الا کفر اللہ بھا سیاتہ وحطت عنہ ذنوبہ کما تحط الشجرة ورقھا(متفق علیہ بحوالہ ریاض الصالحین ص۰ ٤ ج۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان)

جناب عبدالمطلب حضور اکرمﷺ کو لے کر اس راہب کے گھر گئے...... جب اس کا دروازہ کھٹکھٹایا...... وہ باہر نہ نکلا...... دوسری مرتبہ دروازہ پر دستک دی...... وہ شخص باہر نہ نکلا...... تیسری مرتبہ حضورﷺ کے دادا نے جب دستک دی...... وہ نہ نکلا...... تو ایک دم وہ راہب کہتا ہے...... میں جس جگہ بیٹھا ہوا تھا...... میں حیران ہو گیا...... ایک دم زمین ہلی جیسے زلزلہ آتا ہے...... اور ایک طوفان نما آندھی مجھے معلوم ہوئی...... میں ایک دم اٹھ کر دوڑا اور بھاگا...... جب میں نے دروازہ کھولا...... تو آگے ایک ننھا سا بچہ سامنے کھڑا ہے...... جس کے حسن کا مقابلہ دنیا نہیں کر سکتی...... اور ایک بوڑھا آدمی اس کی انگلی پکڑ کر کھڑا ہوا ہے...... میں سمجھ گیا...... کہ یہ آندھی عام آندھی نہیں...... یہ زلزلہ عام زلزلہ نہیں...... یہ طوفان نما ایسی آندھی نہیں...... یہ درحقیقت مجھے اٹھانا مقصود تھا...... کہ جلدی دوڑ کر اس حسین کا دیدار کر...... جلدی آ اس بچہ سے ملاقات کر...... باہر نکل کر کہا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں......؟ جناب عبدالمطلب نے اپنا تعارف کرایا...... کہ میں کعبۃ اللہ کا وہ رئیس امیر ہوں...... وہاں کا مجاور ہوں...... میں کعبہ کی سرپرستی کرتا ہوں...... وہاں کے انتظامات سنبھالتا ہوں...... یہ میرا بیٹا ہے...... اس کی آنکھ میں درد ہے...... اس کا علاج کیجئے...... کوئی دم کر دیجئے...... کوئی اس کے لئے دوا دیجئے...... تو اس راہب نے حضورﷺ کے چہرہ کو دیکھ کر ایک جملہ کہا...... کہ عبدالمطلب آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہے...... کہ یہ میرا بیٹا ہے...... آپ کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہے......؟

اس نے کہا میں سچ کہہ رہا ہوں...... اس راہب نے کہا کہ میرا علم مجھے بتاتا ہے...... کہ یہ تیرا بیٹا نہیں...... یہ یتیم ہے...... اس کا ابا دنیا سے رخصت ہو چکا ہے...... تو جناب عبدالمطلب نے کہا واقعی یہ میرا پوتا ہے بیٹا نہیں...... اس کا ابا دنیا سے رخصت ہو چکا ہے...... راہب نے کہا کہ کیسے لائے ہو......؟ کہا آنکھ دکھ رہی

ہے......آنکھ کے علاج کے لئے لایا ہوں ......تو فرمایا اچھا اگر اس لئے لائے ہو......تو پھر میں تمہیں بتاؤں اس بچہ کا علاج دنیا میں کسی کے پاس نہیں۔

لعاب میں علاج:

اس کا علاج تو اللہ نے اس کے لعاب میں رکھا ہے......(۱) اس بچہ کے منہ میں اس کی بیماری کا علاج موجود ہے...... کہ اس کا لعاب لو اور اس کی آنکھ پر لگا دو......اللہ اس کو شفاء دیگا......اور پھر وہ اسلام کی تاریخ بتاتی ہے...... کہ یہی وہ لعاب دہن تھا...... جو صدیقؓ کی ایڑی پر لگا......یہی وہ لعاب دہن تھا...... جو علیؓ کی آنکھ پر لگا......یہی وہ لعاب دہن تھا......جو بیماریوں میں شفاء کا کام دیتا رہا......یہی وہ لعاب دہن تھا......جس نے مشکلات میں کام دیا......یہی وہ لعاب دہن تھا......جو تین آدمیوں کے کھانے میں پہنچا تو تین سو کو کفایت کر گیا۔

تو یہ پیغمبر ﷺ کے لعاب کا اثر تھا......جو نبوت کے اعلان سے پہلے بچپن میں یہ تاثیر دکھا رہا ہے......اعلان نبوت کے بعد اس کی تاثیر کا کیا منظر ہوگا...... یہ ایک عجیب سا واقعہ رونما ہوا۔

آمد پیغمبر ﷺ سے قبل عبد المطلب کا استقبال:

حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں...... کہ میں ایک مرتبہ حبشہ گیا......اس وقت حبشہ میں انقلاب آیا تھا......نجاشی سے پہلے شاہ حبشہ ایک نیا حکمران آیا......حضرت عبد المطلب کہتے ہیں......میرے ساتھ پورا قافلہ تھا......میں اس قافلہ میں ساتھ تھا...... جب میں پہنچا تو وہ بادشاہ جلدی سے اٹھا......اور اس نے میرا استقبال کیا۔

---

(۱) سیرت حلبیہ ص ۳۵۲ ج ۱ (اردو)

استقبال کرنے کے بعد اس نے مجھے اپنے قریب بلایا......سب لوگ بادشاہ کے سامنے تھے......مجھے شاہ نے تخت پر اپنے ساتھ بٹھالیا......بٹھانے کے بعد اس نے میری خیریت دریافت کی......پھر اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا......آپ کا نام کیا ہے......؟میں نے اپنا نام بتایا......پوچھا آپ کے باپ کا نام کیا ہے......؟میں نے اپنے باپ کا نام بتایا......کہ میں ہاشم کا لڑکا ہوں......آپ کہاں سے آئے ہیں......؟میں نے کہا......میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں......آپ کیا کام کرتے ہیں......؟میں نے کہا......میں تجارت کا کام کرتا ہوں...... اور وہاں کی سرداری بھی اللہ نے میرے سپرد کر رکھی ہے......تو اس نے کہا عبدالمطلب پھر میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں......کہ عنقریب میرے علم کے مطابق تیرے گھر میں تیرے خاندان میں یا وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے...... یا پھر وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے......اس بچہ کا حلیہ پھر اس نے بیان کیا......کہ اس کی آنکھیں ایسی ہونگی......اس کا چہرہ ایسا ہوگا......اس کا قد ایسا ہوگا......اس میں خدا حسن اس قدر رکھے گا......کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا حسین اس کے حسن کا مقابلہ نہ کر سکے گا......اللہ اس بچے کو بچپن میں تدبر اور حوصلہ عطا فرمائیں گے......خدا اسے علم عطا فرمائیں گے......وہ اللہ کی طرف سے اس علم کا مالک ہوگا......کہ دنیا میں وہ علوم کسی کو نہیں دیے گئے......پھر اللہ اس کے سر پر نبوت کا تاج رکھیں گے......وہ یتیم ہوگا......اس کا ابا بھی فوت ہو جائے گا......چھ سال کی عمر میں اس کی ماں بھی دنیا سے رخصت ہو جائے گی......عبدالمطلب میرے علم کے مطابق یقیناً وہ بچہ تیرے خاندان میں ہونا چاہئے۔

جناب عبدالمطلب نے کہا......جو تو کہہ رہا ہے......یقیناً وہی بات ہے......بچہ میرے گھرانے میں پیدا ہوا ہے......بچے کا نام میں نے محمد ﷺ رکھا ہے......اس کے ابا کا نام عبداللہ تھا......آنے سے پہلے وہ فوت ہو چکا تھا......گزشتہ سال جب اس بچے کی

عمر چھ سال تھی......اس کی امی انتقال کر گئی ہے......اب میں اس کی کفالت کر رہا ہوں......
اب اس کی عمر کا ساتواں سال ہے ......اور میں پیرانہ سالی میں ہوں ......ضعیف العمر ہوں......بڑھاپے کے عالم میں ہوں ...... پتہ نہیں میری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں۔

زندگی کی تمنا:

اس حبشہ کے شاہ نے کہا......عبدالمطلب کاش اس وقت خدا تجھے بھی زندہ رکھے اور میں بھی زندہ رہوں ......(۱) جس وقت وہ محمد ﷺ نبوت کا اعلان کریگا......اس کے سر پر نبوت کا تاج آئے گا......دنیا اس کے قدموں میں جھکے گی ......شام کے محلات اس کے زیر اثر آجائیں گے ......اور پھر جب وہ آسمانوں کی سیر پر جائے گا......تو فرشتے اس کا استقبال کریں گے......وہ عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے......کاش میری کتابوں میں لکھا ہوا ہے...... کہ اس بچہ کا دارالحکومت مدینہ (یثرب) کی سرزمین بنے گی......میں اس وقت تک زندہ رہا......تو میں یہ یقین دلاتا ہوں...... کہ میں اس کا کلمہ پڑھ کر اس کی نبوت کا اقرار کروں گا......اعتراف کروں گا...... یہ شاہ تو دنیا سے رخصت ہو گیا۔

مگر جب پیغمبر ﷺ مدینہ تشریف لائے ......ابھی حضور ﷺ مکہ میں تھے......
اعلان نبوت کیا تھا......تو وہ شاہ حبشہ جو اس کا جانشین بنا تھا...... جب اس نے پہلے بادشاہ کی پیشین گوئی کی باتیں پڑھیں ......اس نے فوراً حضور اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا......اس بچے کا بچپن بتا تا تھا...... کہ اس کی نبوت کتنی عظیم ہوگی ......؟اس کی یہ کم عمر بتا رہی تھی...... کہ اس نے بڑا ہو کر کتنی خوبیوں سے گزرنا ہے...... بڑے ہو کر اس نے دنیا میں کیا کیا انقلابات برپا کرنے ہیں۔

---

(۱) سیرت حلبیہ ص۳۵۶ تا ۳۶۲ ج۱ (اردو)

حضور ﷺ کا بچپن:

ایک روایت میں ایک واقعہ ہے...... حضور ﷺ کی عمر ابھی سات سال ہوئی تھی ......یعنی یہ دادا کی کفالت کے زمانے کے واقعات بتا رہا ہوں ...... جو دو سال دادا نے حضور اکرم ﷺ کی کفالت کی اس دوران یہ واقعات رونما ہوئے ...... حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور اکرم ﷺ سیر کرتے ہوئے ...... مکۃ المکرّمہ سے باہر پہاڑوں کی طرف چلے گئے...... چھوٹے بچے تھے...... جیسے چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے...... کھیلتے ہیں...... اور یہ حضور ﷺ کی خوبی ہے حدیث میں آتا ہے...... محبوب ﷺ بچپن میں روتے نہیں تھے...... بلکہ ایک روایت میں ہے...... سیدہ آمنہ فرماتی ہیں ...... کہ میں بچے کا جھولہ جھلاتی سلا کر اور جب میں کہیں کام کاج کرنے چلی جاتی...... تو میں کیا دیکھتی کہ کافی دیر ہوگئی ...... واپس آ کر دیکھتی تو جھولا پھر بھی جھول رہا ہوتا...... اور جب جوانی میں اعلان نبوت کے بعد پیغمبر ﷺ سے کسی نے پوچھا تھا...... کہ محبوب ﷺ آپ کی اماں یوں کہتی تھیں ......کیا سبب ہے؟...... فرمایا تمہیں معلوم نہیں فرشتے آ کر میرے جھولے کو جھولایا کرتے تھے...... اور فرمایا یہ تو بچپن کی باتیں ہیں...... یہ تو اب میں نے یوں اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہوا۔

بچپن میں چاند کا اشارہ سے رقص کرنا:

مجھے یاد ہے...... جب میں اپنے جھولے میں سوتا تھا...... اور چاند کو اوپر دیکھتا تھا...... تو میں انگلی سے یوں اشارہ کرتا...... تو چاند میرے اشارے پر رقص کرتا...... کھلونا بن جایا کرتا تھا...... یہ ساری خوبیاں اللہ نے مجھے بچپن میں عطا فرمائی تھیں...... یہ بتانا مقصود تھا...... کہ جس بچہ کا بچپن اتنا عظیم ہے...... اس کی جوانی کتنی عظیم

ہوگی......جس کا اعلان نبوت سے پہلے کا دور اتنا عظیم ہے...... اعلان نبوت کے بعد والا زمانہ وہ کتنی خوبیوں والا ہوگا......تو حضور اکرم ﷺ سفر کر کے سیر کرتے ہوئے...... مکہ سے باہر پہاڑوں میں چلے گئے ......واپس تشریف لانے کا راستہ بھول گئے ...... پہاڑ اور ریت کے ٹیلے یہ دو جگہ ایسی ہوتی ہیں...... جہاں ہر پاؤں کے نشان برقرار نہیں رہتے ......تو آدمی راستہ بھول جایا کرتا ہے......اللہ کے حبیب ﷺ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھ گئے...... یہ سوچ کر کہ راستہ کا پتہ نہیں چلتا اور کہیں نہ جاؤں یہیں پر بیٹھ جاؤں...... یہ فرق ہے عام بچوں میں اور پیغمبر ﷺ میں کوئی عام بچہ ہوتا تو اور آگے چلتا اور آگے چلتا روتا چلاتا کہ کہیں تو جا پڑوں گا......لیکن پیغمبر ﷺ کی خوبی یہ ہے...... کہ جب راستہ کا پتہ نہیں چل رہا......تو وہیں پر بیٹھ گئے......آرام فرمایا کہ اللہ اس کا حل پیش کریں گے۔

پیچھے بیٹھنے کی وجہ سے اونٹنی کا نہ چلنا:

حضور ﷺ بیٹھے تھے...... کہ اچانک (اختلاف روایت ہے) ابو جہل یا ابولہب ان دو میں سے ایک آدمی آیا......اونٹنی پر سوار تھا......اس نے حضور ﷺ کو دیکھا......اونٹنی کو بٹھا دیا......اور کہا محمد ﷺ خیر ہے آپ گھر سے آئے ہیں ......شاید راستہ بھول گئے ہیں......آؤ میں آپ کو گھر لے چلتا ہوں ......اس نے اونٹنی بٹھائی حضور ﷺ کو کہا کہ میری پیٹھ کے پیچھے بیٹھ جا...... میں تجھے گھر لے کر چلتا ہوں......حضور ﷺ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پس پشت بٹھایا......اونٹنی کو اٹھایا تو نہ اٹھی ...... چلایا تو نہ چلی ......حتی کہ غصہ میں آکر چابک مار کر کہا کیا بلا ہے چلتی نہیں ......تو جب اس نے چابک مارا اونٹنی تو نہ اٹھی ...... ہاتف غیب نے کہا......کہ اے ظالم ابو جہل ہوش کر اس کو پیچھے بٹھاتے ہو......جس کو خدا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے آگے کھڑا کر رہا ہے ...... یہ بچہ تیرے پیچھے بیٹھے اونٹنی کیسے چلے ......ابو جہل نے اٹھایا اور حضور ﷺ کو آگے بٹھایا......اونٹنی ایک دم اٹھ کر کھڑی ہوگئی

......اور چلنا شروع ہوگئی ......اور حضور اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو آکر بتایا......کہ تیرے بیٹے کے بچپنے کی حالت میں اس کے یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں......جس کا بچپن ایسا ہے پتا نہیں جوان ہو کر اس نے کیا کام کرنا ہے اور ابو جہل نے تو اس وقت بھی تنقیدا ایک بات کہی......کہ میں نہیں سمجھتا اس کے بچپن کے حالات کیا بتا رہے ہیں......پتہ نہیں جوان ہو کر کیا گل کھلائے گا......حضور ﷺ کے بچپن کے یہ تمام تر وہ واقعات تھے......جو دادا کی زندگی میں رونما ہوئے۔

حضور ﷺ کے پاؤں کی سیدنا ابراہیمؑ کے پاؤں سے مشابہت:

بنی مدلج عرب میں ایک قبیلہ ہے......عرب میں اس قبیلہ میں نجومی بڑے ہوتے تھے......اور قیافہ شناس جو ہاتھ دیکھتے ہیں......چہرہ دیکھ کر پہچان لیتے ہیں......ان کے متعلق ایک واقعہ آتا ہے......کہ ایک شخص آیا حضور اکرم ﷺ سو رہے تھے......سات یا آٹھ سال کی عمر تھی......یعنی دادا کی کفالت کے زمانے میں سو رہے تھے......اس نے حضور ﷺ کے پاؤں کو دیکھا پاؤں کو دیکھ کر اس نے کہا یہ بیٹا کس کا ہے......؟ عبدالمطب نے کہا یہ میرا پوتا ہے......میرا بیٹا عبداللہ فوت ہو چکا ہے......یہ بچہ اسی کا ہے......یہ اس کی نشانی میرے پاس ہے......تو اس نے کہا یہ اس کے پاؤں اور وہ پاؤں کا نشان جو اس وقت مقام ابراہیمؑ پر نصب ہے......ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات جو آج بھی مقام ابراہیمؑ پر لگے ہوئے ہیں......خلیل جس پتھر پر کھڑے ہوئے تھے......اور کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تھی......بنیاد رکھی تھی......(۱) اور اللہ نے اس پتھر میں وہ طاقت پیدا کر دی تھی......کہ خلیل آپ کو سیڑھی رکھنے کی ضرورت نہیں......آپ اشارہ کرتے چلے جائیں پتھر اوپر ہوتا چلا جائے گا......آپ بنیاد رکھیں گے......نیچے آپ کو آنے کی ضرورت پڑی تو وہ خود بخود نیچے بیٹھ جائے گا......اور

---

(۱) سیرت حلبیہ ص ۲۴۳ ج ۱ (اردو)

آج کل کے دور میں اگر نہ سمجھیں تو پڑھے لکھے لوگ ہیں...... سائنس کا دور ہے...... آپ نے بھی تو ایسی ایجادات کر دی ہیں بٹن دباؤ...... تو سینکڑوں منزلوں کے اوپر آپ چلے جاتے ہیں...... پھر اسی بٹن کو آپ دباتے ہیں وہی لفٹ آپ کو نیچے لے کر آتی ہے...... اللہ نے آج سے کئی ہزار سال پہلے ابراہیمؑ کو مقام ابراہیمؑ والی لفٹ عطا فرمائی...... خلیل نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ کی بنیاد رکھی...... پھر اس پتھر میں اللہ نے اتنی نرمی پیدا کی...... کہ خلیل نے جہاں قدم رکھے...... ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان وہاں پر پڑ گئے...... اور نشان بھی اس انداز میں کہ پاؤں کے تلووں پر جو لکیروں کے نشانات ہوتے ہیں...... وہ نشان تک وہاں پر موجود ہیں...... تو لکھا ہے...... کہ حضور ﷺ کے دادے کو اس نجومی نے کہا...... کہ اس بچہ کے پاؤں اور اس ابراہیم خلیلؑ کے پاؤں ایکدوسرے سے ملتے ہیں ...... یہ قدم جڑتے ہیں معلوم ہوتا ہے...... کہ خلیل نے کعبہ کو پکڑ کر جو دعا مانگی تھی...... کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا...... اللہ نے اس کعبہ کی آبادی کے لئے محمد ﷺ کو بھیجا۔

محمد ﷺ خلیلؑ کی دعا نجومیوں کا اعتراف:

یقین یہی ہے...... کہ یہ بچہ وہی ہوگا...... تو حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے کہا ہاں یقیناً یہ بچہ وہی ہے ...... تو میں نے اس بچہ کا نام محمد ﷺ ہی تو رکھا ہے ...... ہم بڑا سوچتے رہ گئے...... کہ اس بچہ کا نام کیا ہونا چاہئے ...... بے ساختہ تقدیر کا فیصلہ یہ تھا...... کہ اس کا نام محمد ﷺ رکھ دیا جائے ...... ہم نے محمد ﷺ ہی رکھا ہے...... راہب نے کہا ہماری کتابوں میں یہی نام آتا ہے...... معلوم یہ ہوتا ہے...... کہ یہ خلیلؑ کی دعا بن کر آیا ہے اس لئے اس کے قدموں کے نشانات بتاتے ہیں کیونکہ یہ قدم ابراہیم سے ملتے ہیں...... تو قیامت تک یہ چلے گا بھی ابراہیم کے قدموں پر۔

ملت ابراہیمی:

اس لئے اس کی امت کو ملت ابراہیمؑ کہلایا گیا ہے ......ہم امت محمد ﷺ کی اور ملت ابراہیمؑ کی ہیں...... کس کی ملت ہیں......؟ (ابراہیمؑ کی) یہاں ایک بات ذہن میں رکھیں...... جیسے ابراہیمؑ نے حضور ﷺ کو اللہ سے مانگا ہے......ایسے ابراہیمؑ نے اس امت کو بھی اللہ سے مانگا ہے...... یہ امت بھی بن مانگے نہیں آئی...... خلیل نے یہ دعا مانگی تھی...... کہ......وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ......اللہ میری اولاد میں امت مسلمہ پیدا کر مسلمان پیدا کر......وہ فرمانبردار طبقہ پیدا کر جو پیغمبر ﷺ پر جان پیش کر دے...... آنے والے محمد ﷺ پر ہر قسم کی قربانی پیش کریں...... پیغمبر ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں......اس لئے امت مسلمہ کی تمنا اور دعا کرتا ہوں...... کہ دعا میں امت مسلمہ مانگی گئی......امت مسلمہ مانگی......تو اللہ نے امت پیغمبر ﷺ کی بنا دی......اور جب مانگا تو جس نے مانگا اس کی ملت بنائی...... کہ محبوب ﷺ تو بھی ابراہیمؑ کی ملت میں شامل ہے...... تیری امت بھی ابراہیمؑ کی ملت میں شامل ہے......تو ہم امت محمد ﷺ کی ہیں ملت ابراہیمؑ کی ہیں۔

امت مسلمہ کا سب سے پہلا طبقہ:

خانپور میں تو کم اشتہار لگے ہیں ......ملک کے اور حصوں میں تو بہت زیادہ اشتہار چسپاں ہوئے ہیں...... مینار پاکستان پر تیس ستمبر کو ایک جلسہ ہوا تھا......جن لوگوں نے اخبارات پڑھے ہیں...... یا جن کو پتہ ہے وہ جانتے ہیں......وہاں ایک طبقہ اور ایک فرقہ نے جلسہ کیا......اس جلسہ کے اشتہاروں پر ایک لفظ قائد ملت جعفریہ لکھا ہوتا تھا......اور ہم ملت ابراہیمؑ ہیں......تو جس کا ابراہیمؑ سے تعلق نہیں......ابراہیمؑ نے جس کی آمد کے لئے دعا مانگی......اس نبی ﷺ سے تعلق نہیں......ابراہیمؑ نے جس امت کے لئے دعا مانگی تھی......

کہ.....اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ.....اور امت مسلمہ میں سب سے پہلا طبقہ پیغمبر ﷺ کی صحابہؓ کی جماعت کا طبقہ ہے.....خلیل نے ان کے لئے دعا مانگی تھی.....اور ان دونوں دعاؤں میں تطبیق دیکھیں.....لفظ امت مُّسْلِمَةً لَّكَ پہلے ہے.....رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ.....بعد میں ہے.....اشارہ اس طرف تھا.....کہ اللہ پہلے جماعت مانگتا ہوں .....پھر پیغمبر ﷺ مانگتا ہوں.....پہلے نبی ﷺ کے یار مانگتا ہوں .....پھر محبوب ﷺ کو مانگتا ہوں.....پہلے صحابہؓ مانگتا ہوں.....پھر محبوب ﷺ کے آنے کا مطالبہ کرتا ہوں.....اسلئے کہ یہ مقتدی نہ ہوں.....تو وہ امام کن کا بنے گا.....یہ مرید نہ ہوں.....تو وہ مرشد کن کا بنے گا.....یہ غلام نہ ہوں.....تو وہ سردار کن کا بنے گا.....یہ تابعدار نہ ہوں.....تو وہ آقا کن کا بنے گا.....اس لئے پہلے جماعت دے پھر محبوب دے.....اللہ نے دونوں دعائیں قبول کیں.....کہ ابراہیمؑ کی دعا کے مطابق پیغمبر ﷺ کو امت مسلمہ صحابہؓ کی فرمانبردار جماعت بھی دی.....پھر وہ محبوب ﷺ بھی عطا کیا.....اب جو آدمی ابراہیمؑ کی ملت بن کر آئے گا.....تو وہ امت مسلمہ ہوگا اور مسلمہ کا معنی فرمانبردار ہے۔

دعائے خلیل کا قائل:

نبی کی سب سے زیادہ فرمانبرداری کس نے کی.....؟ (صحابہؓ نے) تو جو امت مسلمہ کو امت نافرمان کہے.....کہ صحابہؓ فرمانبردار نہیں تھے.....(معاذ اللہ) انہوں نے تابعداری نہیں کی تھی.....تو اللہ نے ان کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے پتہ ہے.....؟ اللہ نے کہا جو خلیلؑ کی دعا کا قائل نہیں ..... وہ اپنے آپ کو خلیلؑ کی ملت نہ کہلوائے.....وہ ملت ابراہیمی کہلوانے کے قابل نہیں.....وہ ملت جعفریہ بن جائے.....یعنی ابراہیمؑ کی ملت سے نکل جائے .....ابراہیمؑ کی ملت سے جب نکلا .....تو وہ نبی ﷺ کی امت میں رہا.....؟ (نہیں) جو یہ کہے.....میری ملت ملت ابراہیمؑ نہیں.....میں ملت جعفریہ کا ہوں

......تو آپ بتائیں...... جو ابراہیمؑ سے نکل جائے...... وہ نبی ﷺ کی امت میں رہے گا......؟ (نہیں)......اور جب نبی ﷺ کی امت میں نہ رہا تو کیا ہو گیا......؟ مسلمان ہوا یا کافر......؟ (کافر ہو گیا)۔

آٹھ سال کی عمر میں صدمہ:

بات دور نکل جائے گی......میں اس موضوع پر بات کر رہا تھا...... کہ حضور ﷺ کی عمر سات یا آٹھ سال تھی...... میں صرف یہ باتیں بتا رہا ہوں ......تو رحمت اللعلمین ﷺ جب آٹھ سال کی عمر کے تھے......اس وقت سب سے بڑا سانحہ جو حضور ﷺ کے لئے ہوا وہ دادا کی جدائی کا تھا......اور حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے...... کہ میرا دادا مجھے اب بھی یاد ہے ......جیسے وہ بوڑھے تھے......ضعیف العمر تھے......پیرانہ سالی تھی......لیکن اللہ کے ہاں جب وہ پہنچے......اور مجھے داغ مفارقت دے کر گئے ...... مجھے اب تک یاد ہے...... کہ میرے دادا کا جب جنازہ اٹھا...... جب ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا......تو میں دادا کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا......دادا کے چہرہ کو تک رہا تھا......اور حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے......اب تک یاد ہے...... کہ جب میرے دادا کا جنازہ اٹھا...... جب اسے دفن کرنے کے لئے لے گئے ......میں آٹھ سال کا ننھا بچہ دادا کی میت کے پیچھے روتا جا رہا تھا......(۱) یہ واقعی اللہ کی تقدیر کا عجیب فیصلہ ہوا......آنے سے پہلے ابا جدا چھ سال کی عمر میں امی جدا ہو گئی......آج آٹھ سال کی عمر میں دادا جدا ہو گیا ہو گیا۔

دادا عبدالمطلب کی ابوطالب کو وصیت:

دادا نے اس آخری عمر میں اس بیماری کے عالم میں اپنے بڑے لڑکے کو جو اس

---

(۱) سیرت النبی ص ۱۱۷ ج ۱، الروض الانف ص ۳۰۰ ج ۱ بیروت

وقت ان بچوں میں بڑا بیٹا تھا......ابو طالب نے اس کو بلا کر اپنے قریب بٹھا کر کہا دیکھ......! تو اپنی اولاد کی تربیت تو کرے گا......ان کا خیال تو کرے گا......لیکن میری وراثت تیری طرف منتقل ہونے والی ہے......میرے منصب تجھے منتقل ہو جائیں گے......جن عہدوں پر میں فائز ہوں......اہل عرب ان عہدوں پر تجھے لے آئیں گے......اس لئے تیری ذمہ داری میں یہ بچہ دیتا ہوں......کہ میں نے اس کو نہیں پالا......اس کی ماں نے اس کو نہیں پالا......اس کے باپ نے اس کو نہیں پالا......یقیناً اب اسے تو نہیں پالے گا......پالنے والی اس کی وہ ذات ہے جو پوری کائنات کا خالق و مالک ہے......لیکن اطمینان قلب کے لئے کہتا ہوں......کہ اپنے بیٹوں پر اس بچے کو ترجیح دینا......اپنی اولاد پر عبداللہ کے فرزند کو ترجیح دینا......اپنے قبیلہ پر اس عبداللہ کے بیٹے کا خیال کرنا......اس کو ترجیح دینا......اس کا لحاظ کرنا......اس کو تنہا نہ چھوڑنا......اس کا سفر و حضر میں خیال کرنا......اس کو اپنے ساتھ رکھنا۔(۱)

دادا کے وصال کے بعد حضور ﷺ کی کفالت:

دادا کے وصال کے بعد حضور ﷺ چچا کی کفالت میں آئے ......لیکن یہ وہ زمانہ آچکا ہے......حضور ﷺ کی عمر آٹھ سال ہو گئی تھی......اور آمنہ کے در یتیم اب اپنے بہت سارے معاملات کو خود بخود طے کرنے لگے۔

ابو طالب کا حضور ﷺ کو کھانا کھلانا:

پیغمبر ﷺ کا یہ بچپن دادا کے ساتھ گزرا......اور جو چچا کے ساتھ گزرا......وہ بھی اس

---

(۱) طبقات ابن سعد ص ۷۵،۷۴ ج ۱، سیرت مصطفی ص ۸۷ ج ۱، سیرت انبی ص ۱۱۸ ج ۱، رحمت للعلمین ص ٦٤ ج ۱، سیرت ابن ھشام ص ۱۷۹ ج ۱ بیروت، زرقانی ص ۳٥٤ ج ۱ بیروت، السیرت النبویۃ للدکتور علی محمد محمد الصلابی ص ۷۲ ج ۱ بیروت، الروض الانف ص ۳۰۰ ج ۱ بیروت، السیرت النبویۃ للدکتور محمد بن محمد ابو شھبہ ص ۲۰۷ ج ۱، السیرت النبویۃ لابن کثیر ص ۲٤۱ ج ۱

انداز میں پاک تھا......اور پھر حضور اکرم ﷺ کے متعلق ابو طالب نے جو واقعات دیکھے ......عام عادت اس کی یہ تھی...... کہ جب دستر خوان پر کھانا لگتا خود نہیں کھاتا تھا......جب تک حضور ﷺ کو دستر خوان پر ساتھ نہ بٹھاتا تھا......اور کسی نے پوچھا وجہ کیا ہے......؟ کہا میں نے اس یتیم بچہ میں یہ خوبیاں دیکھی ہیں...... کہ ہمارے دستر خوان پر ہم قلیل المال ہیں...... کثیر العیال ہیں......ابو طالب کی اولاد بہت زیادہ تھی......بچوں کا پالنا اس کے لئے بہت زیادہ مشکل ہو گیا تھا......مگر جب محبوب ﷺ اس کے گھر میں آئے اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی کا ایک اک واقعہ اس انداز میں دلیل ہے...... کہ اعلان نبوت کے بعد والی زندگی بھی اس کے مطابق ڈھلے......نبی اور غیر نبی میں یہ فرق ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی میں تضاد:

ایک عالم علم حاصل کرنے سے پہلے جہالت کے دور میں ہوتا ہے......شاید بے ہودہ الفاظ زبان سے کہہ بیٹھا ہو......کسی کو گالی گلوچ دے بیٹھا ہو......غلط کام کر بیٹھا ہو......نماز چھوڑ بیٹھا ہو......ذکر اذکار ترک کر بیٹھا ہو۔

لیکن علم حاصل کرنے کے بعد یا کسی اللہ والے سے رابطہ اور تعلق جوڑنے کے بعد لوگ یہ کہتے ہیں...... کہ نیک آدمی کے ہاتھ میں اب اس کا ہاتھ آ گیا ہے......اللہ والے کے ہاتھ پر اس نے بیعت کر لی ہے......اب دین کا علم اس کے پاس آ گیا ہے......زندگی بدل گئی ہے......پہلے اور حالت تھی......اب اور حالت ہے......پہلے کبھی مسجد نہیں آیا تھا......اب مسجد سے باہر نہیں نکلتا۔

پہلے اس کے چہرہ پر نبی ﷺ کی سنت نہیں تھی......اب اس نے اپنے چہرے کو نبی ﷺ کی سنت سے مزین کیا ہے۔

پہلے اس کی کیفیت اور ہوا کرتی تھی......اب اس کی کیفیت اور ہے......یہ

حالات بدلا کرتے ہیں ......لیکن پیغمبر ﷺ کے لئے یہ نہیں ہوتا......جو نبی کا بچپن ہوتا ہے جوانی بھی وہی کچھ ہوتی ہے......جو اعلان نبوت کے بعد ہوتا ہے......اعلان نبوت سے پہلے کا زمانہ بھی ویسا ہی ہوتا ہے...... نبی ﷺ کی زندگی میں تضاد نہیں ہوتا......پیغمبر ﷺ کی سیرت میں تعارض نہیں ہوتا...... نبی ﷺ کی زندگی میں اختلاف نہیں آتا......کہ پہلا دور اور ہو اور بعد کا دور اور ہو......یہ میری اور آپ کی زندگیوں میں ہوتا ہے......اس لئے کہ میرا اور آپ کا پہلا دور جہالت اور گمراہی کا تھا...... بعد میں علم و ہدایت آتی ہے...... نبی ﷺ کا بچپن بھی ہدایت والا ہوتا ہے...... نبی ﷺ کا بڑھاپا بھی ہدایت پر مشتمل ہوتا ہے۔

بچپن میں معصومیت:

اور اس عمر میں بھی بہت سارے واقعات ہوئے ......حضور ﷺ کی عمر جب دس سال تھی......تو لکھا ہے اس سال کعبہ میں زبردست بارش ہوئی......تو جن لوگوں نے کعبہ دیکھا ہے......ان سے پوچھئے......کعبہ مکۃ المکرّمہ کے عام قرب و جوار کے محلوں کی نسبت بہت ہی نچلی جگہ پر واقع ہے......قرب و جوار کی عمارتیں بہت اونچی ہیں......اور وہاں جب بارش ہوتی ہے......تو سارا پانی ڈھلان کی طرف آتا ہے...... تو بیت اللہ پانی سے بھر جاتا ہے......اور بعض دفعہ بارش مسلسل ہو رہی ہو......تو یہ کیفیت بن جاتی ہے......کہ کئی کئی گھنٹے طواف رک جاتا ہے......اب تو انتظامات حکومت کے بہت زیادہ وسیع ہو گئے ہیں ......کہ پانی فوراً نکال لیا جاتا ہے......لیکن کعبہ ایسی جگہ پر ہے......تو حضور ﷺ کی عمر دس سال تھی......سخت طوفانی بارش ہوئی...... بارش میں کعبۃ اللہ منہدم ہو گیا......(1) تو ابو طالب نے حکم دیا......کہ کعبہ کی تعمیر دوبارہ کرنی چاہیے...... جب بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر کی جا رہی تھی......بیت اللہ کی تعمیر کے دوران لوگ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے......پتھر جمع کر رہے تھے

---

(1) رحمۃ للعلمین ص ٦٧ ج ١

دے رہے تھے...... ہر آدمی خوشی سے اس میں حصہ ملا رہا تھا...... کہ میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں...... میں بھی شریک ہو جاؤں ......اللہ کا گھر بن رہا ہے ......خدا کے گھر میں میرا حصہ بھی مل جانا چاہئے......اور اس زمانہ میں اس ضلالت اور گمراہی کی بات یہ کہ لوگ ننگے کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے...... کپڑے اتار کر کعبہ کا طواف کرتے تھے......اور کہتے یہ تھے......کہ ہمارے کپڑے شاید سود کی رقم کے ہوں......جسم تو سود کی رقم کا نہیں......اس لئے پاک صاف ہو کر طواف کرنا چاہیے......اگر چہ یہ بھی ایک بہت بڑا گنا کر رہے ہیں...... کہ ننگے ہو کر طواف کر رہے ہیں ......لیکن آپ یہ دیکھیں...... کہ وہ سود کو کتنی بڑی لعنت سمجھتے ہیں...... ہم مسلمان سود کھاتے ہیں...... وہ سود کو اتنا بڑا عیب تصور کرتے تھے...... کہ سود کا کپڑا پہن کر وہ کعبہ کا طواف کرنا برداشت نہیں کرتے تھے......حرام کاری سے کمایا ہوا کپڑا پہن کر کعبہ کا طواف کرنا برداشت نہیں کرتے تھے ......ہم ساری دنیا کی سود کی رقم پوری دنیا کی رشوت کی رقم پوری دنیا کی چٹی دلالی کی رقم پیران عظام اور بزرگوں کو جا کر عطیہ کر دیتے ہیں ......حضرت یہ قبول فرمالیجئے ......اب جو مولوی اس قسم کی رقم کھائے گا......تو اس کی دعا خاک قبول ہوگی......؟ تو رحمت اللعلمین ﷺ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے...... کعبۃ اللہ میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس نے کہا...... کہ بیٹے چھوٹے بچہ ہو......پتھر وزنی ہیں...... عمر دس سال ہے اٹھائے نہیں جاتے...... آپ ایسا کریں اگر اٹھانے کا شوق ہے......حضور ﷺ نے تہہ بند باندھ رکھا تھا......تو چچا نے کہا یہ تہہ بند کھول کر تیرے کندھوں پر رکھ دوں......اور اوپر پتھر رکھتا ہوں......تا کہ اٹھانے میں آسانی ہو......اور جوں ہی...... جناب عباس نے تہہ بند کو ہاتھ لگایا......کھولنے کا ارادہ کیا ابھی تہہ بند کھلا نہیں......حدیث میں آتا ہے......حضور ﷺ بے ہوش ہو کر......زمین پر گر پڑے...... اور بے ساختہ ...... یہ جملہ نکلا......میرا ازار......میری چادر...... میرا تہہ بند......کہاں ہے

۔۔۔۔۔۔(۱)فوراً آپ پر کپڑا ڈالا گیا۔۔۔۔۔۔ بتایا گیا کہ لوگو جو پیغمبر ﷺ بچپن میں اتنا معصوم ہے اتنا پاک ہے۔۔۔۔۔۔ کہ اس کا وہ حصہ جس کے چھپانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔۔۔۔۔۔ اس کو چھپانا فرض قرار دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ جو پیغمبر ﷺ آٹھ دس سال کی عمر میں اس حصہ سے پردہ کو اٹھانا کپڑے کو ہٹانا برداشت نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔ وہ پیغمبر ﷺ اعلان نبوت کے بعد امت کی بے پردگی کیسے برداشت کرے گا۔۔۔۔۔۔ یہ حضور ﷺ کا بچپن اس انداز میں گزرا۔

آپ پر چادر ڈال دی گئی۔۔۔۔۔۔ اور ایک روایت مجھے یاد آئی۔۔۔۔۔۔ کہ بی بی حلیمہ کہتی ہیں۔۔۔۔۔۔ کہ حضور ﷺ جب میرے گھر ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔ تو اس وقت جب حضور ﷺ نیند کر رہے ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔ تو سوتے میں حضور ﷺ کا کپڑا ادھر ادھر ہٹ جاتا تو میں کیا دیکھتی۔۔۔۔۔۔ کہ اچانک شاید اللہ کی طرف سے فرشتے آتے جو کپڑا اٹھا کر پھر حضور ﷺ کے جسم پر ڈال دیتے۔۔۔۔۔۔ یعنی بچپن میں یہ معصومیت کی کیفیت تھی۔۔۔۔۔۔ بچپن میں پیغمبر ﷺ اس انداز سے گزرے نبی اس لئے معصوم ہے۔۔۔۔۔۔ کہ محبوب ﷺ جس امت کو دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اس میں آپ نے وہ مقصد جماعت بھی پیدا کرنی ہے۔

آقا کا محبّ پوری جماعت صحابہ کا محبّ:

عام طور پر ہوتا یہ ہے۔۔۔۔۔۔ کہ شاگردوں کی تعریف استاد کی تعریف ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ شاگردوں کا منصب استاد کا مقام ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ شاگردوں کا مقام استاد کی حیثیت کو بلند کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اگر شاگرد اتنا عظیم ہے۔۔۔۔۔۔ تو استاد کتنا عظیم ہوگا۔۔۔۔۔۔؟ جس سے اس نے علم حاصل کیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اتنی خوبیوں کا مالک ہے۔۔۔۔۔۔ تو وہ خود کتنی خوبیوں کا مالک تھا۔۔۔۔۔۔؟ اللہ کے علم ازلی میں تھا۔۔۔۔۔۔ کہ بعد میں پیغمبر ﷺ کی جماعت

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب، صحیح بخاری باب بنیان الکعبة، سیرت ابن هشام ص۱۸۳ ج۱، زرقانی ص۳۸۲تا۳۸٤ ج۱، السیرة النبویة لابن حجر ص۲۷۰ ج۱ بیروت، السیرة النبویة لابن اسحاق ص۱۵۰ بیروت، السیرة النبویة لابن کثیر ص۱۷۰ ج۱

پر تنقید کرنے والے بہت آئیں گے......اس لئے تنقید سے پہلے آپ ﷺ کی زندگی کو دیکھ لیں......کہ جس پیغمبر ﷺ کی زندگی اتنی پاک ہے......اس کی جماعت بھی یقیناً اتنی عظیم ہوگی ......اور پھر آپ مناسبت دیکھیں......حضور ﷺ نے اپنی جماعت کو اپنے آپ سے جدا نہیں قرار دیا......یوں فرمایا......مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ......ان سے محبت میری محبت کی دلیل ہے......جو میرے یاروں سے پیار کرتا ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔

مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ......ان سے دشمنی میری دشمنی کی دلیل ہے جو میرے یاروں کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔

آپ اس اصول اور ضابطہ کو سامنے رکھیں......کہ جو صحابہؓ سے محبت کرے اس کی محبت کس سے ہے......؟ (حضور ﷺ سے) صحابہؓ کی دشمنی کس کی دشمنی ہے...... ؟ (حضور ﷺ کی)......صحابیؓ کی اطاعت کس کی اطاعت ہے......؟ (پیغمبر ﷺ کی) صحابہؓ کی نافرمانی کس کی نافرمانی ہے......؟ (پیغمبر ﷺ کی) اس کلمہ کو سامنے رکھ کر آپ بتائیں......کہ جو صحابہؓ کی توہین کرے......وہ درحقیقت کس کی توہین کر رہا ہے......؟ (حضور ﷺ کی) اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا......جو ان (صحابہؓ) کو تکلیف دے گا......اس نے مجھے تکلیف دی ......ان کی توہین صحابہؓ کی توہین نہیں ہے بلکہ پیغمبر کی توہین ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور ﷺ کا سفر آخرت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه‘ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ جَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَیِّتُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ(۱) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلام اَیُّهَاالنَّاسُ اِسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَلْقَا كُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَابِهٰذَاالْمَوْقِفِ ابداً......(۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم......قابل اعزاز واحترام...... بزرگو......دوستو...... اور بھائیو......! آج کے خطبہ جمعہ میں میں ایک ایسا اہم عنوان بیان کرنا چاہتا ہوں......جو عنوان خالق اور مخلوق کے درمیان ہے...... مالک اور مملوک کے درمیان ......اللہ اور بندہ کے درمیان سب سے بڑا فرق واضح کرتا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۳۹ ج۱، صحیح البخاری (۲) سیرت ابن ہشام ص۵۰۸ بیروت، معدن الاعمال حدیث نمبر۷۔۱۱ عن وابصہ رواہ ابن عساکر

اور پھر اللہ کا ایسا قانون ایسا حکم جس سے کسی آدمی کو مفر نہیں...... کوئی بڑی سے بڑی ہستی اور شخصیت اس سے نجات نہیں حاصل کر سکتی...... اور وہ عنوان موت ہے...... عام آدمی کی موت نہیں...... بلکہ آپ نے ربیع الاول سے اس وقت تک رحمت کائنات امام الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت صورت طیبہ وسیرت طیبہ کے مختلف عنوانات پر گفتگو سنتے چلے آئے...... آج اللہ کے محبوب کی دنیوی زندگی کے آخری لحات رحمت کائنات کا وصال انتقال پرملال باکمال ولازوال محبوب کی عالم دنیا سے عالم آخرت کی طرف روانگی...... سفر آخرت کا منظر عالم فنا کو چھوڑ کر عالم بقاء کی طرف اللہ کے محبوب کا تشریف لے جانا...... اس حوالہ سے آج کے خطبہ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں...... جو بڑی اہمیت کی چند باتیں ہیں۔

رحمت کائنات ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ:

اس پر آپ توجہ کریں گے تو یقیناً فائدہ ہوگا...... کیونکہ رحمت کائنات کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پوری امت کے لئے مشعل راہ اور نمونہ ہدایت ہے...... تو جیسے بچپن جوانی بوڑھاپا...... پیغمبر ﷺ کی تجارت...... پیغمبر ﷺ کے کاروبار...... محبوب کی زندگی کا ایک ایک لمحہ...... اللہ کے نبی کی عبادات...... اللہ کے نبی کے معاملات پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں...... اسی طریقہ سے آمنہ کے در یتیم کا انتقال بھی پوری انسانیت کے لیے ایک مشعل راہ ہے...... کہ موت سے پہلے موت کی تیاری کیسے کرنی ہے...... وفات کے آخری لحات اس آدمی کے کیسے گزرنے چاہئیں...... اور اللہ سے کس قسم کی موت کی تمنا اور دعاء کرنی چاہئے...... یہ چیزیں بھی محبوب ﷺ نے اپنی زندگی میں سکھائی ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں...... کہ موت ایک ایسا قانون قدرت ہے...... کہ جس سے کسی امیر کو، غریب کو، حاکم کو، محکوم کو، بادشاہ کو، رعایا کو، کسی بڑے کو، کسی چھوٹے کو حتی کہ نبی اور غیر

نبی کسی کو اس سے مفر نہیں......کوئی آدمی اپنے آپ کو اس سے نہیں بچا سکتا......اللہ کا یہ ایک ایسا قانون ہے......کہ ایسا کوئی نہیں آیا جو کہ باقی رہا ہو نہ ساغر رہا......نہ ساقی رہا...... ہر شخص اس قانون کی لپیٹ اور زد میں آتا ہے......خواہ وہ کتنی بڑی ہستی کا مالک کیوں نہ ہو۔

نبی اور غیر نبی کی موت میں فرق:

قابل قدر دوستو...... یہ یقیناً ایک علیحدہ عنوان اور مسئلہ ہے......کہ جیسے رحمت کائنات ﷺ کی ولادت عام لوگوں کی ولادت سے جدا ہے۔

- محبوب ﷺ کا بچپن عام لوگوں کے......بچپن سے جدا ہے
- پیغمبر ﷺ کی جوانی عام انسانوں کی......جوانی سے جدا ہے
- نبوت ﷺ کے اعمال عام لوگوں کے......اعمال سے جدا ہیں
- نبی ﷺ کے حالات عام لوگوں کے......حالات سے جدا ہیں
- نبی ﷺ کے واقعات عام لوگوں کے......واقعات سے جدا ہیں

ایسے نبی اور غیر نبی کی موت میں زمین و آسمان کا فرق ہے......لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاتا......کہ نبی کو موت نہیں آتی......غیر نبی کو آتی ہے...... یہ وصال انتقال اور یہ موت اس پردہ کو کہتے ہیں......یا اس واقعہ کو کہتے ہیں......کہ جس کے بعد آدمی عالم بقاء کی طرف جاتا ہے......تو وہ اس کی ابتداء ہے۔

زندگی سے پہلے موت کا تذکرہ:

بلکہ آپ یوں سمجھئے......کہ زندگی موت کا مقدمہ ہوتی ہے......جب کوئی زندہ ہوتا ہے......تو وہ اس کی ابتداء ہے......موت اس کی زندگی کی انتہا ہو رہی ہوتی ہے...... بلکہ آپ اس کو دوسرے لفظوں میں سمجھئے ......اس سے بھی بڑھ کر اللہ نے قرآن میں

کہا...... خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ ...... ہم نے موت اور حیات کو پیدا کیا...... حالانکہ بچہ زندہ پہلے ہوتا ہے...... مرتا بعد میں ہے...... لیکن رب نے موت کا تذکرہ پہلے کیا ہے...... اور حیات کا بعد میں کیا ہے۔

اس طرف اشارہ ہے...... کہ بھائی تمہاری یہ موت موت نہیں...... بلکہ موت کے بعد ایک حیات ہے...... جیسے ماں کے پیٹ میں ایک مردہ جان ہوتی ہے...... اس میں پھر زندگی آتی ہے...... ایسے عالم دنیا سے جب آدمی آخرت کی منزل کی طرف جاتا ہے...... تو قبر کے پیٹ میں اس کو رکھا جاتا ہے...... یہ یہاں سے وہاں تو مردہ جاتا ہے...... پھر وہاں سے اس کو ایک زندگی ملتی ہے...... جو اگلے جہاں کی زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے...... گویا جب تک موت نہ آئے زندگی نہیں ملتی۔

مؤمن کے لئے بہترین تحفہ:

اس سے بھی بہتر جملہ یہ کہہ دوں...... کہ یوں سمجھ لیجئے...... کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ...... (۱) موت مومن کے لئے بہترین تحفہ ہے...... اس کو تحفہ اس لئے کہا گیا...... کہ رب کا دیدار مرنے کے بغیر نہیں ہوسکتا...... اور اللہ کے دیدار سے بہتر مؤمن کیلئے کوئی تحفہ نہیں...... اس تحفہ کو حاصل کرنے کے لئے دنیا میں مرنا ضروری ہے...... جب تک مرے گا نہیں...... اس مقام کو حاصل نہیں کرسکتا...... ہر آدمی کے لئے قانون ہے...... اور یقیناً اللہ کے محبوب کیلئے بھی اس قانون کا امر اللہ کی طرف سے پیغمبر ﷺ پر بھی نازل اور نافذ ہوا ہے...... میں آج کے خطبہ میں صرف محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مقدس اور آخری احوال کا تھوڑا سا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱٤۰ ج۱

خطبہ حجۃ الوداع:

حجۃ الوداع پر دس ہجری کو محبوب تشریف لائے...... آخری حج فرمایا...... میدان عرفات میں ایک لاکھ سے زیادہ اللہ کے نبی ﷺ کے پروانے جانثار وہاں پر موجود تھے...... حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا...... میں اس خطبہ کو نہیں نقل کرتا...... اگر میں اس پر ٹھہر جاؤں...... تو میرا سارا عنوان رہ جائے گا...... اس خطبہ کا سب سے پہلا جملہ یہ تھا...... اَیُّھَا النَّاسُ...... لوگو میں محمد ﷺ نہیں جانتا...... کہ اس جہان میں میری زندگی کے باقی کتنے دن ہیں...... یہ کہنے کے بعد فرمایا...... لوگو یاد رکھنا شاید عین ممکن ہے...... اللہ کی تقدیر کا فیصلہ ہو...... آج آپ اور ہم یہاں پر موجود ہیں...... ایسا وقت آجائے...... کہ پھر آنے والا سال آئے گا...... تم آؤ گے...... عرفات کا میدان ہوگا...... حج بھی آئے گا...... دنیا بھی آئے گی لیکن پھر ایسا موقع نہیں آئیگا...... جس میں محمد کریم ﷺ یہاں آئے ہوں...... اور پیغمبر ﷺ کو تم یہاں پر نہ دیکھ سکو...... اس لئے میرے یارو آج خطبہ میں جو جملہ کہنا چاہتا ہوں...... اپنے قلب وجگر کی گہرائیوں میں اسے جگہ دو...... مجھ محمد ﷺ کے ایک، اک جملہ کو محفوظ کرلو...... اسے یاد کرلو......(۱) اس لئے کہ میری زندگی کا مجھے کوئی پتہ نہیں...... کہ اللہ مجھے کس وقت اٹھالیں...... صحابہ ؓ متوجہ ہوئے...... حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا...... اور بڑا تفصیلی اور اہم خطبہ تھا...... اس خطبہ کا اہم امر یہ تھا...... لوگو دو ہدیے دو تحفے دو عطیے تمہیں دے کر جارہا ہوں...... اگر ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے...... تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکو گے...... اور اگر ان کو چھوڑ بیٹھو گے...... تو تباہ وبرباد ہوجاؤ گے...... وہ دو چیزیں جو تمہیں دے کر جارہا ہوں...... وہ اللہ کا کلام اور مجھ محمد ﷺ کا طریقہ اور سنت ہے......

---

(۱) ابن ہشام ص۸۰۵ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۴۹ ج۳

محبوب ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا...... اس موقع پر انہیں لمحات میں اللہ کے نبی ﷺ کی کیفیت دیکھ لی...... محبوب ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے...... بہت بڑا اجتماع تھا...... ایک لاکھ سے زیادہ مجمع تھا...... اللہ کے نبی ﷺ صحابہ کی طرف چہرہ کرتے تھے...... جس طرف رخ کرتے صحابہ کرامؓ نبوت ﷺ کا دیدار کر رہے تھے۔

دین کا صحابہ تک پہنچنا:

ایک، اک جملے کو بعض مرتبہ رحمت کائنات نے تین تین مرتبہ فرمایا...... تاکہ میری باتیں سب کو سمجھ آجائیں اور یہ کہنے کے بعد پھر ایک جملہ ارشاد فرمایا میرے یارو مجھے اس بات کی شہادت دو میرے رب نے جو مجھے دین دیا ہے میں نے تم تک وہ دین پہنچادیا ہے۔

دین پہنچانے کا حق ادا کرنا:

سب صحابہ سے بیک زبان یہ جملہ نکلا...... بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ...... محبوب ﷺ آپ نے پہنچادیا ہے...... آپ نے سمجھادیا ہے...... آپ نے سکھادیا ہے...... آپ نے دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔

نبی ﷺ کی شہادت کی انگلی کا آسمان کی طرف اٹھنا:

اللہ کے نبی ﷺ کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی...... تین مرتبہ محبوب نے یہ جملہ کہا...... اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ......(1) اللہ میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں...... تو میری اس تبلیغ و وعظ و نصیحت اور دین پہنچانے کا گواہ ہو جا...... ان کی اس تصدیق کا گواہ ہو جا...... اے اللہ تو ان کا گواہ ہو۔

---

(۱) سیرت ابن هشام ص۹۰۵ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۵۰ ج۳، اللهم اشهد ثلثا (صحیح البخاری ص۶۳۲ ج۲) ۔

جبرائیل امین کا اترنا:

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں...... جبرائیل امین اترے...... قرآن مجید کی آخری آیت لے کر آئے...... جو سب سے آخری وحی تھی...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا...... (۱) محبوب آج ہم نے آپ کا دین مکمل کر دیا...... اللہ نے آپ کے لئے تمام ہدایتیں اور نعمتیں منتخب کر لی ہیں...... دین واسلام پسند کر لیا ہے...... جتنی نعمتیں اس امت اور آپ کے حصہ اور مقدر میں تھیں...... ہم نے وہ ساری آپ کے حوالہ کر دیں...... اور اس میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ صرف پیغمبر ﷺ کو خطاب نہیں کیا...... بلکہ نبی ﷺ کی ساری امت کے لوگو دین سب کیلئے کامل ہے...... اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ .... میری نعمتیں محمد کریم ﷺ کے صدقہ سے پوری امت کے لئے ہیں...... وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا...... میں اللہ تم سب کے لئے دین اسلام پسند کرتا ہوں...... اس لئے اسلام پہ رہنا...... اسلام چھوڑ کر کسی دین کی طرف نہ جانا...... یہ آیت اس وقت اتری۔

رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے ایام:

حدیث میں آتا ہے...... کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرنے لگے...... خوشی سے جھومے...... مجمع کے ایک کونے میں ابوبکر صدیق تھے...... ان کی چیخیں نکل گئیں...... (۲) لوگ کہنے لگے ...... ابوبکر کیا ہو گیا ہے...... مبارک ہو تمہیں خوشی ہونی چاہیے...... جس دین کی خاطر ہم نے صدمے سہے...... آج دین مکمل ہو چکا ہے۔

ابوبکر کہنے لگے تم نہیں سمجھے لوگو! نبی آتا اس لیے ہے...... کہ لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتائے

---

(۱) صحیح البخاری ص۶۳۲ ج۲ (۲) مشکوٰۃ شریف ص۵٤٦ ج۲

اللہ کا دین پہنچائے......اور پیغمبر ﷺ کا جب کام مکمل ہو جاتا ہے...... نبی اس دنیا کی زندگی کو پسند نہیں کیا کرتے......وہ اللہ کی قربت کو پسند کیا کرتے ہیں...... یہ آیت بتاتی ہے......کہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے ایام آچکے ہیں......شاید بہت جلد محمد رسول اللہ ﷺ تم سے رخصت ہو جائیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے......جس وقت سورۃ اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ......اتری اور اس کے آخری جملے آئے......(۱) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ......محبوب ﷺ اللہ کی مدد اتر چکی ہے...... یہ اشارہ ہے......کہ دین کا مشن مکمل ہو چکا ہے......اور جب دین کا مشن پورا ہو جائے...... جیسے تبلیغ والے گشت کر کے واپس آتے ہیں......ایک دوسرے کو کہتے ہیں...... بھائی کام بڑا اہم تھا......ہم اس کی عظمت کے مطابق کام نہیں کر سکے......اس لیے اب توبہ کرنی چاہیے......استغفار کرتے ہوئے لوٹیں...... پیغمبر ﷺ کو آخر میں اللہ کی تسبیح اور استغفار کا حکم اس طرف اشارہ ہے......کہ پیغمبر ﷺ اب دین کی تکمیل ہو چکی ہے......اب آپ اپنا دل اللہ سے جوڑ لیں......پھر اللہ کے پاس جانے کا وقت آگیا ہے...... القصہ یہ کہ حضور ﷺ حج سے واپس آئے...... اس دوران محبوب ﷺ کی جدائی تک وحی کی حیثیت سے قرآن مجید کی کوئی آیت نہیں اتری......اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ ...... یہ سب سے آخری آیت ہے لیکن اس دوران محبوب ﷺ صحابہ کرام کو مسائل بتاتے رہے عام خطبات ارشاد فرماتے رہے......حقوق العباد کی تلقین کرتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز:

صفر المظفر کا مہینہ آیا...... یہ ذوالحج کے مہینہ کی بات ہے......حضور ﷺ ذوالحج کی

---

(۱) صحیح البخاری ص۶۳۸ ج۲، مشکوۃ شریف ص۵۴۶ ج۲

آخری تاریخ کو مدینہ میں آئے...... حج کر کے مکہ سے محرم الحرام کا مہینہ گزارا...... صفر کی سب سے آخری تاریخ آئی...... آخری ایام تھے...... آخری عشرہ تھا...... ان آخری دس دنوں میں بدھ کے دن جس کو عام طور پر لوگ صفر کے مہینہ کا آخری چہار شنبہ کہہ کر اس دن با قاعدہ یہ لوگ جہالت کی وجہ سے خوشی کرتے ہیں...... چوریاں پکاتے ہیں...... جاہل لوگوں میں چوری والی عید مشہور ہے...... خوشیاں کرتے ہیں...... مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں...... حالانکہ حدیث کی کتابوں میں ہے...... کہ یہ آخری چہار شنبہ پہلا دن تھا......(۱) جس دن پیغمبر پہ مرض وفات کا حملہ ہوا...... اور اس کے بعد محبوب ﷺ سنبھل نہ سکے روز بروز اللہ کے نبی ﷺ کی تکلیف بڑھتی گئی...... لیکن ہمارے دشمن نے ہمارا دماغ خراب کیا جس دن پیغمبر ﷺ کی جدائی کی وفات کے صدمہ کی بیماری کی ابتداء ہوئی ہے اس دن یہ قوم خوشی منا رہی ہے۔

صفر کا آخری وقت تھا...... رسول اللہ ﷺ کو بیماری شروع ہوئی ..... اللہ کے نبی ﷺ کو شدید بخار آیا...... اس بخار میں پیغمبر ﷺ کے جسم میں زہر کا اثر رونما ہوا...... غزوۂ خیبر کے موقع پر واپسی پر آتے ہوئے...... ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی تھی......(۲) اس نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر رسول اللہ ﷺ کو دیا...... اللہ کے نبی ﷺ نے لقمہ منہ میں لے لیا...... پھر پیغمبر ﷺ نے اس کو تھوکا۔

ایک روایت میں یہاں تک آتا ہے...... کہ اس لقمہ نے اس گوشت کے ٹکڑے نے پیغمبر ﷺ کے سامنے بول کر کہا...... محبوب مجھ میں زہر ملا ہوا ہے...... آپ مجھے نہ کھائیں...... نبی ﷺ کی زبان پر لگ چکا تھا...... پیغمبر ﷺ نے باہر پھینکا۔

ایک روایات میں ہے...... پیغمبر ﷺ نے کھایا...... چبایا...... اس کا اثر محسوس ہوا......

(۱) سیرت مصطفی ص ۱۵۷ ج ۳ (۲) سیرت مصطفی ص ۱۵۸ ج ۳، زرقانی ص ۲۹۰ ج ۳ بیروت، صحیح البخاری ص ۶۳۷ ج ۲

پیغمبر ﷺ نے اگل دیا...... اس عورت کو کچھ نہیں کہا...... اور فرمایا کہ اس نے مجھے زہر دیا ہے...... اور پھر روایات میں آتا ہے...... کہ جب آخری لمحات میں تکلیف زیادہ ہوئی...... تو حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے...... کہ اس عورت نے مجھے زہر دیا تھا...... اس کے اثرات کا محمد ﷺ کی طبیعت پر اثر ہے...... اس کی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ کو شدید بخار ہوا ہے۔

بخار کا اثر:

اس بخار کا اتنا اثر تھا...... کہ صحابہ کرام کہتے ہیں...... رسول اللہ ﷺ نے جسم اطہر پر پیشانی پہ پٹی باندھی ہوئی تھی...... ایک کپڑا باندھا ہوا تھا...... چادر باندھی ہوئی تھی...... میں نے چادر کے اوپر ہاتھ لگایا...... تو چادر اتنی گرم تھی...... ہم نے دیکھا...... کہ محبوب ﷺ بخار کی شدت کی وجہ سے رات کو اس چادر سے باہر نکل رہے ہیں...... ہم نے کہا محبوب اتنی زادہ تکلیف ہے......؟ آپ نے ارشاد فرمایا...... جس طریقہ سے میں نیکی کرتا ہوں...... اللہ مجھے اس نیکی کا اجر تم سب سے زیادہ عطاء کرتے ہیں...... اللہ جب مجھے امتحان میں ڈالتے ہیں...... تمہیں ایک دن میں جتنا بخار آتا ہے...... تمہیں دو دن میں جتنا بخار آتا ہے...... مجھ محمد ﷺ کو ایک دن اتنا ہی بخار آتا ہے...... جتنا تمہیں امتحان میں ڈالا جاتا ہے...... میں تم سب سے زیادہ آزمائش میں ہوتا ہوں...... جتنی اللہ کی طرف سے آزمائشیں تم پر آتی ہیں...... میں محمد ﷺ تم سب سے زیادہ برداشت کرتا ہوں...... اس لیے کہ رب نے مجھ میں طاقت بھی زیادہ رکھی ہے...... اللہ مجھ سے امتحان بھی تم سے زیادہ لیتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے...... اللہ کے نبی ﷺ پر اس کے اثرات شروع ہوئے...... ربیع الاول کا پہلا پورا ہفتہ محبوب شدید بیماری کی حالت میں رہے...... محبوب پر بخار کی حالت رہی...... اس بخار کی وجہ سے اللہ کے محبوب ﷺ کی حالت یہ ہوتی تھی...... کہ کبھی تم سہارے سے مسجد میں آتے...... کبھی بغیر سہارے کے عصا ہاتھ میں لے کر مسجد میں

آتے...... کبھی صحابہ کا سہارا لے کر رحمت کائنات مسجد میں تشریف لاتے...... بالآخر علماء نے لکھا ہے...... کہ محبوب رحمت کائنات امام الانبیاء کا جس ہفتہ میں انتقال ہوتا ہے...... پیر کے دن رحمت کائنات کی جدائی ہوئی...... دوپہر کے وقت اس پیر سے پہلی جو جمعرات آئی...... اس جمعرات کے دن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بخار کا شدید حملہ تھا...... اللہ کے نبی ﷺ اس بخار کی حالت میں مسجد میں آئے۔

غشی کے بعد پہلا جملہ:

اماں عائشہ صدیقہ اس واقعہ کو نقل کرتی ہیں...... جب نبی ﷺ مسجد میں آئے...... حضرت علی اور وقاص کے کندھوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا...... حالت یہ تھی...... کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے...... اللہ کے نبی ﷺ میں قدم اٹھانے کی طاقت نہیں تھی...... اس حالت میں آ کر اللہ کے نبی ﷺ نے نماز مغرب ادا کی...... نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے ...... صحابہ کرام اس اضطراری حالت پر پریشان تھے...... کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے ہیں...... صحابہ کرام کو محبوب ﷺ کا صدمہ ہے اللہ کے نبی ﷺ کو بہت زیادہ بخار ہے...... عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا...... بلال نے اذان عشاء دے دی...... مسجد نبوی صحابہ سے بھری ہوئی ہے...... اور انتظار کر رہے ہیں...... کہ امام الانبیاء امامت کے لیے آئیں۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ پر بخار کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی ہے...... تھوڑا سا ہوش آیا...... پہلا جملہ جو لسان نبوت سے نکلا...... وہ یہ تھا...... کہ نماز ہو گئی......؟ کہا گیا آقا آپ کا انتظار ہے...... فرماتے ہیں مجھے وضو کراؤ...... پانی کا لوٹا بھر کر لایا گیا...... اللہ کے نبی ﷺ کو وضو کروایا گیا۔

صحابہ نقل کرتے ہیں...... حالت یہ ہو چکی تھی...... کہ وہ پانی جب تھوڑا سا

پیغمبر ﷺ کے جسم سے لگ کر نیچے گرتا...... تو وہ پانی بھی گرم ہوتا تھا...... اتنی بخار کی شدت تھی...... پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی...... پھر کچھ دیر کے بعد ہوش آیا...... پھر فرمایا نماز ہوگئی؟ کہا محبوب آپ کا انتظار کیا جا رہا ہے...... پھر محبوب ﷺ نے وضو فرمایا...... پھر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔

امامت کا تعین:

تیسری مرتبہ جب یہ حالت ہوئی...... تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ......(۱) ابو بکر کو کہو...... کہ مجھ محمد ﷺ کے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر امت کی امامت کرائے...... نماز پڑھائے...... ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ اماں عائشہ صدیقہ ساتھ بیٹھی تھیں...... صدیقہ ءکائنات کہنے لگیں...... اِنَّ اَبِیْ رَقِیْقُ الْقَلْبِ ...... میرے ابا نرم مزاج ہیں...... آپ کے مصلیٰ کو خالی دیکھ کر برداشت نہیں کریں گے...... آپ عمر بن خطاب کو کہیے...... حضور نے دوسری مرتبہ فرمایا...... مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ...... صدیق کو کہو...... مصلیٰ پر آئے امامت کرائے...... یہ کہنے کے بعد فرمایا...... خبر دار......! ابو بکر ہی میرے مصلیٰ پر آئے گا...... عائشہ تم مجھے بہکانے کی کوشش نہ کرو...... میں محمد وہی فیصلہ بتاتا ہوں...... جو اللہ کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے...... صدیق کو کہا گیا رسول اللہ کے مصلیٰ پر آیئے...... اور نماز پڑھایئے...... صدیق کی زندگی کا پہلا دن تھا...... جس جماعت نے تئیس سال تک پیغمبر ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور عبادت کی...... رسول اللہ حجرہ میں ہیں اور ابو بکر مصلی پر نماز پڑھا رہے ہیں...... اگلا دن آتا ہے...... جمعہ کا دن آتا ہے پھر اللہ کے نبی ﷺ پر بیماری کا شدید حملہ ہوتا ہے آپ فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔

---

(۱) کنز العمال ص ۲۳۰ ج ۱۲، زرقانی ص ۱۰۸ ج ۳، ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲

پھر جمعہ کے دن ظہر کی نماز کا وقت ہوا...... تو اللہ کے محبوب کو تھوڑا سا ہوش آیا...... آپ نے اپنے پاس حضرت علی کو بلا کر فرمایا...... مجھے مسجد لے چلو...... صحابہ بے قرار تھے...... ان کے لیے بڑی آزمائش تھی...... کہ رسول اللہ بیماری کی حالت میں ہیں۔

حضور ﷺ کا بیماری کی حالت میں سوال:

انہی دنوں میں بیماری کی حالت میں جس وقت رسول اللہ بیمار ہوئے تھے......

حضور ﷺ اہل خانہ سے یہ پوچھا کرتے تھے...... میری باری آج کس گھر میں ہے......(۱) چونکہ نوحرم محترم رسول اللہ ﷺ کی بیویاں موجود تھیں...... ایک ایک کے گھر باری باری رسول اللہ ﷺ ٹھہرا کرتے تھے...... ازواج مطہرات سمجھ گئیں...... سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء نے کہا...... اپنے ابا کا مزاج سمجھتی ہوں...... میرے حجرہ کے بالکل قریب اماں عائشہ صدیقہ کا حجرہ ہے...... ابا چاہتے ہیں...... میں وہاں پر آرام کروں...... تاکہ عائشہ کے پاس رہوں...... اور بیٹی فاطمہ بھی میرے قریب ہو جائے...... اس لیے میں اپنی تمام امہات سے کہتی ہوں...... میری مائیں میرے لیے قابل احترام ہیں...... لیکن میرے ابا کو اجازت دیدیں...... محبوب ﷺ عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں آرام کریں۔

جو حاجی دیکھ کر آئے ہیں...... وہ منظر بڑا عجیب ہے...... بالکل سامنے حجرۂ اقدس ہے...... یہاں پر محراب اور منبر نبوی ہے...... صدیق اکبر مصلیٰ پر کھڑے ہیں...... علی و عباس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضور ﷺ مسجد میں نماز کے لیے تشریف لاتے ہیں...... صدیق محسوس کرتے ہیں...... محبوب ﷺ امامت کے لیے آرہے ہیں...... اور پھر جب محبوب ﷺ باہر نکلے...... سچی بات یہ ہے کہ مسجد نبوی گونج اٹھی...... صحابہ بے تاب ہو گئے

---

(۱) این انا غدا این انا غدا حرصا علی بیت عائشۃ (صحیح البخاری ص ۵۳۲ ج ۱)

حضور ﷺ سیدھا مصلیٰ پر تشریف لائے ...... ابو بکر پیچھے ہٹنے لگے ...... پیغمبر ﷺ نے فرمایا ...... عَلٰی مَکَانِكَ یَا اَبَابَکرُ ...... پیچھے نہ ہٹ صدیق ٹھہر گئے ...... پیغمبر ﷺ صدیق کے ساتھ نیچے بیٹھے ...... اللہ کے نبی ﷺ نے ابو بکر کی امامت کی ...... ابو بکر نے محمد ﷺ کی ساری امت کی امامت کی۔

توجہ کرنا ...... مسلمانو! سلام پھیرنے کے بعد رحمت کائنات ﷺ کی کیفیت عجیب تھی ...... پیشانی پہ ایک پٹی باندھی ہوئی تھی ...... جسم اقدس پہ چادر اوڑھی ہوئی تھی ...... ہاتھ میں عصا تھا ...... جسم پہ کپکپی طاری ہو جاتی ...... بخار کی شدت کی وجہ سے تکلیف کی وجہ سے صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر بٹھایا ...... اللہ کے نبی ﷺ نے جو اس وقت خطبہ ارشاد فرمایا ...... لوگو ...... لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ ...... (۱) اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنتیں کرے ...... اور یہودیوں اور نصاریٰ نے نبیوں اور ولیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ...... ان کے سامنے سر جھکاتے تھے اور اللہ سے دعا مانگی۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ ...... اے اللہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ...... جو ان کو ہدایت کا راستہ بتائے ...... مجھ محمد ﷺ کی دعاء قبول کر ''میری قبر کو قیامت تک سجدہ گاہ بننے سے محفوظ رکھ'' اور پھر اس کے بعد رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لوگو میں محمد ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ...... اور یہ خطبہ جمعہ کے دن کا تھا ...... عجیب سماں تھا ...... صحابہ کہتے ہیں ...... ہم حیران ہو گئے ...... کہ اس سے عجیب باتیں اس دن محبوب ﷺ فرما رہے ہیں ...... سب سے زیادہ فضیلت ابو بکر صدیق کی اس دن اللہ کے نبی ﷺ نے بیان کی ...... اس میں تین چار اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

---

(۱) صحیح البخاری ص ۶۳۹ ج ۲ عن عائشہ وعن عروہ صحیحین، مؤطا امام مالك عن عطاء بن یسار، زرقانی

سب سے پہلی بات ارشاد فرمائی...... لوگو سب سن لو میں نے اس دنیا میں سب کے احسان کے بدلے دے دیئے ہیں...... ابوبکر کے احسان کے بدلے اللہ دے گا.......... میں آج ابوبکر کا قرض اپنے سر پر اٹھا کر لے جا رہا ہوں...... صدیق تو نے مجھ پر اتنے احسان کیے ہیں...... میں دنیا میں تیرے احسان کے بدلے نہیں اتار سکتا...... مالک تجھے بدلہ دیگا...... یہ کہنے کے بعد پھر دوسری بات ارشاد فرمائی...... میرے یارو! یاد رکھنا...... فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ(۱)

میرے بعد تمہیں کوئی مسئلہ پیش آئے...... خود بیٹھ کر اجتہاد نہ کرنا...... بلکہ صدیق وعمر کی تقلید کرنا...... جو یہ کہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بات ہے...... پھر فرمایا لوگو......! میں آج اعلان کر رہا ہوں...... مسجد نبوی کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں...... جو لوگوں کے گھروں سے مسجد میں آتے ہیں...... مسجد درمیان میں تھی...... گول محلہ تھا...... ہر آدمی نے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا ہوا تھا...... گھر سے نکلتے مسجد کے اندر آ جاتے...... یعنی جس طریقہ سے مسجد کا ایک گیٹ متعین ہے...... ایسے نہیں تھا...... فرمایا سارے دروازے بند کر دو...... صرف ابوبکر کا دروازہ کھلا رہے...... ابوبکر کو گھر سے مسجد میں آنے کی اجازت ہے...... اس لیے کہ جیسے میرے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف ہے...... اس طرح سے آمنے سامنے مسجد نبوی ہے یہاں سامنے لکھا ہوا ہے...... ھٰذِہٖ دِیَارُ اَبِیْ بَکْرٍ...... یہاں سامنے دیار رسول ﷺ اور روضہ اطہر ہے فرمایا میں ادھر سے نکل کر آتا ہوں میرے بعد ابوبکر ادھر سے نکل کر آیا کریں اس لیے صرف صدیق کو یہ اجازت ہے اور کسی کو اجازت نہیں ہے جناب سیدنا ابوبکر صدیق کے فضائل اور بھی بہت سارے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیے۔

---

(۱) ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۰، مستدرک ص ۷۵ ج ۳، مشکوۃ شریف ص ۵۶۰ ج ۲

پھر محبوب ﷺ حجرہ اقدس میں تشریف لے گئے...... صحابہ کہتے ہیں...... یہ اللہ کے نبی ﷺ کا
آخری آنا تھا...... اس کے بعد ہم مسجد نبوی میں محبوب ﷺ کا دیدار نہ کر سکے۔

حضور ﷺ کے کلمات سے صحابہ کی چیخیں:

یہی حضور ﷺ نے اس دن ارشاد فرمایا...... کہ سارے صحابہ کرام سن لو میں نے اگر
تم میں سے کسی کا قرضہ دینا ہو...... میں نے اگر کسی کو کوئی تکلیف دی ہو...... میں نے کسی کو
کبھی کوئی درہ مارا ہو میں نے اپنی زبان سے کسی کو کوئی ایذاء دی ہو تو میں محمد ﷺ تم سے کہتا
ہوں دنیا میں مجھ سے اس کا انتقام اور بدلہ لے لو اللہ کی عدالت سے ڈرتا ہوں قیامت کے
دن میں اس کا بدلہ نہیں دے سکوں گا جب حضور ﷺ نے یہ جملے کہے صحابہ کی چیخیں نکل گئیں۔

حضور ﷺ کو ادائیگی کا فکر:

ایک روایت میں ہے...... ایک صحابی کھڑا ہوا...... اس نے کہا محبوب ﷺ آپ
نے دو درہم مجھ سے لیے تھے...... آپ نے خود کہا ہے...... جس نے مجھ سے قرض لینا ہو وہ
مجھ سے لے لے...... شاید آپ کو یاد نہ ہو...... کہ آپ نے مجھ سے دو درہم لیے تھے......
ایک صحابی اٹھے...... اس نے دو درہم پیش کر کے کہا...... محبوب ﷺ میں نے آپ سے بطور
قرض لیے تھے...... واپس نہیں کیے تھے...... میں ادا کرنا چاہتا ہوں...... حضور ﷺ نے وہ
قرضہ اس صحابی کو دیا...... تو صحابی نے کہا...... قرضہ مانگنا مقصود نہیں...... نبوت کی نشانی اپنے
ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا...... اس لیے میں نے بہانہ بنایا ہے...... صحابہ کرام کا بھرا ہوا مجمع تھا۔
آپ نے فرمایا...... کسی نے انتقام، بدلہ لینا ہو تو لے لے...... ایک روایت میں
ہے سناٹا چھا گیا...... سب خاموش تھے...... ایک روایت میں آتا ہے...... کہ ایک صحابی
اٹھے...... کھڑے ہو کر کہا...... محبوب ﷺ آپ نے میرا بدلہ دینا ہے...... ایک جنگ کے موقع

پر آپ ﷺ صحابہ کی صفیں سیدھی کرا رہے تھے...... آپ نے مجھے میرے پیٹ پر چھڑی ماری تھی...... میں آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا...... اس کو میرے قریب آنے دو...... رسول اللہ پر بیماری کی شدت ہے...... عجیب کیفیت ہے...... لیکن اللہ کے نبی ﷺ کا عالم یہ ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو بدلہ دے رہے ہیں...... وہ صحابی قریب آیا...... صحابہ کی چیخیں نکل گئیں...... اس نے کہا محبوب ﷺ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی...... وہ آپ نے مجھے ماری تھی...... وہی ماروں گا...... آپ نے ایسی چھڑی منگوائی...... اس صحابی کو دی...... اس نے آخری بات کی...... پیارے محبوب ﷺ آپ نے جس وقت مجھے چھڑی ماری تھی...... اس وقت میرے جسم پر کرتہ نہیں تھا...... ایسے کھڑا ہوا تھا...... صرف چادر پہنی ہوئی تھی...... آپ کے جسم پہ کرتہ ہے...... کرتہ اتاریئے...... روایت میں آتا ہے...... کہ آپ نے صحابہ کے مجمع میں کرتہ اتارا...... صحابی چھڑی لے کر آگے بڑھا...... صحابہ کی چیخیں نکل گئیں...... کونے سے آواز آئی ہماری گردن لے لے...... ہماری جان لے لے...... ہم اپنا سب کچھ لوٹانے کے لیے تیار ہیں...... رسول اللہ ﷺ سے بدلہ نہ لو...... صحابہ کہتے ہیں...... جب وہ آگے بڑھا...... تو ہم نے آنکھیں بند کرلیں...... کہ ہم سے برداشت نہ ہوسکے گا۔

صحابی کا مہر نبوت ﷺ کا بوسہ لینا:

لیکن عجیب سماں تھا...... کہ صحابی نے چھڑی پھینکی...... قریب ہو کر نبوت کے سینہ سے اپنا سینہ لگایا...... حضور ﷺ کی ختم نبوت کی مہر کو بوسہ دے کر کہا...... محبوب میں بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا...... کہا محبوب ﷺ میں تو ختم نبوت کی مہر کو بوسہ دے کر جہنم کی آگ کو اپنے اوپر حرام کرنا چاہتا تھا...... صحابہ نے اللہ کے نبی ﷺ کا وہ سینہ...... اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ...... کہہ کر جس کی عظمت قرآن بیان کرے...... اس سینہ کو دیکھا...... حضور ﷺ اندر

چلے گئے...... صحابہ کہتے ہیں...... پھر حضور ﷺ واپس آئے...... اس خطبہ کے بعد آپ نے دو دن گھر میں گزارے...... ہفتہ و اتوار کے دو دن گزرے...... وہ بڑے عجیب تھے...... ہفتہ کے دن اللہ کے محبوب ﷺ نے حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء کو بلوایا...... بلا کر ایک بات کان میں کہی...... جس کی وجہ سے سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزھراء رو پڑیں...... دوسری بات کہی...... حضرت فاطمہ مسکرا پڑیں...... بعد میں اماں عائشہ صدیقہ نے پوچھا...... بیٹی کیا بات تھی...... کہا جب پہلی مرتبہ محبوب ﷺ نے مجھے بلایا...... حضور ﷺ نے فرمایا...... بیٹی آج اپنے ابا محمد ﷺ کا چہرہ جی بھر کر دیکھ لے...... میں اپنے مالک کی رضا پہ راضی ہو چکا ہوں...... میری جدائی کے لمحات قریب ہیں...... شاید پھر تو مجھے نہ دیکھ سکے...... میں ابا کی جدائی کی خبر سن کر رو پڑی...... فرمایا بیٹی گھبرانہ میرے سارے خاندان میں سب سے پہلے تو مجھے ملے گی...... یہ سن کر پھر میں مسکرا پڑی ہوں۔(۱)

حضور ﷺ کی حضرت علی کو آخری نصیحت:

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کو بلوایا...... اور بلا کر آخری وصیت و نصیحت میں سے ایک جملہ یہ کہا...... علی! یہ میری بیٹی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے......(۲) محمد کی زندگی وفا کرے نہ کرے...... میں تجھے حکم دیتا ہوں...... کہ اس کا خیال کرنا...... اس کا دل نہ دکھانا...... جب اس کا دل دکھتا ہے...... یقیناً مجھ محمد ﷺ کا سینہ دکھ جاتا ہے...... اور پھر اس کے دونوں شہزادوں کو بلوایا...... حضرت حسن و حسین کو ان کی پیشانی پر بوسہ دیا...... رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے تھے...... تو بچوں کو اٹھا کر سینہ سے لگایا...... بی بی کہتی ہے...... یہ ایک دن گزر گیا...... دوسرا دن آیا...... اس دن اللہ کے نبی ﷺ پر اور زیادہ شدت

---

(۱) صحیح البخاری ص ۵۱۲ ج ۱، صحیح البخاری ص ۶۳۸ ج ۲، مشکوۃ شریف ص ۵۴۹ ج ۲ (۲) صحیح البخاری ص ۵۳۲ ج ۱

کی کیفیت طاری تھی...... تکلیف محسوس ہوئی۔ حدیث میں آتا ہے...... کہ بی بی فاطمہ نے حضور کی تکلیف کی شدت دیکھ کر بخار دیکھ کر جس کی وجہ سے غشی طاری ہو جاتی تھی...... بی بی نے ایک جملہ کہا...... ہائے افسوس میرے ابا پہ اتنی تکلیف اتنی دکھ اور اتنی شدت کی بیماری لاحق ہے حضور ﷺ کو ہوش آیا...... تو حضور ﷺ نے فرمایا...... بیٹی فاطمہ یہ جملے نہ کہہ آج کے بعد تیرے ابا کو کوئی تکلیف نہ ہوگی...... اللہ کا قانون ہے...... جو پورا ہونا چاہتا ہے...... پھر حضور ﷺ نے ایک جملہ فرمایا...... آخری دن تھا...... روایات میں آتا ہے...... صبح کا وقت تھا...... ابوبکر صدیق بھی ملنے کے لیے آئے...... صحابہ بھی حضور ﷺ کی محفل میں اکٹھے ہوئے...... اس وقت حضور ﷺ نے ایک جملہ فرمایا...... لوگو! اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْداً بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ (۱) اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے...... رب نے اس کے ذمہ لگایا ہے...... کہ تو اس دنیا میں رہنا چاہتا ہے...... یا میرے پاس آنا چاہتا ہے...... اپنا نام نہیں لیا...... اَلْعَبْدُ...... فرمایا...... ایک روایت میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ابوبکر کی امامت کے وقت جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا...... اس میں یہ الفاظ کہے...... فرمایا اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے...... وہ بندہ چاہے...... رب کے پاس چلا جائے...... چاہے دنیا کی زندگی کو قبول کرے...... فرمایا لوگو...... میں نے دنیا کی زندگی کو قبول نہیں کیا...... اللہ کی ملاقات کو بہتر سمجھتا ہوں...... اس بندہ نے رب کی ملاقات کو پسند کیا ہے۔

یہ جملہ سن کر ابوبکر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... (۲) کہنے لگے لگتا ہے حضور ﷺ کی جدائی کے لمحات قریب ہیں...... عام آدمی سے فرشتہ نہیں پوچھا کرتا۔

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص۵۴۹ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۶۳ ج۳، صحیح البخاری ص۵۱۶ ج۱، زرقانی ص۱۱۷ ج۳، مشکوٰۃ شریف ص۵۴۶ ج۲ (۲) صحیح البخاری ص۵۱۶ ج۱

اللہ کا قانون ہے...... کہ نبی سے رب پوچھتے ہیں...... کہ تیری جدائی کا وقت قریب ہے ...... تیری کیا رائے ہے...... یہ بندہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور کوئی نہیں۔

پوری امت کا اتفاق:

حدیث میں آتا ہے...... حضور اکرم ﷺ کی صبح جس دن آپ کے آخری لمحات تھے...... اس دن نماز فجر کے وقت اللہ کے نبی ﷺ کے مصلّٰی پر صدیق امامت کرا رہے ہیں...... پوری مسجد نبوی صحابہ سے بھری ہوئی ہے...... رسول اللہ ﷺ اٹھے...... پوچھا نماز ہوگئی...... محبوب ﷺ نماز شروع ہے...... حضور ﷺ نے اپنی نماز پڑھی...... جماعت شروع تھی...... آپ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا...... آخری مرتبہ اپنے پورے صحابہ کی طرف دیکھا...... سارے کے سارے صحابہ ابوبکر کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے...... اس وقت اس منظر کو دیکھ کر اللہ کے نبی ﷺ فرمانے لگے...... اللہ تیرا شکر ہے...... پوری امت ابوبکر پر متفق ہو چکی ہے...... اللہ تیرا احسان ہے...... کہ ساری امت ابوبکر کی امامت کو قبول کر چکی ہے۔

حضور ﷺ کی مسکراہٹیں:

اس منظر کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے...... حضور ﷺ کے چہرہ پر مسکراہٹ کے جملے آئے...... صحابہ کہتے ہیں...... کہ نبوت ﷺ کی مسکراہٹ پر ساری کی ساری مسجد نبوی اتنی روشن ہوگئی...... (۱) ہم اتنے پریشان تھے...... کہ جدائی برداشت نہیں ہو رہی تھی...... قریب تھا...... کہ صحابہ نماز توڑ دیتے...... اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑ پڑتے...... اللہ کے نبی ﷺ کا دیدار کرتے...... محبوب ﷺ نے جلدی سے پھر پردہ ڈال دیا...... اور آپ ﷺ حجرہ میں واپس تشریف لے گئے۔

---

(۱) زرقانی علی المواہب اللدنیہ ص ۲۲۵ ج ۳

حضور ﷺ کی خوشی کے مناظر:

میرا وجدان کہتا ہے...... شاید رب نے کہا ہو محبوب ﷺ یہ جماعت جو میں نے تجھے دی ہے...... اور تیری تربیت یافتہ جماعت ہے...... اپنے شاگرد کو دیکھ کر استاد خوش ہوتا ہے...... کہ یہ پڑھ رہا ہے...... جو کام میں نے اس کے ذمہ لگایا تھا...... اس کو یہ سرانجام دے رہا ہے...... اسے پورا کر رہا ہے...... اللہ نے بھی کہا محبوب تَرٰاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا اپنے یاروں کو دیکھ رکوع کیسے کرتے ہیں...... سجدہ کیسے کرتے ہیں...... رب کے دربار میں کیسے جھکتے ہیں۔

شاید رب نے کہا ہو محبوب...... ! آخری مرتبہ اپنے یاروں کا منظر دیکھ لے ...... جن کو تو جس مہم پہ کھڑا کر کے جا رہا ہے...... تو نے صدیق کو امامت دی ہے...... امت قبول کر رہی ہے...... محبوب تو نے جماعت کو رکوع اور سجدہ کا حکم دیا ہے...... یہ سارے کے سارے عبادت میں مصروف ہیں...... یہ کہنے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے پردہ ڈال دیا۔

صحابہ کرام زیارت کے لیے گئے...... حضرت علی گئے...... عباس گئے...... سیدنا ابوبکر صدیق گئے...... اور بھی کئی صحابہ گئے...... رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر بشاشت اچانک ایسے آگئی جیسے بیماری ختم ہوگئی ہو...... اور خوشحالی کی کیفیت طبیعت میں فرحت و مسرت آگئی محبوب ﷺ تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھ گئے...... آپ نے صحابہ کرام سے اس وقت پیار کی ایسی باتیں کیں صحابہ کہتے ہیں...... ایسے لگتا تھا...... جیسے حضور ﷺ کی بیماری ختم ہوگئی ہو...... آپ ﷺ بالکل تندرست و صحیح سالم ہوں۔

حضور ﷺ کی صحابہ کو وصیت:

آپ نے اس وقت ایک جملہ فرمایا...... ایک بات آپ ﷺ نے یہ ارشاد

فرمائی...... کہ میرے یارو میرے بعد دو چیزوں کا خیال رکھنا۔ اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ نماز کا خیال کرنا نماز کا اہتمام کرنا...... دوسرا فرمایا...... وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ...... جو لوگ تمہارے ماتحت ہیں۔(۱)

امیرو......! جو تمہارے نوکر ہوں...... سردارو......! جو تمہارے غلام ہوں...... آقاؤ......! جو تمہارے ماتحت ہوں...... ان کے حقوق کا خیال کرنا...... ایسا نہ ہو قیامت کے دن ان کے حق کی وجہ سے تم پکڑے کھڑے ہوں...... میں محمد ﷺ آخری نصیحت تمہیں دے کر جا رہا ہوں...... پہلی یہ ہے...... کہ حقوق اللہ کا خیال کرنا...... حقوق اللہ میں نماز کا اہتمام کرنا...... اور دوسری یہ ہے...... کہ میرے بعد ان غلاموں، غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کا خیال کرنا...... یہ دو جملے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمائے ...... صحابہ کرام کہتے ہیں...... ہمیں خوشی ہوگئی...... اور پھر ساتھ یہ بھی فرمایا...... اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... میرے یارو......! جو دین میں تمہیں دے کر جا رہا ہوں...... اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا...... اللہ کی رحمت تم پر اترتی رہے گی خیال کرنا میرے بعد فرقوں میں نہ تقسیم ہو جانا۔

محبوب ﷺ کو بیماری کے بعد صحت دینے میں حکمت:

پھر حضور ﷺ نے کچھ دعائیں مانگیں...... ان میں سے ایک ابوبکر صدیق کے لیے دعا مانگی...... علی ابن ابی طالب کے لیے دعاء مانگی...... پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت کے متعلق کچھ وصیتیں فرمائیں......(۲) ان کے ساتھ خیر خواہی کرنا...... ایسے لگتا تھا...... کہ محبوب ﷺ کو رب نے یہ صحت کے لمحات اس لیے دیئے...... تا کہ وصیتیں فرمائیں۔

---

(۱) صحیح البخاری عن انس و خصائص الکبریٰ ج۲ بحوالہ رحمۃ للعالمین ص۲۳۷ ج۱

(۲) دیکھیے تفصیل کے لیے سیرت ابن ہشام ص۵٤٦ بیروت، صحیح البخاری ص۵۱۲ ج۱ عن ابن عباس

پھر آپ ﷺ نے مہاجرین کی فضیلتیں بیان کیں...... سارے صحابہ کو اکٹھا کر کے مکہ کی ہجرت کرنے والے مقدس صحابہ اور جن لوگوں نے نبی ﷺ پر سب کچھ قربان کیا...... ان کے فضائل بیان کیے...... پھر انصار کی فضیلتیں بیان کیں...... اور پھر اس کے بعد آل صحابہ کی کیفیت بیان فرما کر محبوب ﷺ نے سب کو رخصت دی...... عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیدنا ابوبکر صدیق کے صاجزادے تھے...... حضرت ابوبکر صدیق نے حضور ﷺ سے پوچھا ...... محبوب ﷺ اللہ نے آپ کو صحت اور افاقہ دیا ہے...... اگر اجازت ہو...... تو میرا گھر دوسرا مکان، حضرت ابوبکر کی دوسری اہلیہ مدینہ طیبہ کے دوسرے کونے سے ذرا دور تھوڑا سا ہٹ کر رہتی تھیں...... اس دن صدیق اکبر کی باری اس کے گھر رہنے کی تھی...... شرعی حق تھا...... اس لیے اللہ کے نبی ﷺ سے اجازت مانگی...... کہ میں وہاں سے ہو کر ابھی واپس آتا ہوں اگر اجازت ہو...... حضور ﷺ نے فرمایا چلے جاؤ...... صحابہ کرام نے اجازت مانگی...... محبوب ﷺ نے ان کو اجازت دے دی...... یہ رخصت ہوئے ہی تھے...... کہ اچانک پھر بیماری کا حملہ ہوا...... سیدہ طیبہ طاہرہ اماں عائشہ صدیقہ کہتی ہیں...... حضور ﷺ کی کیفیت یہ ہوگئی...... کہ ایک دم تیز بخار آیا...... اللہ کے نبی ﷺ لیٹنے لگے...... میں نے اپنے سینہ سے پیغمبر ﷺ کے جسم کو لگالیا...... پیغمبر ﷺ کا سر میرے سینہ پر تھا...... اس طریقہ سے میں رسول اللہ ﷺ کو سہارا دے کر بیٹھ گئی میرے بھائی عبدالرحمٰن رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لیے آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھا اللہ کے نبی ﷺ نے اس مسواک کو دیکھ کر پسند فرمایا اشارہ فرمایا بی بی کہتی ہیں میں نے مسواک لیا اشارہ فرمایا کہ اس کو نرم کرو بی بی کہتی ہیں کہ میں نے اپنے منہ میں لے کر اس کو چبایا۔(۱) سیدہ کہا کرتی تھیں لوگو! میرے اس مقدر کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

---

(۱) مکمل تفصیل کے لیے دیکھیے سیرت ابن ھشام ص۵۴۹ بیروت، صحیح البخاری ص۶۳۸ ج۲

کہ پیغمبر ﷺ کی زندگی کا آخری معاملہ بھی میرے اور پیغمبر ﷺ کا تھا...... نبی ﷺ رخصت ہوئے ......تو حجرہ میرا تھا...... نبی ﷺ رخصت ہوئے ......تو جھولی میری تھی...... نبی ﷺ رخصت ہوئے......تو بستر میرا تھا۔

پیغمبر ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے......تو ایک مسواک پر میرا اور نبی ﷺ کا لعاب اکٹھے لگا میرے منہ کا چبایا ہوا مسواک رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ میں لے کر چبایا......اور پھر اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہوگئی۔(۱)

حضور ﷺ کی آخری دعا:

حضور ﷺ نے فرمایا...... پانی لاؤ...... پانی کا پیالہ بھر کے سامنے رکھا جاتا ہے...... بی بی کہتی ہے...... ہم نے ان دنوں میں سے ایک دن میں سات مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو ٹھنڈے پانی سے غسل دیا...... اللہ کے نبی ﷺ نہائے...... اس وقت تھوڑی سی درد محسوس ہوئی......اب اللہ کے نبی ﷺ پیالہ میں ہاتھ رکھتے ہیں......کبھی اپنی آنکھوں پہ پانی ڈالتے...... پیالہ میں ہاتھ رکھتے...... ہونٹ مبارک اتنے خشک ہو جاتے...... آپ اپنے ہونٹوں پر پانی لگاتے......پھر پیالہ میں ہاتھ ڈالتے ...... اپنی پیشانی پر ہاتھ لگاتے......اور کبھی چادر مبارک اکٹھا کر کے چہرہ پر ڈال لیتے......یعنی اس طرح کی کیفیت تھی...... بے چینی کا عالم تھا۔اماں عائشہ کہتی ہیں...... فاطمۃ الزہراء ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں......اماں کہتی ہیں...... کہ محبوب ﷺ کی یہ حالت ہوتی...... کہ کبھی پاؤں اکٹھے ہوتے...... پھر پاؤں مبارک سیدھے کر لیتے...... پھر اکٹھے فرما لیتے...... بالکل بے چینی کی کیفیت تھی اس وقت رحمت کائنات نے دعاء مانگی...... اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ(۲)

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۷۱ ج ۳ (۲) زرقانی علی المواهب اللدنیه ص ۱۲۳ ج ۳

اللہ یہ موت کی کیفیت بڑی مشکل حالت ہوتی ہے...... ہر آنے والے امتی پر یہ حالت آئے گی ...... اے اللہ میں تیرا نبی ﷺ تجھ سے دعاء مانگتا ہوں...... موت کی اس کیفیت کو آسان کر دے ...... سکرات کی شدت کو دور کر دے...... اس تکلیف کو ختم کر دے...... اللہ کے نبی ﷺ نے آخری لمحہ میں کلمہ طیبہ...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... کا ورد کیا......

اور پھر اس کے بعد روایات میں آتا ہے...... یہ سورج، اور دوپہر ڈھلنے لگی...... ظہر کا وقت قریب آنے لگا اس وقت جو صبح کے وقت صحابہ مل کر گئے تھے اس وقت لوگ واپس آرہے تھے مسجد نبوی میں انتظار ہو رہا تھا تو ساتھ ہی ظہر کی اذان ہوگئی صحابہ کرام کے دل میں یہ بات تھی کہ محبوب ﷺ باہر نکلیں گے اس لیے کہ صبح کے وقت صحت وسلامتی کے ساتھ تھے

حضور ﷺ کے آخری لمحات:

لیکن اس وقت پیغمبر ﷺ کی زبان سے آخری جملہ نکلا...... اَسْأَلُ اللّٰـهَ الرَّفِيْقَ الْاَعْـلٰـی ...... (۱) اے اللہ مجھے تیری رفاقت پسند ہے...... اللہ مجھے تیرا قرب پسند ہے ...... اے اللہ مجھے تیری قربت پسند ہے...... مجھے اس دنیا کے جھگڑوں سے چھڑا...... اپنی قربت میں لے لے جب تین مرتبہ پیغمبر ﷺ نے یہ جملہ کہا...... بی بی کہتی ہے...... اللہ کے نبی ﷺ کے ہاتھ خود بخود سیدھے ہو گئے...... آنکھ آسمان کی طرف لگ گئی...... آپ کے ہونٹ مبارک آہستہ آہستہ ملنے بند ہو گئے۔

بی بی عائشہ فرماتی ہیں...... غم کی وجہ سے ہمارے سانس بند ہو گئے...... مسجد نبوی

---

(۱) زرقانی ص۱۲۲ ج۳ یہ الفاظ بھی ملتے ھیں "اللھم فی الرفیق الاعلیٰ"، یہ الفاظ بھی کتابوں میں ملتے ھیں "اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ" رواہ البخاری من طریق الزھری عن عروۃ، مشکوٰۃ شریف ص۵۴۸ ج۲، صحیح البخاری ص۶۳۸ ج۲

میں ازواج مطہرات کے رونے کی آواز آئی...... کہرام مچ گیا...... سب کو پتا چل گیا...... کہ پیغمبر ﷺ کی جدائی ہوگئی...... پیغمبر ﷺ کا انتقال ہو گیا...... صحابہ کرام مسجد میں دھاڑیں مارتے جمع ہو گئے۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد دیہاتی صحابی کی کیفیت:

عبد اللہ بن زید نامی ایک صحابی باہر دیہات میں گئے ہوئے تھے...... بکریاں چرا رہے تھے...... کسی نے جا کر کہا...... کہ جس نبی کا تم کلمہ پڑھتے ہو...... تمہیں پتا نہیں ...... ان کا انتقال ہو چکا ہے...... اب آپ اپنے کنویں پر کھڑے ہوئے ہیں...... محبوب ﷺ کا وصال ہو گیا ہے...... صحابی نے انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھیں...... مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہے...... اللہ جن آنکھوں کے ساتھ پیغمبر ﷺ کا دیدار کرتے تھے...... اب وہ محبوب ﷺ نظر نہ آئے ...... آنکھیں لے اور اندھا کر دے اور جب آنکھیں کھلیں ...... تو محبوب ﷺ کا دیدار ہو ...... کتابوں میں لکھا ہے...... کہ جب اس صحابی نے انگلیاں ہٹائیں...... تو اس صحابی کی بینائی جا چکی تھی۔(۱)

عجیب کیفیت تھی...... مسجد نبوی میں حضرت عثمان مسجد کے کونے میں بے ہوش ہیں...... حضرت علی کو ایک صحابی سلام کرتا ہے...... جواب دینے کا ہوش نہیں...... حضرت عمر بے بس ہو گئے...... تلوار ہاتھ میں سونت لی جو کہے گا...... رسول اللہ کی جدائی ہو گئی...... میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ عجیب منظر تھا...... یہ پہلی ظہر تھی...... جس وقت بلال مسجد نبوی میں اذان دینے کے لیے گئے...... اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر...... اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۵۵۰ بیروت، صحیح البخاری ص ۵۱۷ ج ۱، زرقانی ص ۱۴۱ ج ۳

یہ کہہ کر بلال بے ہوش ہو گئے..... لوگوں نے پکڑ کر کہا بلال کیا ہو گیا ہے.....؟

کہا جب روزانہ اذان دیتا تھا..... محبوب ﷺ سامنے منبر پر موجود ہوتے تھے..... آج پہلی اذان ہے..... پیغمبر ﷺ نظر نہیں آئے..... جدائی کی وجہ سے بلال بے ہوش ہو گیا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی دنیا سے رخصتی:

ابو بکر صدیق کو اطلاع ملی..... فوراً دوڑتے ہوئے آئے..... صحابہ کے اس بے ہوشی کے عالم کو دیکھا..... کسی کو کچھ نہ کہا..... سیدھے حجرہ اقدس میں گئے..... محبوب ﷺ کے چہرہ اقدس پر چادر پڑی ہوئی تھی..... صدیق اکبر نے چہرہ سے چادر اٹھائی..... پیشانی پہ بوسہ دیا..... دو جملے کہے..... لَا يُذِيقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ..... (۱) محبوب ﷺ آپ کی زندگی بھی پاک ہے..... اور آپ کی دنیا سے رخصتی بھی پاک ہے..... پاک بن کر آئے ہیں..... پاک بن کر جا رہے ہیں جیسے پاک تھے ویسے پاک رہے ہیں ویسے پاک جا رہے ہیں یہ کہنے کے بعد کہا دو موتیں آپ پر جمع نہیں ہونگی رب کا قانون آپ پر پورا ہو چکا ہے۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد ابو بکر کا خطبہ:

حضرت ابو بکر باہر آئے..... صحابہ کی کیفیت دیکھی..... منبر کے قریب آئے..... عمر ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑے تھے..... ان کے ہاتھ سے تلوار چھینی جھٹکا دے کر کہا عمر بیٹھ جاؤ.....! عمر پہ کپکپی طاری ہو گئی..... نیچے بیٹھ گئے..... سارے صحابہ کو اکٹھا کر کے کہا..... ہوش کرو۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی و منکرین ختم نبوت وہ نبی ﷺ کی نبوت پہ ڈاکہ ڈال رہے ہیں..... اور تم نبوت کی جدائی پر چیخیں مار رہے ہو۔

---

(۱) صحیح البخاری ص ۵۱۷ ج ۱، زرقانی ص ۱۴۱ ج ۳ میں یہ الفاظ ہیں "لا یجمع اللہ علیك موتتین"، یہ الفاظ مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف کتب میں ملتے ہیں مگر مفہوم سب کا ایک ہی ہے

صبر اور سکون سے کام لو......وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
محبوب ﷺ اللہ کے رسول ہیں......جیسے محبوب ﷺ سے پہلے اللہ کے نبی گزرے
ہیں......ایسے اپنی دعوت و تبلیغ تعلیم و جہاد کا فریضہ سرانجام دینے کے بعد محبوب ﷺ بھی رب
کے پاس چلے گئے ہیں......قرآن کہتا ہے......وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ
کہا پیغمبر ﷺ دنیا سے رخصت ہو جائے...... یا شہید کر دیا جائے......تو تم دین
سے پھر جاؤ گے...... پیچھے ہٹ جاؤ گے...... پھر تم یہود و نصاریٰ کی طرح مت کرو......تم
محبوب ﷺ کے امتی ہو جس دین کو پیغمبر ﷺ چھوڑ کر گئے ہیں......اسی پر ہمیشہ قائم رہو۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کی کیفیت:

اور پھر فرمایا......خبردار! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ
(۱) اگر تم محمد ﷺ کو رب مان کر عبادت کرتے ہو......تو بے شک تم دین چھوڑ جاؤ......اور اگر
محبوب ﷺ کو محبوب ﷺ سمجھا تھا......اللہ کو رب مان کر عبادت کرتے ہو......تو یاد رکھو کہ اللہ حیّ
القیوم ہے......اس کو کبھی موت نہیں آئے گی...... یہ کہنے کے بعد ابوبکر نیچے اترے.... صحابہ
کو تھوڑا سا سکون ملا یقین ہو گیا......کہ یقیناً ایک دن محبوب ﷺ کی جدائی ہونی تھی۔

سرداری کا تاج:

سقیفہ بنی ساعدہ مدینہ میں چھپر نما ایک جگہ ہے......جہاں اہل مدینہ بیٹھ کر
میٹنگیں کیا کرتے تھے......وہاں صحابہ کرام کا ایک اجتماع ہوا......اجلاس ہوا یہ بات یاد
رکھیے۔

---

(۱) صحیح البخاری ص ۵۱۷ ج ۱ و ص ۶۳۸ ج ۲، زرقانی ص ۱۴۰ ج ۳ بیروت

جب کسی ملت کا کوئی سربراہ فوت ہوتا ہے......اقرباء ورشتہ داروں کو تو اس کی جدائی کا صدمہ ہوتا ہے......لیکن نظام مملکت چلانے والے لوگ اس مملکت کے متعلق سوچتے ہیں......کہ جانے والا تو چلا گیا......اب اس نظام کو کون سنبھالے گا......اور جب محبوب ﷺ کا وصال ہوا ہے......تو لاکھ مربع میل پر اسلام تھا......اگر اس وقت سب سے پہلے اس مسئلہ کو حل نہ کیا جاتا......تو پوری امت کا شیرازہ بکھر جاتا......سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار نے کہا......ہم سعد بن عبادہ کو امیر منتخب کرتے ہیں......حضرت ابوبکر کو پتا چلا......کہ وہاں پر کچھ لوگ اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں......جذبات میں ہیں......تو حضرت عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح دونوں کو حضرت ابوبکر ساتھ لے گئے......اور کہا یہ ہیں......نبی ﷺ کی مراد عمر بن خطاب نبی ﷺ نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر اللہ سے اس کو مانگا تھا......یہ ابوعبیدہ اس امت کا عظیم انسان ہے......نبی ﷺ نے اس کو امین امت کہا تھا......میں یہ دو آدمی لے کر آیا ہوں......اور مہاجرین وانصار یاد رکھنا......نبی ﷺ کے بعد لڑنا نہیں......دشمن ہمیں بکھیر نہ دے......انصار یو تم نے جان و مال کی قربانی دی ہے......لیکن مہاجرین کی بہت بڑی قربانی ہے......پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا......اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ......سرداری کا تاج اہل قریش کے سر پر ہوگا اس لیے تم ہی قریشیوں میں سے اور مہاجرین میں سے امیر کا انتخاب کرو......بعض نے کہا دو امیر ہوں......ایک مہاجرین میں سے ایک انصار میں سے حضرت عمر نے فرمایا......خبردار امیر دو بناؤ گے......تو آپس میں اختلاف ہو جائے گا۔

انصار یو سوچو تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سب کچھ قربان کیا اب نبی ﷺ کی جدائی کے بعد نبی ﷺ کے دین میں سب سے پہلا رخنہ ڈال رہے ہو صحابی سارے کھڑے ہو گئے معافی مانگ کر کھڑے ہو گئے کہا عمر ہماری نیت قطعاً یہ نہیں تھی اللہ ہمیں معاف کرے ہم آپ کے ساتھ ہیں جو فیصلہ آپ کا ہوگا ہم اسی فیصلہ کو قبول کریں گے عمر بن خطاب کہنے

لگے ابو بکر کو حضور ﷺ نے مصلیٰ دیا ہے ہم صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔

ابو عبیدہ آئے...... عبد الرحمٰن بن عوف آئے...... تمام صحابہ آئے...... سیدنا صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کی......(۱) ادھر پیغمبر کائنات ﷺ کے وصال کے بعد خاندان کا حق ہوتا ہے...... دنیا سے جدائی کے بعد اس کی تجہیز و تکفین کے مسائل کے بارے میں ان کی ذمہ داری ہوتی ہے...... عام لوگوں کی ذمہ داری نہیں ہوتی...... صدیق و عمر سارے صحابہ نبی کے جتنے متعلقین تھے...... لیکن جتنا گھر کا رشتہ عباس کا تھا...... حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کا تھا...... اتنی قرابت کا خاندانی رشتہ ابو بکر و عمر کا نہ تھا۔

بوقت غسل نبی ﷺ کا لباس:

چنانچہ فیصلہ یہ ہوا...... اہل خاندان رسول اللہ ﷺ کو غسل مبارک دیں...... پھر سوچا گیا...... کہ اللہ کے نبی ﷺ کے جسم اطہر پر تو کرتہ مبارک ہے...... جسم اطہر پر تو کپڑے ہیں انہیں اتارا جائے یا ایسے ہی رکھا جائے۔

صحابہ کہتے ہیں...... ایک دن ہم پر غشی طاری ہوئی...... ہاتف غیبی نے آواز دی...... خبردار نبی ﷺ پاک آئے......، پاک گئے...... نبی ﷺ کا لباس اتارنے کی کسی کو اجازت نہیں...... فرمایا اس کے بعد اسامہ بن زید اس طریقہ سے ایک صحابی حضرت صفوان حضرت سیدنا علی حضرت عباس اور عباس کے بھائی اور ایک اور صحابی ان سب حضرات نے مل کر اللہ کے نبی ﷺ کو غسل دیا...... حضرت علی حضور ﷺ کو سینہ سے لگا کر بیٹھ جاتے......وہ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر پانی ڈال رہے تھے...... تین چادروں میں کفن دیا گیا...... جو رسول اللہ ﷺ کی اپنی دھلی ہوئی اور پہنی ہوئی چادریں تھیں۔

---

(۱) سیرت ابن هشام ص۱۵۵ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۸۳ ج۳، صحیح البخاری ص۵۱۸ ج۱

اللہ کے نبی ﷺ کے جسم اطہر کو اسی جگہ رکھ دیا گیا...... جہاں پر آپ ﷺ کی قبر مبارک بنی تھی......اور آپ ﷺ کی قبر مبارک کھودنے کا اعزاز آپ ﷺ کے ایک صحابی ابوطلحہ انصاری کو ملا...... انہوں نے جہاں رحمت کائنات کی قبر مبارک کھودی...... حضور ﷺ نے فرمایا...... اَللَّحدُ لَنَا......لحد یعنی بغلی قبر کھودنا......(۱) یہ ہمارے مدینہ والوں کا کام ہے...... اور دوسری قبریں جو دوسرے طریقوں سے بنائی جاتی ہیں...... یہ اور علاقوں میں بنتی ہیں......تو مدینہ کی یہ لحد والی قبریں اللہ کے نبی ﷺ کو پسند تھیں......اس طریقہ سے لحد والی قبر آپ ﷺ کے لیے کھودی گئی۔

حضور ﷺ کا اپنے متعلق ایک جملہ:

محبوب ﷺ کے جسم اطہر کو وہاں پر رکھ دیا گیا...... اللہ کے محبوب ﷺ نے ایک جملہ فرمایا تھا۔لوگو میرے جسم کو رکھنے کے بعد سب لوگ میرے کمرہ سے نکل جانا......اس لیے کہ فرشتے سب سے پہلے مجھ پر میرا جنازہ اور درود پڑھیں گے...... چنانچہ جبرئیل ومیکائیل وعزرائیل واسرافیل اور سارے فرشتے سب سے پہلے حضور ﷺ کے حجرہ اقدس میں داخل ہوئے......اللہ کے نبی ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق انہوں نے پیغمبر ﷺ پر درود پڑھا...... پھر دس دس کی ٹولی میں صحابہ اندر داخل ہوتے رہے......تین دن اللہ کے محبوب ﷺ کا جسم اطہر رکھا رہا......تیسرے دن بدھ کا دن تھا......رحمت کائنات کو روضہء اطہر میں رکھا گیا......آپ کے جسم اطہر کو روضہء اقدس میں رکھ کر قبر مبارک کو بند کر دیا گیا۔

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... حضرت فاطمۃ الزہراء رو کر ایک جملہ کہتی ہیں...... کتنے حوصلہ والے وہ لوگ ہیں......جنہوں نے میرے ابا کو قبر میں اتارنے کے بعد

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۵۵٦ بیروت

کیسے دل باندھا ہوگا...... کہ وہ اس پر مٹی ڈالتے کس طریقہ سے انہوں نے میرے ابا کو قبر میں رکھا ہے...... اور دفن کیا ہے......؟ حضرت فاطمہ کے تین جملے حدیث کی کتابوں میں حضور ﷺ کے لیے ملتے ہیں...... یہ آخری کلمات تھے...... اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ ...... ابا جان اللہ کی آواز پر لبیک کہہ کر چلے گئے...... یَا اَبَتَاهُ مَنْ وَّالِیْ جِبْرِیْلُ نَنْعَاهُ (۱)

آج کوئی جبرئیل کو جاکر کہے کہ جس پہ وحی لے کر آتے تھے وہ پیغمبر ﷺ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں یَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ جنت کا اعلیٰ مقام آپ کو ملا ہے۔

سیدنا جبرائیل کے تاثرات:

ایک روایت میں آتا ہے...... جس وقت جبرئیل حضور ﷺ کے جنازے سے اور حضور ﷺ پر درود پڑھ کر باہر نکلے...... تو اس کی چیخیں نکل گئیں ...... وہ صحابہ نے سنیں......(۲) جبرئیل کہتا تھا...... لوگو آج آخری دفعہ زمین پر آیا ہوں...... اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا...... اور نہ کسی پر وحی آئے گی...... نہ میں وحی لے کر آؤں گا۔

اللہ کے نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے...... یہ رحمت کائنات کی زندگی کا ایک اہم پہلو تھا...... شاید اس حوالہ سے ہمارے ہاں بیان کرنے کی عادت نہیں ہے...... میں نے صرف اس لیے بیان کیا ہے...... تا کہ ہر کوئی اپنے آخری لمحات کے لیے اللہ سے یہ دعاء مانگا کریں...... حقوق اللہ حقوق العباد ادا کر کے جائیں...... اچھی نصیحتیں کر کے جائیں...... اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب لوگوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائے...... محبوب ﷺ کی سچی اتباع نصیب فرمائے...... آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۵۴۷ ج۲، المواھب اللدنیہ للعلامہ القسطلانی ص۱۴۵ ج۳ بیروت، صحیح البخاری ص۶۴۱ ج۲ عن انس (۲) مشکوٰۃ شریف ص۵۴۹ ج۲

رسول اللہ ﷺ کا سفر تجارت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی......قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ...... (۱) اَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتُّجَّارُ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنْ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ......(۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم بزرگو......! دوستو......اور بھائیو......! سیرت النبی ﷺ حیات طیبہ کے عنوان سے مسلسل ایک مضمون چل رہا ہے......جس میں گزشتہ جمعۃ المبارک

(۱) مشکوۃ ص۲۴۳ ج۱ (۲) مشکوۃ ۲۴۴ ج۱

کے خطبہ میں میں نے اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا آٹھواں نواں اور دسواں سال بیان کیا تھا......اور اس سال کے اہم تاریخی واقعات جو کتابوں میں موجود ہیں ......ان میں سے کچھ بطور نمونہ پیش کیے تھے ......آج کے اس خطبہ میں اس سے اگلا حصہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا اعلان نبوت سے قبل کردار:

جو پیغمبر ﷺ کی زندگی کا ایک ایسا حسین حصہ ہے......جس کی وجہ سے اللہ کے نبی دنیا میں اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق، امین، دیانتدار، بااخلاق اور بلند کردار آپ کی یہ شہرت ہونا شروع ہوگئی......حتی کہ وہ لوگ جو لفظ یتیم کہہ کرٹال دیتے تھے......انہیں بھی اپنی زبان سے کہنا پڑا......کہ یہ شخص تو بڑا امین ہے......یہ شخص تو بڑا دیانتدار ہے......یہ آدمی تو بڑا صادق ہے......اور پھر اللہ کا قانون ہے......کہ دنیا میں جتنے نبی خدا نے بھیجے ہیں......ہر پیغمبر ﷺ نے کوئی نہ کوئی مشغلہ ایسا اپنایا ہے......جس کے ذریعہ سے اس نے اپنی ذاتی روزی کمانے کا انتظام کیا......مخلوق کے پیسے پر اس نے سہارا کبھی نہیں کیا۔

تبلیغ کا اجر:

نبوت کی تعریف یہ ہے کہ نبی اعلان کیا کرتا ہے......لَآ اَسْـئَـلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِنْ اَجْــرِیَ اِلَّا عَـلَـی الـلّٰــہِ......میں دعوت دینے کا تبلیغ کرنے کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا......میرا معاوضہ تو مجھے میرا اللہ دے گا......اللہ چاہتے تھے......کہ بچپن سے ہی حضور اکرم ﷺ میں وہ باتیں خدا پیدا کرے......کہ جن کی وجہ سے پیغمبر ﷺ کی توجہ مخلوق کی طرف نہ ہو......اپنی ذات کے معاملے میں نبی اتنا خود کفیل ہو جائے......کہ کسی کی طرف التفات نہ رہے......صرف اللہ کی طرف التفات رہے۔

پہلے لوگوں کی تجارت کا طریقہ:

حضور اکرم ﷺ کے دادا کے وصال کے بعد ابو طالب نے جب کفالت شروع کی ......ابو طالب قلیل المال کثیر العیال تھا......ان کی اولاد بہت زیادہ تھی ......مال اس کے پاس بہت کم تھا......اس زمانہ میں تجارتی قافلے جو تجارت کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے......آج کل کی طرح عمومی سفر نہیں ہوتا......کہ ایک شخص جب چاہے جیب میں پیسے ڈال کر سفر کے لئے نکل پڑے......گاڑی کا ٹکٹ لے اور بیٹھ جائے...... ہر جگہ پر ڈاکو رہزن اور راہگیر لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔

اس وقت صرف ایک صورت ہوتی تھی......کہ ایک مدت طویل تک ایک قافلہ تیاری کرتا......اس کے سرکردہ افراد اس میں تیار ہوتے......کوئی ذہین اور زیرک لوگ اس میں ہوتے......کچھ سمجھدار و امین فہیم لوگ ہوتے......کچھ ان کے ملازم اور مزدوران کے ساتھ ہوتے جو ان کی خدمت کرتے......جب کئی افراد پر مشتمل ایک قافلہ تیار ہوتا......پھر ایک سفر کا ارادہ کیا جاتا......کہ اب ہم نے فلاں علاقہ کا سفر کرنا ہے......پھر وہ قافلہ جب سفر کرتا تو کہیں پڑاؤ ڈال دیتا......کہیں قیام کرتا......جاتے ہوئے راستہ میں کہیں تجارت کرنا ہوتو چلتا چلا جاتا کوئی چیز اچھی مل جاتی تو اسے خرید لیتا......سستی مل جاتی تو اسے خرید کر دوسرے شہر جا کر اسے فروخت کر دیتا......اس دور میں تجارت کرنے کا یہ ایک طریقہ تھا۔

حضور ﷺ کی ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانگی:

ابو طالب نے ایک قافلہ کے ساتھ تیاری شروع کی ......(۱) وہ قافلہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف جانا چاہتا تھا جب تیاری ہوئی ......تو اس وقت اللہ کے پیغمبر ﷺ

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص۸۸ ج۱، زرقانی ص۱۹۰ ج۱

جناب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال تھی...... ننھا بچہ بارہ سال کی عمر کا جس کی اماں بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہو...... دادا بھی دنیا سے رخصت ہو چکا ہو...... والد آنے سے پہلے جدا ہو چکا ہو...... اب یہ بچہ اس چچا کے سہارے پر ہے...... اور چچا بھی ایک طویل سفر پر روانہ ہو رہا ہے...... اور وہ اس حالت میں اکیلا تنہا چھوڑ کر جائے...... تو اللہ کے حبیب کے لئے یقیناً وہ ساری جدائیاں...... والد کی جدائی...... والدہ کی جدائی...... دادا کی جدائی...... ذہنی طور پر ایک پریشانی کا باعث تھیں...... پھر اس حالت میں ایک چچا بھی چھوڑ کر تنہا چلا جائے...... اور انہیں مکہ میں اکیلا چھوڑ دیں...... یہ اور پریشانی کا باعث ہوگا...... حدیث میں آتا ہے...... رسول اللہ ﷺ نے چچا سے کہا...... کہ چچا آپ اکیلے جانا چاہتے ہیں......؟ آپ اکیلے نہ جایئے......! مجھے بھی ساتھ لے کر چلئے۔(۱)

حضور ﷺ کا پہلا تجارتی سفر:

جناب نبی کریم ﷺ کو حضور ﷺ کے چچا نے تیار کیا...... تیار کرنے کے بعد سفر میں ساتھ لے لیا...... اور یہ وہ زندگی کا پہلا سفر ہے...... جو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بہت بڑے ملک کی طرف اپنے چچا کے ساتھ بارہ (۱۲) سال کی عمر میں کیا...... اور اس سفر میں محبت کچھ اس انداز کی تھی...... حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے بچپن سے ایک یارانہ تھا۔

اس یارانہ کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے متعلق اپنے چچا سے کہا...... کہ میرے اس بھائی ابوبکر کو ساتھ لے چلئے...... کہ ہم اکٹھے رہیں گے...... اکٹھے کھیلیں گے...... اکٹھے ہی سفر میں باتیں ایک دوسرے سے کیا کریں گے...... آپ بڑے لوگ بڑوں میں بیٹھیں گے...... ہم بچے آپس میں اکٹھے بیٹھا کریں گے...... تو حضور ﷺ کے چچا ابو طالب نے کہا

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۶۱ ج ۱، عیون الاثر ص ۴۱ ج ۱

میں اس کو کیسے لے کر چلوں......اس کے والد سے بھی تو اجازت کا مسئلہ ہے......حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چلئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں......ابوبکر کے والد ابوقحافہ سے اجازت مانگتے ہیں......اجازت مانگی گئی۔

پہلے تجارتی سفر میں ابوبکرؓ کا ساتھ:

صدیق اکبرؓ کو سفر میں ساتھ رکھا گیا......اور یہ عجیب سفر تھا......جس میں امیہ کا غلام بلال بھی حضور ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا......قافلہ کے اور بہت سارے لوگ تھے......یہ نبوت کا بارہ سال کی عمر میں پہلا سفر تجارت تھا......یعنی پہلا ایک غیر ملکی سفر تھا......جو کہ شام کے علاقہ کا ایک طویل سفر ہے......نبوت اس سفر میں چل رہی ہے......ابوطالب ساتھ ہے......مکہ کے قریشی ساتھ ہیں......کچھ علاقہ کے سردار ساتھ ہیں......ابوبکرؓ ساتھ ہے...... بلالؓ ساتھ ہے......یہ سارا قافلہ روانہ ہوتا ہے......قافلہ چلا......عام لوگوں کے ذہنوں میں وہ بات نہ تھی......جو عام طور پر ان کے ذہن میں اس وقت آنی چاہیے تھی......اس لئے کہ حضور ﷺ مکہ کے رہنے والے تھے......وہ پیغمبر ﷺ کے دن رات کو دیکھتے تھے......یہ باتیں ضرور ذہن میں تھیں......کہ اس کی ولادت انوکھی ہے......اس کا بچپن نرالا ہے......اس کے والد کی جدائی کا منظر ایک عظیم حادثہ ہے......والد اور دادا کی جدائی کے یقیناً ایک عجیب وغریب واقعات ہیں۔

حضور ﷺ کی بحیرہ راہب سے ملاقات:

ان تمام واقعات کے باوجود اس بچہ میں اب بھی کچھ صلاحیتیں ہیں......جو دنیا کے کسی اور بچہ میں نہیں ہیں...... جب یہ قافلہ روانہ ہوتا ہے......روانہ ہوتے ہوئے شام کے راستہ میں ایک مقام ایسا آیا......جس جگہ اس قافلہ نے رات کو جا کر ڈیرہ ڈالا......ابھی

قافلہ نے قیام کیا ہی تھا سامنے ایک معبد یعنی عبادت خانہ بنا ہوا تھا...... جہاں پر عیسائیوں کا ایک بہت بڑا راہب جرجیس نامی شخص جس کو تاریخ میں بحیرہ راہب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے......(۱) وہ شخص جلدی سے دوڑ کر باہر نکلا...... باہر آنے کے بعد نہایت ہی تلاش بھری نگاہوں کے ساتھ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو دیکھنا شروع کر دیا...... جیسے کسی چیز کو وہ تلاش کرنا چاہتا ہو۔

بحیرہ راہب کی نظر:

وہ راہب ایک آدمی کے پاس جاتا ہے...... دوسرے کی طرف جاتا ہے...... نو عمر بچوں کو دیکھتا ہے...... کم عمر لوگوں کو دیکھتا ہے...... تلاش کرتے کرتے جب وہ بالکل حضور اکرم ﷺ کے قریب آتا ہے...... ...... وہ آقا ﷺ کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے...... قریشی حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے......؟ یہ ظاہری شکل و شباہت کے لحاظ سے قد و کاٹھ کے لحاظ سے یہ تو یہاں کا کوئی امیر، کبیر معلوم ہوتا ہے...... پیر اور فقیر نظر آتا ہے...... لیکن اس کی یہ تلاش محمد کریم ﷺ کو پکڑنا...... حضور ﷺ کے بازو میں ہاتھ ڈالنا...... یہ بالکل انوکھی اور نرالی سی بات ہے۔

بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کو دیکھنے کے بعد پہلا جملہ:

حضور ﷺ کو پکڑنے کے بعد اس شخص نے پہلا جملہ یہ کہا...... هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ...... يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ......(۲) یہ وہ شخص ہے جو انبیاء کا سردار بنے گا...... یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ پوری انسانیت کے لئے رحمتوں کا تاج پہنا کر بھیج رہے ہیں۔

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص۸۸ ج۱، سیرت ابن ہشام ص۶۱ ج۱، عیون الاثر ص۴۱ ج۱، زرقانی ص۱۹۰ ج۱، رحمۃ للعالمین ص۶۵ ج۱

(۲) سیرت مصطفیٰ ص۸۹ ج۱

پھر اس نے پوچھا...... یہ آدمی...... یہ لڑکا کون ہے ؟......(۱) ابوطالب موجود تھا...... کسی نے نشاندہی کی کہ یہ ابوطالب کا بھتیجا ہے...... یہ ان کے ساتھ آیا ہے...... اس نے کہا...... اچھا آپ سب قافلہ والے رات تو یہاں پر ہیں ...... آپ میری دعوت قبول کرلیجئے...... وہ راہب گھر جاتا ہے...... انتظام کرتا ہے...... اپنے نوکروں کے ذمہ لگاتا ہے ...... کہ اعلیٰ قسم کے کھانے تیار کرو...... قالینیں بچھاتا ہے...... اپنی استعداد کے مطابق دستر خوان پر خوبصورت کھانے لگا کر کہتا ہے۔

قافلہ والو! میری ضیافت قبول کرو...... میری مہمان نوازی کو قبول کرو...... کھانے کیلئے تمام لوگ آئے اور لکھا ہے ...... اس وقت یہ ننھا بچہ جس کا نام محمد (رسول اللہ ﷺ) تھا...... آقا ﷺ کی عمر مبارک اس وقت بارہ سال تھی...... حضور ﷺ کے ذمہ ابوطالب نے اونٹوں کی ذمہ داری لگائی...... کہ آپ بچے ہیں آپ کیا چلیں گے...... آپ اونٹوں کی حفاظت کیجئے...... ان کا خیال کیجئے...... ہم کھانا کھا کر آتے ہیں...... تمہارے لئے کھانا لے کر آئیں گے...... وہ سب چلے گئے ...... جب یہ سارے لوگ دستر خوان پر جا کر بیٹھے میزبان راہب نے کہا۔

جب تک میں نہ کہوں کوئی آدمی دستر خوان کی طرف نہ لپکے...... کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے ...... آکر سب لوگوں کے چہرے تکتا ہے...... اپنی حیرت انگیز نگاہوں سے سب کی نظروں میں نظریں ڈالتا ہے...... پھر خاموش ہوکر پوچھتا ہے...... خوبصورت بچہ جس کا میں نے قافلہ میں آکر ہاتھ پکڑا تھا...... وہ بچہ کہاں ہے...... ؟ ابوطالب نے کہا وہ میرا بھتیجا ہے...... میں اسے اونٹوں کی حفاظت کے لئے سامان کی حفاظت کے لئے مال میں چھوڑ کر آیا ہوں...... کہ ہم کھانا کھا کر آتے ہیں...... تمہارے لیے کھانا لے کر آتے ہیں......

(۱) سیرت النبی ص ۱۵۴ ج ٤

انہیں وہاں چھوڑ کر آ رہا ہوں......آپ کو اس کی کیا ضرورت پڑی ہے......؟

حضور ﷺ کی وجہ سے تجارتی قافلہ کی ضیافت:

اس نے بڑے حیرت انگیز جملہ میں کہا......ابوطالب تمہیں کس نے بلوایا......اس قافلہ کو کس نے بلایا......میں نے تمہاری ضیافت اور تمہاری مہمان نوازی نہیں کی......میں نے تو اس یتیم کے چہرہ کو دیکھ کر اس کے آثار نبوت سے متاثر ہو کر......میں اس کی جوتیوں کے صدقے تمہاری مہمان نوازی کرتا......تم کیا سمجھتے ہو......کہ میں تمہیں کھانا دینا چاہتا ہوں......میری محفل سے اٹھ جاؤ جب تک وہ بچہ نہیں آتا......میں تم میں سے کسی کو کھانا دینے کے لئے تیار نہیں۔

ابوطالب اٹھے اور اٹھ کر حضور اکرم ﷺ کو بلایا اور پکڑ کر کہا اٹھ بیٹے محمد چل! اگر تو نہ ہو تو دنیا ہمیں روٹی نہیں دیتی......بتایا گیا لوگو......! ابوطالب پیغمبر ﷺ کا کفیل نہیں......ابوطالب نبی ﷺ کا مربی نہیں۔

نبوت کے صدقے ابوطالب کا احترام:

اگر ابوطالب کو روٹی ملتی ہے......تو وہ رسول اللہ ﷺ کی جوتی کے صدقہ سے ملتی ہے......آج ابوطالب کا اتنا بڑا اکرام ہو رہا ہے......تو نبوت ﷺ کے جوتوں کے صدقے سے ہو رہا ہے......حضور ﷺ کو ابوطالب لے کر آیا......توجہ کریں بڑی عجیب بات ہے......وہ راہب اس قافلہ سے کہتا ہے۔

وہ دیکھو سامنے وہ بچہ آ رہا ہے......جس کی مجھے تلاش تھی ......(۱) حضور ﷺ اور ابوطالب ایک ساتھ چلتے ہیں......تو باہر کی تپتی ہوئی دھوپ میں حضور ﷺ چل کر آ رہے

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۹۰ ج ۱، الخصائص الکبریٰ ص ۸۴ ج ۱، سیرت النبی ص ۱۵۴ ج ۴

ہیں ......اور راہب ان کو کہتا ہے دیکھتے نہیں ......اس بچہ کے سر پر بادل سایہ کر رہا ہے......اور کسی کے سر پر کوئی سایہ نہیں ...... یہ اس بچہ کے سر پر سایہ ایک بادل کے چھوٹے سے ٹکڑے نے کیا ہوا ہے......اور سب قافلہ والے دستر خواں پر ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے......تو اس درخت کے سائے میں حضورﷺ کو جگہ نہ ملی ......تو اللہ کے حبیب ﷺ ایک کونے میں جا کر بیٹھے جہاں دھوپ تھی۔

محمد بن عبداللہ کے بارے میں بحیرہ راہب کی تجویز:

حدیث میں آتا ہے مولانا ادریس کاندھلویؒ نے سیرت مصطفیٰ میں لکھا ہے......
کہ درخت کا سایہ اس سائیڈ پر تھا......تو درخت یوں جھک کر حضورﷺ پر آ گیا......اس نے کہا اب بھی تم نہیں سمجھے کہ یہ بچہ کتنا عظیم ہے......درخت اس کو سایہ کرتے ہیں......بادل اس کے سر پر سایہ کرتے ہیں ......اور تم شاید اس کا اندازہ نہیں کر سکے......آج جس جگہ تم لوگ آئے ہو......تم نے قیام کیا ہے......جس وقت یہ قافلہ آیا ہے......اس کی آمد کے ساتھ ساتھ مجھے کچھ انوارات اور تجلیات محسوس ہوئی ہیں......اس قافلہ کے چلنے کے ساتھ ساتھ آسمان کے بادل چلتے ہوئے مجھے نظر آئے ہیں ......اس لئے میں جلدی سے چل کر باہر آیا ہوں......میں سوچ رہا تھا......کہ کس آدمی کی وجہ سے یہ بادل چل رہے ہیں......کس کی وجہ سے یہ درخت جھک رہے ہیں ......کس کی وجہ سے یہ پتھر جھک رہے ہیں......کس کی وجہ سے یہ انقلابات پیدا ہو رہے ہیں......میں اس تلاش میں تھا......مجھے یہ بچہ نظر آیا......میں نے اس لیے کہا......کہ میں اس بچہ کی وجہ سے تم سب کی ضیافت و مہمان نوازی کرنا چاہتا ہوں ......اور پھر پوچھا ابوطالب اس بچے کو کہاں لے کر جا رہے ہو......کہا ہمارا پروگرام روم تک سفر کرنے کا ہے......ہم وہاں تک پہنچنا چاہتے ہیں......اور مختلف علاقوں میں مختلف سامان لے کر تجارت کرنا چاہتے ہیں۔

رومیوں کا آخری نبی کو تلاش کرنا:

بحیرہ راہب نے کہا کہ میری ایک تجویز ہے...... کہ اس بچہ محمد کو یہیں سے واپس کردو...... رومیوں کے پاس مت لے جانا...... اگر یہ محمد ﷺ رومیوں تک پہنچ گئے ...... تو خطرہ اس بات کا ہے...... کہ وہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیں گے...... اس لئے کہ انہیں سب سے بڑا احساس یہ ہے...... کہ نبوت ان کے خاندانوں سے ختم ہو چکی ہے...... اور مجھے ڈر ہے...... کہ شاید وہ اس تلاش میں نہ ہوں۔

ہم رومی آخری نبی ﷺ کی تلاش میں نکلے ہیں:

سیرت مصطفیٰ میں مولانا ادریس کاندھلویؒ نے لکھا ہے...... کہ ابھی یہ قافلہ یہاں پر رکا ہوا تھا...... چلا نہیں تھا...... بلکہ ابھی وہیں ٹھہرا ہوا تھا...... کہ اچانک سات رومی آدمیوں کا وفد آیا...... بحیرہ راہب سے ملاقات کرتے ہیں ...... بحیرہ نے ان سے پوچھا...... کہ تم کیسے آئے ہو......؟ انہوں نے کہا ہم روم سے آئے ہیں ...... ہمارے کئی وفود مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں...... ہر شاہراہ پر ہم جا رہے ہیں...... جو روم کی طرف جاتی ہے...... روم کی طرف مختلف راستے آتے ہیں۔

ان سات آدمیوں کے رومی قافلہ نے کہا...... کہ ہماری آسمانی کتابوں میں لکھا ہے...... کہ جو آخری نبی آئے گا...... وہ بارہ سال کی عمر میں ایک سفر کرے گا...... تو ہم یہ تلاش کرنا چاہتے ہیں...... کہ وہ سفر کرنے والا نبی کس راستہ سے گزرنا چاہتا ہے...... پھر کیا کرو گے......؟ کہا ہم اس محمد کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

وہی بات جو بحیرہ راہب نے کہی تھی...... وہ موقع پر اسی وقت سامنے آ گئی...... یہ قافلہ اندر ہے ...... جو کھانا کھا رہا ہے ...... حضور ﷺ کی میزبانی کی جا رہی ہے ...... یہ

اندر بیٹھے ہیں......اور رومیوں کا سات رکنی وفد بحیرہ کے پاس باہر کھڑا ہے......بُحیرہ راہب ان کو کہتا ہے......دیکھو یہ تقدیر کے فیصلے بڑے غالب ہوتے ہیں......(۱) آدمی مقدر اور تقدیر کے فیصلے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بحیرہ راہب کا رومیوں کو جواب:

اللہ نے اگر اس آدمی کے حصہ میں نبوت لکھ دی ہے......تم اسے قتل نہیں کر سکتے ......اگر خدا نے اسے رسول بنانا ہے......تو تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے......تو اس لئے میری تمہارے متعلق تجویز یہ ہے...... کہ تم مکہ مت جاؤ......راستہ میں اسے تلاش مت کرو......یہیں سے واپس لوٹ جاؤ......اس بحیرہ راہب کے سمجھانے کی وجہ سے وہ قافلہ واپس لوٹا......ابو طالب کو بحیرہ راہب نے کہا......خطرہ ہے...... کہ وہ لوگ اس محمد ﷺ کو معاف نہیں کریں گے......اس لئے بچہ کو یہاں سے واپس کر دیا جائے۔

محمد بن عبداللہ کی تجارتی سفر سے واپسی:

روایت میں ہے...... کہ حضور ﷺ اکیلے واپس نہ ہوئے ......ابو بکرؓ اور بلالؓ بھی حضور ﷺ کے ساتھ مکہ واپس لوٹ گئے ......(۲) تو حضور اکرم کو وہاں سے کچھ لوگوں کے ساتھ واپس بھیج دیا گیا......یہ نبی کی زندگی کا سب سے پہلا سفر تھا......جو اللہ کے حبیب ﷺ نے بارہ سال کی عمر میں کیا......یہ تجارتی سفر تھا......اس تجارتی سفر میں مختلف مقامات پر تجارتی سودے بھی ہوئے......محبوب ﷺ کے سامنے وہ حالات بھی آئے ......اور بچپن سے پیغمبر ﷺ نے گویا سفر میں قدم رکھنا شروع کر دیا......اشارہ اس طرف تھا...... کہ دین کو سیکھنے کے لئے ......دین کو سمجھانے کے لئے ...... بڑے بڑے سفر کرنا پڑتے ہیں......ہم

---

(۱) سیرت النبی ص۱۵۱ ج۴، سیرت مصطفیٰ ص۹۰ ج۱ (۲) سیرت النبی ص۱۵۱ ج۴، جامع الترمذی بحوالہ رحمۃ للعالمین ص۶۵ ج۱

چاہتے ہیں گھر بیٹھے دین آجائے......آسانی سے دین نہیں آتا......دین کو سیکھنے کے لئے ......سفر کرنا پڑتا ہے......دین کو سیکھنے کے لئے ......گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے......دین کو سیکھنے کیلئے......دنیا کو چھوڑنا پڑتا ہے......دین کو سیکھنے کیلئے......دولت کو چھوڑنا پڑتا ہے......دین کو سیکھنے کے لئے......مصائب سے گزرنا پڑتا ہے......دین کو سیکھنے کے لئے......مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔

نبوت کی ابتداء:

محبوب ﷺ بارہ سال کی عمر میں سفر کیجئے......اس سے پہلے چھ سال کی عمر میں سفر کیا......اس سے پہلے حلیمہ کے گھر کے سفر کیے......نبوت ﷺ کی ابتداء سفر سے ہوئی ......تاکہ پتہ چلے صبح سفر شام سفر......زندگی ہے انجام سفر......زندگی کا خلاصہ ہی سفر کرنا ہے......تو حضور اکرم ﷺ کا یہ سفر بارہ سال کی عمر میں تھا......اس سفر کے بعد ابوطالب بڑا احتاط رہتے تھے......حضور ﷺ کو مکہ سے باہر نہ جانے دیا کرتے......اللہ کے نبی ﷺ کو میں کسی اور طرف نہ جانے دوں شاید کوئی دشمن نہ آلے۔

حضور ﷺ کی عمر جس وقت پندرہ سال کی ہوئی......اس وقت عرب میں ایک اور واقعہ رونما ہوا......اہل عرب میں ایک جنگ ہوئی......اس جنگ کو حرب فجار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے......حرب کا معنی جنگ ہے......فجار کا معنی گناہ گار ہوتا ہے......تو وہ فسق و فجور کی جنگ تھی......کیا معنی؟......یعنی ان لوگوں کی وہ لڑائیاں جو اس دور میں ہوتی تھیں......پانی کے پیالہ پر لڑائی ہوگئی......پچاس پچاس سال تک لڑائی جاری رہتی تھی...... اونٹ کے چرانے پر لڑائی ہوگئی......بیس بیس سال تک جاری ہے......اس پر لڑائی ہوگئی...... کہ تیری زمین کی حد یہ ہے......میری زمین کی حد یہ ہے......اس پر جھگڑا ہوا......تو تیس تیس سال تک لڑائی ہو رہی ہے......تو اس انداز میں لڑائیاں ہوتی تھیں۔

قبیلہ قریش اور قبیلہ قیس یہ دو قبیلے ایسے تھے......کہ جن کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی......کبھی وہ قبیلہ غالب آتا اور کبھی یہ قبیلہ غالب آجاتا......کبھی اہل قیس غالب آجاتے کبھی اہل قریش غالب آجاتے......آپس میں ایک دوسرے سے ٹکراتے رہتے تھے ......اس دوران ایک جنگ ہوئی......جس کی قیادت سیدنا زبیر بن عبدالمطلب کررہے تھے ......جو حضور اکرم ﷺ کے تایا تھے......حضور ﷺ کے والد عبداللہ سے بڑے تھے......حضرت زبیران کا نام تھا......عبدالمطلب کے لڑکے تھے اور جب حضور ﷺ کی عمر بیس سال ہوئی تو ان کا انتقال ہو گیا۔

پیدائشی طور پر نبوت کی صلاحیتیں:

پندرہ سال کی عمر میں حضور ﷺ نے اس زبیر بن عبدالمطلب کے ساتھ جنگ فجار میں شرکت کی......(۱) لیکن پیغمبر ﷺ فطری طور پر نبی ﷺ ہوتا ہے......پیدائشی طور پر اللہ اس میں نبوت کی خاصیتیں رکھتے ہیں......اللہ کے نبی ﷺ سے قبل از نبوت بھی معصیت کا اظہار نہیں ہوتا......اظہار نبوت سے پہلے بھی اس سے معصیت کا اظہار نہیں ہوتا......اللہ اسے گناہ کے قریب نہیں آنے دیتے......بلکہ یہ دور کی بات ہے......گناہ کو نبی کے قریب خدا نہیں آنے دیتا......اس لئے کہ گناہ بری چیز ہے......اللہ تو نبی کو عظمتوں سے نوازنا چاہتے ہیں۔

کم عمری میں سب چیزوں کا سیکھنا:

اس لئے حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے......جب میں اس جنگ میں گیا تو بادل نخواستہ گیا میرا دل نہیں چاہتا تھا......اور باوجود اس کے کہ اس کم عمری کے عالم میں میں نے

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۹۳ ج ۱، روض الانف ص ۱۲۰ ج ۱

تیر چلانا سیکھ لئے تھے......اس کم عمر میں میں اور بہت سارے کرتب سیکھ چکا تھا......اس لئے کہ مکہ کی سرزمین پر رہتا تھا......اہل مکہ تیر چلانا جانتے تھے......تلوار چلانا جانتے تھے......گھوڑے کی سواری کرنا جانتے تھے......تیرنا جانتے تھے۔

یہ تمام چیزیں پیغمبر ﷺ نے بچپن میں سیکھی تھیں......یہ اہل مکہ کی خوبیوں میں شامل تھیں......تاکہ کل کو کوئی یہ نہ کہہ سکے اس میں یہ نقص ہے......یہ نبی کیسے......؟ وہ تمام خوبیاں جس کو عرب خوبی کہتے تھے......اللہ نے ساری حضور ﷺ میں پیدا کیں......تو پندرہ سال کی عمر میں حضور ﷺ اس جنگ فجار میں تشریف لے گئے......شریک ہوئے......لیکن حضور ﷺ کہتے ہیں......کہ میں نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا......بس اتنا کرتا تھا......کہ جنگ میں ساتھ رہا......کبھی کبھی تیر اٹھا کر اپنے تایا زبیر بن عبدالمطلب کو دیا کرتا تھا......وہ آگے مقابلہ کرتے تھے۔

عرب قبائل کی لڑائی کا حضور ﷺ پر اثر:

حضور ﷺ فرماتے ہیں......اس جنگ کے بعد مجھے بہت کوفت ہوئی......کہ عرب کے دو قبیلے قبیلہ قریش اور قبیلہ قیس آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں......ان کو آپس میں لڑنے کی بجائے اتحاد کرنا چاہئے......یک جان ہونا چاہئے......کسی مخالف اور دشمن کی طاقت کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے......یہ تو آپس میں لڑنا شروع ہو گئے......اس پر انتہائی افسوس کیا کرتے تھے......تو اللہ کے نبی فرماتے ہیں......اس افسوس کا نتیجہ یہ ہوا......کہ جب حضور ﷺ کی عمر سترہ سال ہوئی......اور بعض روایات میں آتا ہے......حضور ﷺ کی عمر اٹھارہ سال ہوئی......اس وقت عرب میں ایک معاہدہ ہوا......اس معاہدہ کا نام حلف الفضول ہے......(۱) اس میں یہ طے پایا......کہ تمام عرب قبائل کو جمع

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۹۴ ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۸۲ ج ۱

کر کے ایک باہمی اتحاد بنایا جائے ......اور اس اتحاد میں یہ طے کیا جائے ......کہ غیر ہم پر حملہ کرے تو مقابلہ کریں گے......آپس میں ایک دوسرے سے ٹکر نہیں لیں گے......ہم اپنی قوت کو آپس میں لڑ لڑ کر ختم کر رہے ہیں......ہمیں آپس میں لڑنے کی بجائے......غیر کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے......تو اس معاہدہ میں جو وڈیرے اور سردار لوگ موجود تھے......ان کا نام فضل تھا......تین وڈیرے آدمی وڈیرے تھے......اور تینوں کے ناموں کے شروع میں فضل آتا تھا......اس لئے اس معاہدے کا نام حلف الفضول یعنی فضل نام والے لوگوں کا معاہدہ رکھا گیا......تو اس میں عبداللہ بن جدعان ایک جلیل القدر آدمی تھے......بعد میں صحابی ہوئے ......ان کے گھر پر یہ معاہدہ اور حضرت خدیجہؓ کے قریبی رشتہ دار تھے...... حضرت عبداللہ بن جدعان حضور ﷺ کو اس معاہدہ میں بھی لے آئے......اور غالبا حضرت زبیر بھی اس معاہدے میں شریک تھے۔

حضور ﷺ کی سب سے بڑی خوشی کا وقت:

حضور اکرم ﷺ کو لے کر آئے ......وہ باہمی معاہدہ ہوا......تو اس پر حضور ﷺ سب سے زیادہ خوش ہوئے ......حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے روشن تھا......اور حضور ﷺ فرماتے تھے......کہ مجھے اعلان نبوت سے پہلے اتنی کسی دن خوشی نہیں ہوئی تھی ......جتنی اس دن ہوئی کہ میری قوم آپس میں متحد ہوگئی......میں امت کو جوڑنے کے لئے آیا تھا......توڑنے کے لئے نہیں آیا......آپس میں اتحاد پیدا کرانے کے لئے آیا......اختلاف پیدا کرانے کیلئے نہیں آیا......سب سے زیادہ احساس حرب جنگ فجار میں ہوا......کہ ایک دوسرے کے ساتھ کیوں لڑ رہے ہیں......؟

سب سے زیادہ خوشی مجھے معاہدہ حلف الفضول میں ہوئی ......تو حضور ﷺ کی امت نے حضور ﷺ کے قبیلوں نے حضور ﷺ کے رشتہ داروں نے آپس میں ایک دوسرے

سے صلح کر لی......سب سے زیادہ خوشی کا سماں میرے لئے وہ معاہدہ تھا......اس دن یہ ساری قوم جمع ہوگئی ہے......اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوسکتی ہے......اس معاہدے میں تین چار باتیں طے پائیں......ایک تو یہ کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہیں لڑیں گے......دوسرا یہ ہے......کہ ہمارے کسی قبیلہ پر باہر کا کوئی آدمی حملہ کرلے......تو ہم ایک ساتھ مل کر حملہ کریں گے......تیسرا یہ کہ غریب پروری کی جائے گی......جو غریب ہو ہم اس کو تجارت کا مال مہیا کر کے اسے تاجر بنا کر اس نہج پر لائیں کہ اس کی غربت ختم ہو جائے......اور اس کا بڑے لوگوں میں شمار ہو...... ان معاہدوں میں ایک معاہدہ یہ تھا......کہ بیبیوں کا ساتھ دیں گے......یہ اس دور کی بات ہے......جب لوگ عورتوں کو بیوہ کر کے اس پر ستم کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے......دور جہالت میں جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو چار ماہ دس دن تک کوئی آدمی اس عورت کو ملنا گوارہ نہیں کرتا تھا......ایک مکان کے اندر اس کو بند کر دیا کرتے تھے......وہ وہاں پر پڑی رہتی تھی کھانا پانی نہیں دیا جاتا تھا......اگر دیتے تو اس انداز میں دیتے تھے......جیسے کتے کے سامنے کوئی چیز ڈالی جا رہی ہو......اس طریقے سے ان عورتوں کے ساتھ ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔

لیکن معاہدہ حلف الفضول میں حضورﷺ شریک ہوئے ......حضور اکرمﷺ فرماتے تھے......اس دن بیوگان کے تحفظ کے لئے بات طے ہوئی......غریبوں کی حفاظت کے لئے بات طے ہوئی......باہمی اتحاد کیلئے بات طے ہوئی ......اور اللہ کے نبیﷺ فرمایا کرتے تھے......کاش آج بھی جب کبھی قریشیوں کو محمدﷺ کو کسی معاہدے کے لئے بلانے کی ضرورت پڑے......میں اب بھی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہوں......میں نہیں چاہتا......کہ ہمارے ملک کے لوگ آپس میں خانہ جنگی کا شکار ہو جائیں......یہ دور جاہلیت کی بات ہے......حضورﷺ نے ابھی اعلان نبوت نہیں کیا تھا۔

حضور ﷺ کا دوسرا تجارتی سفر:

ہم اپنے آپ کو مسلمان اور حضور ﷺ کا امتی سمجھتے ہیں......اور ہمارا پورا ملک خانہ جنگی کا شکار ہے......ہم ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں......ایک دوسرے کے ساتھ لڑ رہے ہیں......ادھر کفر کی طاقتوں کا حال یہ ہے......کہ ایک طرف امریکہ افغانستان پر ستم ڈھا رہا ہے......انڈیا مسلمانوں پر کشمیر میں ظلم کر رہا ہے......اور مقامات پر بھی مسلمان اپنی اپنی جگہ پر پس رہے ہیں......ہماری اپنی حالت یہ ہے......کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں......ہم ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں......ہم سے تو شاید اس دور کے وہ لوگ جو انتہائی دور جہالت میں آئے تھے......ان لوگوں کو اتنی جلدی احساس ہو گیا تھا......کہ معاہدہ حلف الفضول میں بیٹھ کر باہمی اتحاد کیا تھا......آپس میں نہیں لڑیں گے......دشمن کا مقابلہ کریں گے......کاش ہماری قوم بھی آج یہ سوچ لیتی......ہم آپس میں نہیں لڑیں گے......دشمن کا مقابلہ کریں گے......یہ بہت بڑی ضرورت کی چیز ہے......یہ واقعہ حضور ﷺ کی زندگی کے اٹھارھویں سال میں ہوا......اس کے بعد اللہ کے پیغمبر ﷺ کی عمر جب بیس سال کی ہوئی......حضور اکرم ﷺ نے ایک اور سفر کرنا شروع کیا۔

محمد ﷺ سا امین کوئی نہیں:

حضور ﷺ نے پھر تجارت کا سفر کیا اور یہ جو تجارت کا سفر تھا......سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ یہ وہ خاتون ہے......جو حضور ﷺ سے پہلے دو مقامات سے بیوہ ہو چکی تھی......بوڑھی عورت تھی......چالیس سال ان کی عمر تھی......سب سے بڑی متمول عوت تھی......سب سے زیادہ سرمایہ دار عورت تھی......حضور اکرم ﷺ نے اپنے طور پر تجارتی سفر کرنا شروع کیے......اور ان تجارتوں میں جو حضور اکرم ﷺ نے تجارتی لین دین کیے......کبھی

باہر کے لوگ وہاں پر آ کر سامان دیتے......ان سے لے لیا کرتے تھے......اور کبھی حضور ﷺ سامان لے کر باہر چلے جایا کرتے تھے......تجارت کرتے تھے......اور اس دوران تجارت بہت سارے لوگ حضور ﷺ سے متاثر ہوئے......(۱) اس قدر لوگوں نے اپنے تاثرات پیش کیے کہ ایک کافر کو کہنا پڑا......میں نے پوری زندگی گزاری ہے......لیکن محمد ﷺ سے بہتر امین کسی کو نہیں پایا۔

محمد ﷺ سے تجارتی معاہدہ:

ایک شخص عبداللہ نامی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس عمر میں کہ اس کی عمر بیس بائیس سال تھی......حضور کے ساتھ تجارت کا معاہدہ کیا......کہا محمد ﷺ یہ سامان میرا ہو گیا......میں پیسے لے کر آتا ہوں......پیسے آپ کے سپرد کر کے چیز آپ سے لے لوں گا......آپ یہاں پر میرا انتظار کیجئے......وہ شخص چلا گیا اور نہ آیا۔

دو دن تین دن گزر گئے......حضور ﷺ اسی جگہ پر انتظار کرتے رہے......حضور ﷺ گھر جاتے کھانا کھاتے ......واپس آ کر اسی جگہ کھڑے ہو جاتے ......آرام کرتے رہے......واپس آ کر اسی جگہ کھڑے ہو جاتے......تین دن گزرنے کے بعد اچانک وہ شخص اس راستہ سے گزرتا ہے......اس آدمی نے مجھے دیکھا تو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا......محمد آپ ابھی تک انتظار میں کھڑے ہیں......تو حضور ﷺ نے فرمایا......میں تو اس دن سے انتظار میں ہوں......اس دن سے یہاں کھڑا ہوں......جس دن تو مجھے یہاں کھڑا کر کے گیا تھا......اس نے کہا مجھے معاف کر دیجئے......مجھ سے غلطی ہو گئی......مجھے یہ بات یاد نہیں رہی......میں نسیان کا مریض ہوں......تو حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں......لیکن محمد ﷺ تو وعدہ کا پکا ہے......جہاں کھڑا کر کے گئے تھے میں وہیں پر کھڑا ہوں......حضور ﷺ نے اس پر

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۹۵ ج ۱، خصائص الکبریٰ ص ۹۱ ج ۱

ناراضگی کا اظہار نہیں کیا......غصہ کا اظہار نہیں کیا......اور بس اتنا فرمایا میرا وعدہ بھی دیکھ اور اپنی جفا بھی دیکھ میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ ایک سفر میں تھے......ایک آدمی سے تجارت کی......دوران تجارت اس نے حضور ﷺ سے جھگڑا کرنا شروع کر دیا......یہ اعلان نبوت سے پہلے کی تجارت کے واقعات بتا رہا ہوں......جب اس نے جھگڑا کرنا شروع کیا......تو اس نے حضور ﷺ کو فوراً کہا لات وعزیٰ کی قسم اٹھاؤ......جیسے آدمی کی عادت ہوتی ہے......خدا کی قسم اٹھا......قرآن کی قسم اٹھا......رسول کی قسم اٹھا......باپ کی قسم اٹھا......اور یہ حدیث یاد کرو......حضور ﷺ نے فرمایا......مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ......(۱) قسم صرف اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں......جو رب کو چھوڑ کر غیر کی قسم اٹھاتا ہے......یہ سمجھئے کہ رب کے ساتھ غیر کو شریک کر رہا ہے۔

سب سے بڑی ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے......مخلوقات کی قسمیں نہیں اٹھائی جاتیں......مخلوق میں بڑی سے بڑی ہستی کیوں نہ ہو......وہ بھی خدا کی محتاج ہے......سب سے بڑی ہستی اللہ کی ذات ہے......اور قسم شہادت ہوتی ہے......کہ یعنی فلاں کو میں حاضر ناظر جان کر یہ قسم اٹھاتا ہوں......تو وہ سوائے اللہ کی ذات کے مخلوق میں اور کوئی نہیں......تو اس لیے قسم صرف اللہ کی ذات کی اٹھائی جائے......اس تاجر نے حضور ﷺ کو کہا لات وعزیٰ کی قسم اٹھاؤ حضور ﷺ نے انکار کر دیا۔

لات وعزیٰ کی قسم اٹھانے سے انکار:

اس نے پوچھا......اس کا نام کیا ہے......؟ کہا......اس کا نام محمد ﷺ ہے......میں نے اس کو کہا......لات وعزیٰ کی قسم اٹھا......اس نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا ہے......اور

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۲۹۶ ج ۱

میں نے تورات کے فلاں حصہ میں پڑھا ہے...... کہ جو محمد ﷺ آخرالزمان پیغمبر ﷺ آئے گا...... وہ محمد ﷺ سوائے خدا کے کسی اور کی قسم نہیں اٹھائے گا...... لات وعزی سے نفرت کرے گا...... اس نے نفرت کا اظہار کیا ہے...... میرا اندازہ یہ ہے...... کہ اس شخص نے نبی بننا ہے...... اللہ نے اس کے سر پر نبوت کا تاج رکھنا ہے...... اللہ نے اس کو نبوت سے سرفراز کرنا ہے...... اللہ نے اس کو نبوت کے امتیازات عطا فرمانے ہیں...... اللہ نے اس کو آخری نبی ﷺ بنانا ہے۔

اس شخص نے کہا...... یہ لات وعزی کی قسمیں نہیں اٹھاتا......(۱) ایک رب کی قسم اٹھاتا ہے...... پیغمبر ﷺ کی نبوت سے پہلے کی زندگی بتاتی ہے...... کہ تاجرو! جب عہد کیا کرو...... بات بات پر قسم نہ اٹھایا کرو...... جب تجارت کیا کرو...... اگر ضرورت پڑے...... تو صرف رب کی ذات کی قسم ہوتی ہے...... یہ قسمیں جو تم نے بنا رکھی ہیں...... ان قسموں کی کوئی حیثیت نہیں ...... پیغمبر ﷺ اعلان نبوت سے پہلے قسم نہیں اٹھاتا...... تم حضور ﷺ کے امتی بن کر نبوت کے اعلان نبوت کے بعد اب بھی غیر کی قسمیں اٹھاتے ہو...... یہ پیغمبر ﷺ کی پہلی زندگی سبق سکھاتی ہے۔

نبوت سے قبل معصوم ومحفوظ رکھنے کی وجہ:

اللہ تعالی اس دور میں نبی ﷺ کو اتنا معصوم اور محفوظ اس لئے رکھتے ہیں...... کہ اگر پیغمبر ﷺ اس وقت کوئی غیر مناسب کام کر بیٹھے تو دنیا یہ کہے گی...... کہ جس نے اس وقت یہ کیا تھا...... اب ہمیں کیا سمجھائے گا۔

اس لئے اللہ کا فیصلہ یہ تھا...... کہ نبی اس وقت بھی اتنا عفیف اور پاکدامن ہے...... محبوب ﷺ اس وقت بھی اتنے صاف رہیں...... کہ کوئی آدمی انگشت اٹھا کر نبوت کی

(۱) سیرت مصطفی ص ۱۰۰ ج ۱، سیرت النبی ص ۱۵۱ ج ۱

طرف نہ دیکھ سکے۔

جب حضور ﷺ کے اس چرچے اور شہرت کو سنا گیا...... کہ اس پیغمبر نے اتنی عظیم تجارت کی ...... یہ اتنا بڑا امین تاجر ہے ...... تین دن ایک جگہ کھڑا رہتا ہے ...... معاہدہ کیا ہوا پورا کرتا ہے ...... اتنا بڑا سچا تاجر ہے ...... اللہ کے بغیر کسی غیر کی قسم نہیں اٹھاتا...... تو سیدہ خدیجہؓ بے انتہا متاثر ہوئیں ...... سیدہ خدیجہؓ نے پیغام بھیجا...... اور خدیجہ نے کہا...... میں بیوہ ہوں...... اجڑی ہوئی عورت ہوں ...... مال میرے پاس بہت ہے ...... کوئی آدمی میرا سامان تجارت لے کر جانے کے لئے تیار نہیں...... اگر کوئی لے جاتا ہے ...... تو مجھے اکثر دھوکا دیتا ہے...... انتہائی پریشان کرتا ہے۔

تجارتی سفر میں بادلوں کا سر پر سایہ کرنا:

محمد ﷺ اگر آپ میری بات مانیں ...... تو سامان تجارت دینے کے لئے تیار ہوں...... اور اس میں سے نصف نصف کریں گے ...... سامان میرا ہو گا تجارت آپ کریں گے...... نفع دونوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا...... حضور اکرم نے اس بات کو قبول فرمالیا...... تو اس عورت نے اپنا ایک غلام ساتھ کر دیا...... اس غلام کا نام میسرہ تھا...... اس غلام کو نبی کے ساتھ بھیجا...... کہ تو محمد ﷺ کی خدمت بھی کر...... محبوب ﷺ کا رفیق سفر بھی بن ...... محبوب ﷺ کے ساتھ بھی چل تو اس کے تجارت کے انداز کو دیکھ...... یہ آخر اتنا نفع کیسے کما لیتا ہے......؟ کہ کم وقت میں تجارت زیادہ کرے...... تھوڑے سے وقت میں نفع زیادہ حاصل کرے...... اس کے اسباب کیا ہیں......؟

وہ شخص آ کر خدیجۃ الکبریٰؓ کو بتاتا ہے...... کہ میں نے اس کی تجارت بالکل انوکھی دیکھی ہے...... ایک تو میں نے یہ دیکھا...... کہ محمد کے ساتھ سفر کرتے ہوئے تھکان کبھی محسوس نہیں ہوتی...... دوسری بات میں نے یہ دیکھی...... کہ جب یہ سفر میں

چلتا تھا...... بادل سر پر سایہ کرتے تھے...... اور ایک بات میں نے دوران سفر یہ دیکھی ......کہ جب یہ سفر کرتا تھا......تو کبھی کبھی درخت اس کے سامنے جھک جاتے تھے...... اور میں نے یہ بھی محسوس کیا...... پہاڑوں سے اس کی طرف آواز آتی تھی...... اور سلام آیا کرتے تھے...... اور جب یہ تجارت کرتے تھے...... دو لفظ کہتے تھے...... کہ یہ چیز اتنے میں فروخت کرنا چاہتا ہوں......اس میں یہ خوبی ہے...... یہ نقص ہے...... لینا چاہو تو لے لو......نہیں لینا چاہتے تو نہ لو۔

جب تک وہ نوجوان نہیں آتا ہم کسی سے سودا نہیں لیتے:

جب ہم وہاں پہنچے......تو ہم یہ دیکھ رہے تھے...... کہ دنیا انتظار میں تھی...... کہ عرب کا وہ نوجوان بیس بائیس سالہ نوعمر جو پچھلے دنوں تجارت کرنے آیا تھا......اب دوبارہ سال ہو چکا ہے......واپس نہیں آیا......اس انتظار میں تھے...... جب تک وہ نوجوان نہیں آتا......ہم کسی قریشی سے سودا نہیں لیتے...... جب تک وہ نوجوان نہیں آتا......ہم کسی عرب اور مکہ سے آنے والے شخص کا سامان نہیں لیں گے...... کسی کے ساتھ سودا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

حضورﷺ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے......ہم جونہی وہاں پہنچے......منڈی میں ہمارا مال آ گیا......سارے لوگ خریدار بن کر سامنے آ گئے...... ہر شخص کو کچھ نہ کچھ حصہ ملا......ایک سے بڑھ کر ایک نے ان لوگوں میں سے اپنی خوشی سے ہمیں سرمایا دیا...... پیسے دیے......ہمارا سامان ہم سے لیا......میں نے یہ دیکھا کہ یہ شخص راست گو ہے...... یہ شخص بہت با اخلاق ہے۔

میں نے یہ دیکھا......کہ اس شخص کی صداقت کا یہ عالم ہے......کہ چیز کا نقص عیب اور خوبی اپنے سامنے والے آدمی کے سامنے جس کو یہ فروخت کرتا ہے......اس کو کھول

کر بتا تا ہے.....اس میں یہ خوبی ہے.....اگر پسند آئے تو لے لو.....اس میں یہ خامی ہے .....پسند آئے تو لے لو..... پسند نہ آئے تو چھوڑ دو.....تاجر لوگوں کو یہ خامی بتا تا تھا.....لوگ ہنس کر لے لیتے تھے.....کتنا صاف دیانتدار تاجر ہے.....کہ چیز کا نقص بتا کر یہ ہمیں دے رہا ہے۔

ورنہ آج ہم کیا کہتے ہیں.....خدا کی قسم اس سے بہتر تو مارکیٹ میں کوئی چیز نہیں ہے.....فوراً قسم اٹھالی .....کیا کہتے ہیں..... اللہ کی قسم یہ کپڑا اس بھاؤ میں تجھے دے رہا ہوں.....اور کسی کو نہیں دیتا.....خدا کی قسم یہ ریٹ صرف تیرے لئے ہے.....اور کسی کے لئے نہیں ..... مارکیٹ میں اس کا یہ بھاؤ ہے.....اور میں بیچتا اس ریٹ پر ہوں .....لیکن خدا کی قسم تجھے اس ریٹ پر دیتا ہوں.....بات بات پر قسم اٹھاتے ہیں .....اور میں نے حدیث پڑھی ہے.....حضور ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی نشانی ہے.....کہ وہ بات بات پر قسم اٹھاتا ہے۔

تاجروں کا محمد عربی کی انتظار کرنا:

پھر تجارت کے اصول حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے.....فرمایا.....اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ.....امانت دار تاجر.....سچا تاجر.....دیانتدار تاجر.....یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ .....قیامت کے دن اس تاجر کا حشر.....مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ .....نبیوں کے ساتھ.....صدیقین کے ساتھ.....اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

کیونکہ جب یہ نبوت کے طریقہ پر تجارت کرے گا.....تو پیغمبر ﷺ بھی تاجر تھے.....اس نے تجارت نبی ﷺ کے طریقہ پر کی.....تو قیامت کے دن نبی ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوگا.....صدیق بھی تجارت کرتے تھے.....تجارت صدیقؓ کے طریقہ پر کی.....

یقیناً دنیا اسے صدیق کہے گی...... قیامت کے دن صدیقین کے ساتھ شمار ہوگا۔

دوسری روایت میں حضور ﷺ نے بری سختی سے ایک جملہ ارشاد فرمایا...... اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنْ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ...... (۱) قیامت کے دن یہ جتنے تاجر ہیں...... فاجر ہوں گے...... گناہ گار ہونگے...... بد بخت ہوں گے...... اللہ کے ہاں لعنت کے مستحق ہونگے۔

حضور ﷺ نے تین شرطیں لگائیں...... جس تاجر کی تجارت میں تین خوبیاں ہوں وہ کامیاب ہوگا...... اِلَّا...... مگر وہ شخص...... مَنْ اتَّقٰى...... جو تجارت کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتا ہے...... اللہ کا خوف سینے میں رکھ کر تجارت کرتا ہے...... ڈر کر تجارت کرتا ہے...... خوف رکھ کر تجارت کرتا ہے...... وَبَرَّ...... پھر نیکی کرتے ہوئے تجارت کرتا ہے...... یوں نہیں کہ یوں تو تجارت خوف کے ساتھ کی کہ اس کو سچ بتا دیا...... اور خود نماز نہیں پڑھی...... ویسے تو تجارت بڑی دیانت داری سے کرتا ہے...... روزہ نہیں رکھتا...... تجارت تو بڑی دیانتداری سے کرتا ہے...... لیکن کبھی اس کو قرآن کی تلاوت نصیب نہیں ہوئی...... وَبَرَّ...... نیکی کی...... ایک معنی...... اور دوسرا مفہوم...... وَبَرَّ...... اس نے نیکی کی کیا معنی......؟ کہ تجارت کے دوران تجارت کرتے ہوئے اپنے گاہک سے حسن سلوک سے پیش آیا...... میٹھی زبان استعمال کی...... اخلاق سے پیش آیا ہے...... اس کے ساتھ نیکی کر رہا ہے...... ادھار چیز لینے کی ضرورت پڑ گئی...... آج کل دینا تو ویسے بڑا مشکل ہے...... کہ جس کو ادھار دی جائے واپس آتی نہیں...... لیکن اگر کوئی ضرورت مند ہے...... اور آپ اس کو سمجھتے ہیں...... کہ بہت اچھا آدمی ہے...... اس نے کبھی پیسے نہیں کھائے...... لیکن آج اس کو ضرورت پڑ گئی ہے...... تو اس وقت اس کو کوئی چیز دے دینا...... پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا...... جو کسی کو ادھار دے

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۲٤٤ ج ۱

اور پھر ادھار میں اس کی رعایت کرے...... میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

سچے اور امانت دار تاجر:

حضور ﷺ نے فرمایا...... قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا...... اِلَّا مَنْ اَتَّقیٰ وَبَرَّ ...... تقویٰ اختیار کیا...... نیکی کی...... تجارت کے اندر حسن سلوک سے پیش آیا...... اس کو تجارت کے اندر کسی چیز کے لینے کی ضرورت پڑی ہے...... اس نے اس کے حوالے کر دی...... اچھا آ کر پیسے دے جانا...... یہ چیز تیری اٹھا کر میں فلاں جگہ پہنچا دیتا ہوں...... یعنی جس انداز سے بھی وہ نیکی کر سکتا ہے...... اور آج کل تو ویسے بھی آسان ہے...... کہ آپ کے پاس کوئی سامان لینے کے لئے آ گیا چلو اور کچھ نہیں...... آپ اس سے پانی تو پوچھ لیا کریں...... پانی پینا ہے......؟ یہ بھی ایک نیکی ہے...... حسن سلوک سے پیش آنا...... یہ بھی ایک نیکی ہے۔

تقویٰ سے تجارت میں فائدہ:

تجارت کے اصولوں میں بڑا اصول یہ ہے...... کہ آدمی کی تجارت کامیاب اس وقت ہے...... جب اس کی زبان کامیاب ہو...... اخلاق سے گفتگو کر کے گاہک کو کور کرے...... اور آخری جملہ حضور ﷺ نے فرمایا...... وَصَدَقَ...... تجارت میں سچ بولو...... اگر جھوٹ کہا ہے...... تو قیامت کے دن فاجر تاجر ہو گا...... سچ کہے...... وہ پیغمبر جو امی تھے...... وہ نبی جو یتیم تھے...... وہ نبی ﷺ جس کی آمد سے پہلے ابا جدا ہو گیا...... چھ سال کی عمر میں امی جدا ہو گئی...... آٹھ سال کے تھے تو دادا جدا ہو گیا...... آج اسے دنیا یتیم کہتی تھی...... یتیم مکہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا...... لیکن جب محبوب ﷺ نے تجارت کرنا شروع کی...... تاریخ اس بات پر گواہ ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی اس تجارت کے صلہ میں لوگوں نے

حضور ﷺ کو پھر یتیم نہیں کہا......امی کے نام سے نہیں یاد کیا......پھر فورا کہتے تھے......یہ صادق ہے......سچ کہنے والا ہے......یہ امین ہے......امانت دار ہے......لوگ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھتے ہیں......ہجرت کا واقعہ آپ کو یاد ہوگا......کہ پیغمبر ﷺ اتنے بڑے امین اور دیانتدار تھے......کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے جا رہے ہیں......لوگ باوجود اس کے کہ مخالف ہیں......لوگ دشمن ہیں......پیغمبر ﷺ کا وجود برداشت نہیں کرتے......نبی کا مکہ میں رہنا آنا برداشت نہیں کرتے......ان تمام مخالفتوں کے باوجود ان کو پیغمبر ﷺ کی دیانت کا اتنا بڑا اعتماد تھا......امانت کا اتنا بڑا اعتماد تھا......کہ اس سے بڑھ کر شریف اور امین کوئی نہیں ......انہوں نے اپنا سارا مال لا کر نبوت ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا تھا......کہ آپ اس مال کو سنبھال کر رکھیے......اور اللہ کے پیغمبر ﷺ اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

پھر پیغمبر ﷺ کی امانتداری کا عالم بھی یہ ہے......کہ جب نبی جاتے ہیں......خفیہ جا رہے ہیں......چھپ کر جا رہے ہیں......کسی کو بتاتے نہیں......کہ میں سفر کر رہا ہوں......لیکن اپنے قائم مقام حیدر کرارؓ کے ذمہ لگا کر جاتے ہیں......کہ میرے پاس رکھوائی گئی......تمام امانتیں واپس کر کے آنا......شاید کل کوئی یوں نہ کہے......کہ ہم نے محمد ﷺ کو امین سمجھا تھا......دیانتدار سمجھا تھا......صادق سمجھا تھا......جاتے ہوئے ہمارا مال لے گیا......یہ اصول نبوت کے بھی خلاف ہے......اخلاق اور مروت کے بھی خلاف ہے......آج تو آپ کسی کو کوئی چیز دیں......اس سے واپس لینے کی امید ہی نہ کیا کریں......توقع ہی نہ کریں......کہ شاید واپس آسکے......اِلَّا مَنْ اَتَّقیٰ وَبَرَّ وَ صَدَقَ......یہ پیغمبر ﷺ کے اصول تھے۔

تجارت میں کامیاب شخص:

حضرت سیدہ خدیجہؓ کو واپس آ کر اس غلام نے بتا یا......اس سفر کے دوران

جب حضور ﷺ میسرہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے.....تو شام میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی اس کا نام نسطورا تھا.....(۱) یہ دوسرا راہب تھا.....وہ اور راہب تھا.....جو ابوطالب سے ملا تھا.....اور اِس عمر میں جو حضور ﷺ کو مل رہا ہے.....اس کا نام نسطورا ہے.....یہ غلام جب واپس آیا.....تو حضور ﷺ کے بارے میں حضرت سیدہ خدیجہؓ کو واپس آ کر اس غلام نے بتایا.....اس سفر کے دوران جب حضور ﷺ میسرہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے.....تو شام میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی.....تو اس نے فوراً پوچھا یہ آدمی کون ہے.....؟ تو اس میسرہ غلام نے کہا.....اس کا نام محمد ہے.....اس نے پھر دوسرا سوال یہ کیا.....کہ یہ شخص مکہ سے آیا ہے.....؟ اس نے کہا ہاں مکہ سے آیا ہے.....اس نے پھر سوال کیا.....کیا یہ یتیم پیدا ہوا تھا.....؟ اس نے کہا میرے علم میں یہ بات نہیں.....کہا کیسے.....؟ میری تو اس سے اب ملاقات ہوئی ہے.....اب لین دین شروع کیا ہے.....اس نے پھر حضور ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا آپ کا نام کیا ہے.....؟

حضور ﷺ نے فرمایا.....میرا نام محمد ہے.....اس راہب نے کہا باپ کا نام کیا ہے.....؟ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ.....اس راہب نے کہا کہ دادا کا نام کیا ہے.....؟ حضور ﷺ نے فرمایا میرے دادا کا نام عبدالمطلب ہے.....اس راہب نے کہا کہ آپ کے ابا ہیں..... ؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں .....اس راہب نے کہا کہ دادا ہیں..... ؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں.....اس نے کہا.....کاش محمد ﷺ وہ وقت آئے.....جس وقت تو اعلان نبوت کرے.....اور میں تجھ پر کلمہ پڑھوں.....لیکن مجھے یقین ہے.....تیری عمر کا تقاضا مجھے بتاتا ہے.....کہ اعلان نبوت کو بڑی دیر ہے.....میں پہلے دنیا سے چلا جاؤں گا.....میں جاں بحق ہو جاؤں گا.....اللہ کے حضور چلا جاؤں گا.....لیکن

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص۹۹ ج۱، سیرت النبی ص۴۵۲ ج۴، زرقانی ص۱۹۸ ج۱

میں تیرے اسی چہرہ کو دیکھ کر تیری نبوت کا یقین کر رہا ہوں۔

تجارتی سفر میں حضورﷺ کی نسطورا راہب سے ملاقات:

اس وقت اس آدمی نے یہ کہا......تو نسطورا نے اس میسرہ غلام کو بتایا......کہ یہ شخص نبی بننے والا ہے......اور مجھے یہ ایسے پتہ چلا......کہ یہ میرے مکان کے سامنے جو جگہ ہے......اور یہ سامنے جو پتھر ہے......جس کے ساتھ سواری آ کر تم نے باندھی ہے......اور یہ جو جگہ ہے...... جہاں تم آ کر ٹھہرے ہو......اس جگہ پر میں نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہے......سوائے نبی کے کسی کی سواری نہیں ٹھہر سکتی...... یہاں پر کوئی نبی آ کر قیام کرے گا......کسی پیغمبر کی سواری آ کر رکے گی ...... کسی نبی کا بسیرا اور ڈیرہ ہوگا......تو میں حیران تھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا......ہماری نسلوں میں لوگ آئے ہیں...... یہاں پر کسی نے ڈیرہ نہیں ڈالا......اور میں اس جگہ اس لئے بیٹھا ہوا تھا......کہ میرے وڈیرے بھی یہاں بیٹھے تھے......کہ آخر الزمان آنے والے پیغمبرﷺ جب سفر تجارت میں وہاں آ کر ڈیرا ڈالیں گے......ان کی سواری بندھے گی ......وہ نبیﷺ رات کو قیام کریں گے......ہم ان سے ملاقات کریں گے......میرے وڈیروں کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوا......آج اس ادھیڑ عمر کے عالم میں میں نے دیکھا......لیکن اس وقت دیکھ رہا ہوں ......ابھی اس کے اعلان نبوت کو ایک عرصہ باقی ہے......ایک لمبا وقت باقی ہے......میں یقین سے کہتا ہوں...... یہ نبی بنے گا......اس کے سر پر نبوت و رسالت کا تاج آئے گا......اس کا چرچہ پوری دنیا میں ہوگا......اس کی تجارت و دیانتداری کی وجہ سے اس کی شہرت ہو جائے گی۔

پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کاش......! جس وقت یہ اعلان نبوت کرے......مکہ کے لوگ اسے تکلیفیں دیں ......اسے پریشان کریں ......اگر میں اس وقت زندہ ہوتا......تو میں محمدﷺ کا کلمہ پڑھتا......میں اس وقت زندہ ہوتا......تو میں اس کا دست وبازو

بنا......میں اس وقت زندہ ہوتا......تو میں اس جوان کا ساتھ دیتا......لیکن شاید میں اس وقت تک نہیں رہوں گا......میں چلا جاؤں گا......کہ میری عمر کا تقاضہ یہ ہے...... پتہ نہیں میری زندگی کتنے دن باقی ہے......اور ہوا یہ کہ نسطورا حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے فوت ہو گیا......ہمیں یہ یقین ہے...... کہ وہ جنتی ہے......اس لئے کہ ایک تو یہود و نصاریٰ کا عالم تھا......اس وقت وہ راہب ایک مذہب اور ملت پر تھا......اور دوسری بات یہ ہے...... کہ وہ نسطورا راہب جو اس وقت عیسائی مسلک پر تھا......اس نے حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کو نبی ﷺ مانا تھا......تو یقین یہ ہے...... کہ یقیناً وہ جنت میں گیا......اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار و اعتراف کیا۔

سفر سے واپسی پر میسرہ کا اماں خدیجہؓ کو کارگزاری سنانا:

واپس آکر جناب سیدہ خدیجہؓ کو اس غلام میسرہ نے کارگزاری سنائی ....رپورٹ پیش کی ...... کہ یہ تو بڑا عجیب آدمی ہے......میں نے اس سفر میں یہ یہ باتیں دیکھیں...... اور سفر کے دوران جب میری نسطورا سے ملاقات ہوئی...... وہ ایک راہب تھا......بہت بڑا عالم تھا......میں پہلے بھی بارہا اس کے پاس گیا ہوں......لوگ اس کے پاس دعائیں کرانے کے لئے جاتے ہیں......لوگ اس کی زیارت کرنے کیلئے جاتے ہیں...... تو خیال میرا یہ تھا...... کہ زیارت کرنے کے لئے جاؤں گا......لیکن جب ہم وہاں پہنچے ......تو وہ ہماری زیارت کرنے کے لئے آیا ہوا تھا......اس نے آکر ہماری زیارت کی...... اس نے اس محمد ﷺ کو دیکھا۔

پھر پیغمبر ﷺ کا مجھ سے تعارف پوچھا......میں چونکہ مکمل تعارف نہیں جانتا تھا......اس نے براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ سے بات کی...... پھر اس نے وہ پوری کارگزاری سنائی ......یہ کارگزاری سننے کے بعد سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے دل میں گھمنڈ

پیدا ہوا...... وہ یہ کہ مجھے آج تک بیوگی کے عالم میں کسی نے سہارا نہیں دیا...... میں اس محمد ﷺ سے درخواست کیوں نہ کروں کہ یہ مجھے سہارا دے۔

اماں خدیجہؓ کا حضور ﷺ کو تجارتی منافع دینا:

پھر ایک عجیب واقعہ یہ ہوا...... کہ جو سامان تجارت میں نفع طے ہوا تھا...... کہ نفع نصف ونصف آدھا خدیجۃ الکبری کا اور آدھا حضور ﷺ کا ہوگا...... تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آدھے سے کم اپنے پاس رکھا...... اور آدھے سے زیادہ نفع حضور ﷺ کو دیا...... کہ آپ نے تجارت بھی بہت اچھی کی اور خیال یہ تھا...... کہ یقیناً یہ شخص اتنا بڑا دیانتدار ہے...... اس کے حق سے بھی اس کو زیادہ ملنا چاہئے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا زیادہ منافع لینے سے انکار:

جب زیادہ دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا...... میں زیادہ کا مستحق نہیں...... میں تو اپنے وعدے کا پابند ہوں...... صَادِقُ الْوَعْدِ سچا وعدہ جو کرنے والا ہوں...... میں اپنے وعدہ کا پابند ہوں...... جتنا میرا حصہ ہے اتنا دو...... اس سے زیادہ نہیں لیتا...... پھر دیکھیں وہ لے کر حضور ﷺ نے اپنے پاس نہیں رکھا...... کیونکہ اس وقت حضور ﷺ کی شادی نہیں ہوئی تھی...... حضور ﷺ چچا ابوطالب کے پاس رہتے تھے...... اور حضور ﷺ وہ سارا سامان لے کر ابوطالب کے پاس آ گئے...... اور آ کر چچا کو دے دیا...... کہ چچا جی یہ لے لیجئے۔

ابوطالب کی حالت یہ تھی...... کہ اس کی ایک ٹانگ لنگڑی تھی...... ایک ٹانگ سے وہ معذور تھا...... اس کے بچے بہت زیادہ تھے...... مال اس کے پاس نہیں تھا...... قلیل المال کثیر العیال تھا...... اس پریشانی میں مبتلا ہوتا تھا...... جب تک اس کی عمر نے اس کا ساتھ دیا...... اس نے تجارت کے سفر اس معذوری کے عالم میں بھی کیے...... مگر اب نہیں

کرسکتا تھا......تو اب حضور ﷺ اس کی خدمت کرنا شروع ہو گئے......محبوب ﷺ نے اس کے بچوں کو پالنا شروع کیا......حضور ﷺ کو سامان سفر میں جتنا فائدہ آتا تھا......جتنا نفع ہوتا......سارا دینا شروع کیا۔

لیکن یہاں ایک اور بات ذہن میں رکھیں......اس سارے احسان کے باوجود حضور ﷺ نے اسے ایک مرتبہ درخواست کی......کہ چچا تیری ام ہانی جوان ہے......اور میں بھی جوان ہوں......حضور ﷺ کی عمر اس وقت پچیس سال کے قریب تھی......میرا دل چاہتا ہے......کہ میں اس سے نکاح کروں......یعنی خود رشتہ کی پیش کش کی......چچا نے جواب دیا......باوجود اس کے کہ یہ ساری باتیں دیکھی ہوئی تھیں......کہ یہ سارا سامان سفر و تجارت لا کر میرے پاس رکھ دیتا ہے......یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں......کہ اللہ کا ایک فیصلہ ہوتا ہے......جسے کوئی نہیں تبدیل کرسکتا......لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ......اللہ کا فیصلہ یہ تھا......کہ پیغمبر ﷺ کی بیویوں کا انتخاب خدا عرش پر کر چکا ہے......جس کا انتخاب خدا کر چکا ہے......وہ تو پیغمبر ﷺ کے نکاح میں آسکتی ہے......ساری دنیا کوشش کر لے......کہ یہ عورت نبی ﷺ کے نکاح میں چلی جائے......حتی کہ نبی ﷺ بھی کہے......کہ یہ میرے نکاح میں آئے......اور رب کا فیصلہ نہ ہو تو وہ عورت نہیں آسکتی......تو حضور ﷺ نے خواہش ظاہر کی تو ابو طالب نے کیا کہا......؟ کہ تو تو یتیم پیدا ہوا تھا......میں نے تجھے پالا اور پوسا ہے......میں نے تجھے اپنا بیٹا بنایا ہے......اب دنیا کیا کہے گی......کہ بیٹا بنا کر اب اس کو اپنی بیٹی دے دی ہے......میں اپنی بیٹی تجھے نہیں دیتا......کہ دور جاہلیت میں اس کو عیب تسلیم کیا جاتا ہے۔

اماں خدیجہؓ کا حضور ﷺ کی طرف پیغام نکاح بھیجنا:

حضور ﷺ خاموش ہو گئے......ادھر پیغمبر ﷺ نے خاموشی اختیار کی ادھر خدیجہ

الکبریٰؓ نے پیغام بھیجا...... کہ میں آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں...... آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں ...... حضوراکرم ﷺ خاموش ہو گئے ...... خدیجہؓ کا پیغام آیا...... کہ میرا یہ سارا مال آپ کا ہے...... حضور کی عمر پچیس سال ہے...... سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی عمر چالیس سال ہے......(۱) درمیان میں دونوں کی عمروں میں پندرہ سال کا اتنا بڑا فرق ہے...... پھر عورت ویسے بھی بڑی جلدی جوان اور جلدی بڑھاپے کی طرف چلی جاتی ہے...... تو چالیس سال کی بڑھیا خاتون کے ساتھ پچیس سال کا نوعمر حسین محمد ﷺ...... جو پچیس سال عین عالم شباب ہوتا ہے ......عین جوانی ہوتی ہے ......عین وہ وقت ہوتا ہے...... کہ جس وقت آدمی کے اپنے جذبات اور احساسات عین شباب کے عالم میں ہوتے ہیں......اس جوانی کے عالم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے جیسے میں جوان ہوں...... کسی دوشیزہ سے نکاح کروں...... کسی نوعمر سے نکاح کروں ...... کسی نوجوان لڑکی کو اپنے نکاح میں لاؤں۔

لیکن پیغمبر ﷺ کے ذہن میں یہ بات نہیں...... نبی ﷺ معصوم ہوتا ہے...... نبی ﷺ فطرۃ اس قسم کے تصور سے پاک ہوتا ہے......اس لئے پیغمبر نے اس عمر میں اس چالیس سالہ خاتون سے نکاح کیا...... کہ اللہ کا منشاء یہ تھا...... کہ محبوب ﷺ نے ازدواجی زندگی میں کوئی خواہش نفس کو سامنے نہیں رکھنا۔

حضرت خدیجہؓ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا:

امت کی ہمدردی کو سامنے رکھنا ہے...... آج خدیجہؓ سے نکاح کر...... اس کے مال سے تجھے فائدہ ہوا...... خدیجہؓ سے نکاح کر کل خدیجہؓ کی ذات سے فائدہ ملے گا......اور ضرورت اس بات کی تھی...... کہ یقیناً کل اس پیغمبر ﷺ کو نبوت ملنے والی ہے......

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۱۱ ج ۱، روض الانف ص ۱۲۲ ج ۱، عیون الاثر ص ۵۱ ج ۱

جب حضور ﷺ اعلان نبوت کریں گے ......تو ایسی عورت ہونی چاہیے...... جو ایک بہت بڑے تجربہ کی زندگی سے گزری ہوئی ہو......حضور ﷺ کو تسلی دے سکے......محبوب ﷺ کو حوصلہ دلا سکے......نبوت ﷺ کو یہ یقین دلا سکے......کہ آپ پریشان نہ ہوں......یہی وجہ ہے جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت کیا......چالیس سال کی عمر میں اس وقت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی عمر پچپن سال تھی......اور حضور ﷺ پریشانی کے عالم میں حراء سے واپس لوٹے تو پہلے پہل اس عمر میں تسلی دیتے ہوئے......ورنہ عورتیں جب کوئی نئی بات سنیں خصوصاً اس قسم کی کہ فلاں جگہ میں نے ایک ڈراؤنی شکل دیکھی...... میں نے ایسی چیز دیکھی ......عورت پہلے ڈرنا شروع کر دیتی ہے......لیکن تنہا خدیجہؓ وہ عورت تھی......ڈرنے کے بجائے نبوت ﷺ کو تسلی دے کر کہتی ہے......وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنَ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ(۱)

نہ گھبرائیے آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں......نہ ہو تو کما کر کھلاتے ہیں......دوسروں کا بوجھ کندھوں پر اٹھاتے ہیں......ہمیشہ آپ غریبوں کا ساتھ دیتے ہیں......آپ ان لوگوں کا تعاون کرتے ہیں......جو حق پر ہوتے ہیں......جس میں یہ خوبیاں پائی جائیں......وہ شخص برباد نہیں ہو سکتا......وہ گمراہ نہیں ہو سکتا......وہ پریشان نہیں ہو سکتا......یہ جو کچھ آپ دیکھ کر آرہے ہیں......یہ عام بات نہیں یہ خدا کا آپ پر انعام ہے......شاید اللہ آپ کو نبی بنانا چاہتا ہے......حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کو تسلی دیتی ہے۔

آقا ﷺ کی ازدواجی زندگی کا مقصد:

اللہ کا منشاء یہ تھا......کہ پچیس سال کی عمر میں چالیس سالہ وہ خاتون نبی کے نکاح میں آئے......جو پیغمبر کے لئے حوصلہ کا سبب بنے......اور دوسری طرف وہ مسئلہ سمجھایا گیا

---

(۱) صحیح بخاری ص۳ ج۱، مشکوٰۃ ص۵۱۴ ج۲، رحمۃ للعالمین ص۷۳ ج۱

کہ نبی کی ازدواجی زندگی کا مقصد شریعت کے قانون کو پورا کرنا ہوتا ہے...... خواہشات کو پورا کرنا نہیں...... خواہشات کو پورا کرنا ہوتا...... تو حضور ﷺ پچیس سال کی عمر میں کسی اٹھارہ سالہ دوشیزہ نوعمر لڑکی سے نکاح کرتے...... لیکن پیغمبر ﷺ نے کسی نوعمر لڑکی سے نکاح نہیں کیا...... بڑھیا خاتون سے نکاح کیا ہے...... اور پھر جب تک یہ خدیجہ حضور ﷺ کے نکاح میں رہیں پچیس سال رہیں...... حضور اکرم ﷺ رحمت اللعلمین ﷺ کے اس عقد کے بعد ۶۵ سال کی عمر میں اس خدیجہؓ کا وصال ہوا...... تو پچیس سال تک حضور ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا...... پھر آپ اندازہ کریں...... کہ پچاس سال کے بعد آدمی بڑھاپے کی طرف ڈھل جاتا ہے۔

حضور ﷺ کی عمر پچاس سال خدیجہ کی عمر ۶۵ سال اب پچاس سال کی عمر کے بعد حضور ﷺ دوسرا نکاح کرتے ہیں...... اور پھر انہوں نے مسلسل بہت سے نکاح کیے...... اس میں وہ حکمتیں تھیں...... کہ دنیا کے ہر قبیلہ میں دین پھیلانا ضروری تھا...... اس لئے ہر قبیلہ کی ایک خاتون سے نکاح کیا...... تا کہ اس عورت کے واسطہ سے اس قبیلہ میں دین پھیلے...... یہ میں اس سوال کا جواب دے رہا ہوں...... جو آج کل کے مستشرکین کرتے ہیں...... کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اتنی شادیاں کیوں کیں...... اگر شادی خواہشات کی بنیاد پر ہوتی...... (معاذ اللہ)...... تو پیغمبر ﷺ پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں چالیس سال کی عورت سے نہ کرتے...... حضور ﷺ نے خدیجہ سے نکاح کر کے اجڑی ہوئی بیوہ کو آباد کیا...... خدیجہؓ سے نکاح کر کے اس کے مال کی حفاظت کی...... خدیجہؓ سے نکاح کر کے بڑھیا کا تحفظ کیا...... خدیجہؓ سے نکاح کر کے گویا حضور اکرم ﷺ نے غریب پروری کا ساتھ دیا...... خدیجہؓ سے نکاح کر کے پیغمبر ﷺ نے امت کو بتایا...... کہ میں نبی ﷺ برباد کو آباد کرنے آیا ہوں...... میں ان لوگوں کو جو پریشان حال ہیں...... ان کی پریشانیاں دور کرنے

آیا ہوں ......میں اجڑوں کے سر پر چادریں ڈالنے آیا ہوں ......میں بیوہ کا سہارا بننے آیا ہوں ......یوں نہیں کہ سہارے والوں کے سہارے توڑنے کے لئے آیا ہوں......

تو حضورﷺ کا یہ عقد پچیس سال کی عمر میں ہوا......انشاء اللہ پچیس سال سے اگلا حصہ حضورﷺ کی زندگی کا آئندہ جمعہ بیان کروں گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سیدہ خدیجہؓ سے نکاح

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً......وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ......وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ......وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ خَیْرُ نِسَآءِهَا خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلَد ......(۱)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ـ

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم......قابل احترام...... بزرگو......دوستو اور بھائیو......!

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں میں نے سرور کائنات فخر موجودات امام الانبیاء والمرسلین راحت العاشقین مراد المشتاقین محبوب رب العالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدسہ

(۱) ترمذی ص۲۲۷ ج۲، مشکوۃ ص ۵۷۳ ج۲، کنز العمال ص۵۹ ج۱۲

کے پچیس سال تک تذکرہ کیا تھا......اور یہ بتایا تھا......کہ آقا ﷺ کی عمر جب پچیس سال ہوئی......اس وقت اللہ کے پیغمبر ﷺ نے سیدنا خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح کیا۔

دو اہم واقعات پر گفتگو:

آج کے اس خطبہ میں جو آیت طیبہ میں نے پڑھی ہے......اس کی مناسبت سے پیغمبر ﷺ کی زندگی کے دو اہم انوکھے واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں......ایک واقعہ کا تعلق تو سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے باہمی نکاح کا ہے......اور دوسرا اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اسی مکی زندگی میں صادق وامین ہونے کے ساتھ ان اعزازات وواقعات کو حاصل کرنے کے ساتھ ایک ایسا عدل وانصاف کا فیصلہ فرمایا......جس وقت دنیا کی یہ کیفیت تھی......کہ پانی کے ایک پیالہ پر لوگ جھگڑتے تھے......پچاس پچاس سال تک لڑائی جاری رہتی تھی......ذرا سا اختلاف ہو جاتا تو قبیلوں میں اتنا تنازع ہوتا......کہ تلواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں......ان حالات میں آمنہ کے در یتیم رحمت اللعلمین ﷺ نے اس اجڑی ہوئی دنیا میں......بگڑے ہوئے لوگوں میں فساد کے عالم میں پیغمبر ﷺ نے ایسے حسین فیصلے فرمائے......کہ جن پر نبی ﷺ کے بدترین دشمن کافر لوگ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے......کہ اس سے بہتر فیصلہ کوئی شخص دنیا میں نہیں کر سکتا......ایک اس فیصلہ کے متعلق گفتگو کروں گا۔

سیدہ خدیجہؓ کے دل میں داعیہ:

اور دوسرا خدیجۃ الکبریٰؓ کے نکاح کے متعلق میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا......کہ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مال لے کر گئے......ان کا غلام میسرہ

ساتھ تھا......راستے میں راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی ......اس نے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق کچھ پیشین گوئیاں دیں......اللہ کا کرنا ایسا ہوا......کہ جب اس سفر سے یہ حضرات واپس آئے......تو اس راہب نے اور پھر بالخصوص غلام نے داستان سفر جب سنائی......اور تجارت کے واقعات آکر بتائے......تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا......کہ میں اس عظیم المرتبت انسان سے نکاح کیوں نہ کرلوں......کیا ہی اچھا ہوگا......جس شخص نے مجھے اتنا بڑا دلاسہ دیا......اتنا بڑا اسہارا دیا......میری مشکلات میں اتنا میرے کام آئے......کہ یہ شخص میرا مال لے کر گیا......تجارت کی ہے......پھر نفع میں جتنا مال آیا ہے......جتنا حصہ طے کیا تھا اتنے کا ہی مطالبہ کرتا ہے......میں نے زیادہ دینے کی کوشش کی تو تب بھی پیغمبر ﷺ نے لینے سے انکار فرمادیا......تو اس سے بہتر خاوند تاریخ میں اور کوئی نہیں پیدا ہوسکتا۔

سیدہ خدیجہؓ کے حالات:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی اپنی پہلی ذاتی زندگی تھی ......ایک بہت بڑے متمول خاندان کی خاتون تھیں ......ان کے والد ایک عظیم ترین تاجر تھے ......بہت بڑا کاروبار تھا......حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا پہلا نکاح ابوحالہ نامی ایک شخص سے ہوا......(۱) اس سے دو بچے پیدا ہوئے ......اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

اس کے بعد دوسرا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا......بعض روایات میں اس کا نام عتیق لکھا جاتا ہے......(۲)

---

(۱) اس کا نام ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی ہے جس سے بیٹے پیدا ہوئے، ایک کا نام ہندہ اور دوسرے کا نام ہالہ ہے۔ یہ دونوں مشرف بااسلام ہوئے، دونوں صحابی ہیں (سیرت مصطفیٰ ص۲۸۲ ج۳، زرقانی ص۳۷۳ ج۱ بیروت)

(۲) اسکانام عتیق بن عابد ہے، ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جو اسلام لائی اور صحابیہ تھی (زرقانی ص۳۷۳ ج۱)

وہ بھی جب دنیا سے رخصت ہو گئے ......تو ایک روایت میں آتا ہے......کہ تیسرا نکاح حضرت خدیجۃ الکبری کے چچازاد بھائی سے ہوا۔

اور صحیح تحقیقی قول یہ ہے...... کہ تیسرا نکاح رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ہوا......(۱) یعنی دو شوہروں سے بیوہ عورت جس وقت اس عورت کی عمر تقریباً چالیس سال تھی ......حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے والد بزرگوار حرب الفجار وہ جنگ جس کا تذکرہ میں نے پچھلی تقریر میں کیا تھا......اس لڑائی میں وہ جاں بحق ہو گئے ......اور جس وقت وہ جنگ میں گئے اس وقت بھی وہ بڑھاپے میں تھے......ان پر ضعیف العمری تھی...... کہ اس وقت وہ کام کاج نہیں کر سکتے تھے......تجارت کے معاملات نہیں سرانجام دے سکتے تھے۔

محمد عربی ﷺ کا اماں خدیجہؓ کے لئے رحمت بننا:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اپنے باپ کی ایک تنہا لڑکی تھی......والد بہت بڑا متمول تھا...... بڑا سرمایہ دار تھا...... بیٹے تھے وہ فوت ہو گئے ......تو باپ نے ساری جائیداد خدیجۃ الکبریٰؓ کے نام منتقل کر کے پوری جائیداد کا والی اور وارث اس خاتون اور عورت کو بنادیا......اور اس کی ذمہ داری میں یہ دیدیا کہ آپ جیسا چاہیں ویسا کر لیں......جس آدمی کو چاہیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیں۔

تو یہ تاریخ کی پہلی وہ عورت ہے......جو باپ کے بڑھاپے میں باپ کا ساتھ دے رہی تھی...... پہلی وہ خاتون ہے جو اتنی ذہین اور زیرک عورت تھی......جوان مشکلات میں باپ کیلئے سہارا بنی......تجارت و کاروبار بھی کیا......پھر اس تجارت کے دوران جب حرب الفجار میں والد کا انتقال ہو گیا......حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ذہنی طور پر بری پریشان تھیں ......باپ کی جدائی مسلسل دو شوہروں کی یکے بعد دیگرے جدائی ...... یہ حادثات وصدمے

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۱ ج ۱

اتنے سنگین تھے...... یہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کیلئے نا قابل برداشت تھے۔

دولت بہت ہے...... سرمایہ اور مال بہت ہے...... لیکن سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں...... کفالت کرنے والا کوئی نہیں...... سامان لے جا کر تجارت کرنے والا کوئی نہیں ...... اللہ نے جناب رحمت اللعلمین ﷺ کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے لئے رحمت بنا کر بھیج دیا...... اللہ کے پیغمبر ﷺ جب یہ تجارت کر کے واپس تشریف لائے...... تو خدیجۃ الکبریٰؓ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا...... اس فائدہ اٹھانے سے پہلے سیرت و تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے...... کہ سیدہ خدیجہؓ کہتی ہیں...... کہ جب میرے دوسرے شوہر کا انتقال ہو گیا۔

اماں خدیجہؓ کا خواب:

میں نے ایک مرتبہ رات کو خواب میں دیکھا...... کیا دیکھتی ہوں...... کہ میرا وہ مکان جس میں میں رہتی ہوں ...... احساس تھا کہ اجڑی ہوئی ہوں ...... تنہا رہتی ہوں ...... بعض دفعہ اس پریشانی کے عالم میں ہوتی تھی...... کہ آخر میری زندگی کا کوئی سہارا نہیں ...... میں کیسے وقت بسر کر رہی ہوں...... میں خواب کی حالت میں دیکھتی ہوں...... کہ سورج آسمان سے زمین تک اترتا ہے...... اور اتر کر وہ سارا سورج میرے مکان اور کمرہ میں آجاتا ہے...... پھر وہ باہر نکلتا ہے...... اس کی روشنی مکہ اور اس کے قرب وجوار میں پھیلنا شروع ہو جاتی ہے...... میں اس خواب کو دیکھ کر حیران اور متعجب بھی ہوئی...... پریشان بھی ہوئی...... جلدی سے میری آنکھ کھل گئی...... پوری رات جاگتے ہوئے گزری...... دوبارہ نیند نہیں آئی...... صبح کو ورقہ بن نوفل جو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے چچازاد بھائی تھے...... عیسائیوں کے بہت بڑے عالم تھے...... اور ان کے پاس آسمانی کتابوں کا علم وسیع تھا...... ان کے پاس جا کر اپنا یہ خواب سنایا...... تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کو انہوں نے کہا کہ خدیجہؓ تیرا یہ خواب تجھ کو بتاتا ہے...... اس طرف پیشین گوئی کرتا ہے...... کہ آخر الزمان پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ جو نبی

اس دنیا میں تشریف لانے والے ہیں ......اور بالخصوص مکۃ المکرمہ میں وہ تشریف لائیں گے......میرا تجزیہ مجھے کہتا ہے......کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ پیغمبر ﷺ تجھ سے نکاح کرے گا......وہ روشنی تیرے گھر میں آئے گی......پھر تیرے گھر اور تیری وجہ سے وہ روشنی مکہ اور اس کے قرب وجوار میں پھیلے گی ......وہ نبی اس وقت تیرے پاس ہونگے ......تیرا اس نبی ﷺ کے ساتھ نکاح ہوگا......تیری ازدواجی زندگی کے دوران ہی اس پر اعلان نبوت کا اظہار ہوگا......وہ پیغمبر ﷺ نبوت کا اعلان کریں گے......پھر وہ روشنی جو تیرے حجرے میں بند تھی......یقیناً وہ مکہ کے بازاروں میں نکلے گی ......عرب کے قرب وجوار میں بھی وہ پھیلے گی ......اس خواب کی تعبیر کے بعد سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کو یہ یقین ہوگیا......(۱) کہ یقیناً یہی شخص محمد رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ بننے والے ہیں ......بہتر ہے کہ میں اس سے نکاح کرلوں۔

رشتہ کی پیش قدمی:

خدیجۃ الکبریٰؓ کا رسول اللہ ﷺ کی طرف التفات ہوا......اور اس رشتہ کی سب سے پہلے توجہ بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی طرف سے ہوئی......پیش قدمی ان کی طرف سے ہوئی......(۲) حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو بتایا......کیونکہ ان کی زیر کفالت رہتے تھے......چچا تیار ہوگئے......لکھا ہے جس دن حضور ﷺ کا نکاح ہوا......آمنہؓ کے در یتیم اپنے چچا ابوطالب اور حمزہ کے ساتھ اور دیگر رشتہ داروں سمیت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس آئے......پانچ سو درہم حق المہر طے ہوا......(۳) اور ایک روایت میں آتا ہے کہ بیس اونٹ حق المہر طے کیا گیا تھا......لیکن صحیح اور تحقیقی قول یہ ہے......کہ پانچ سو درہم حق مہر طے ہوا

---

(۱) ابن ھشام ص ۱۸۹ ج ۱ بیروت ابن میں مکمل پیغام نکاح کے الفاظ موجود ہیں ص ۱۸۸ ج ۱ بیروت

(۲) رحمۃ للعالمین ص ۶۶ ج ۱،

(۳) زرقانی ص ۲۰۲ ج ۱، سیرت مصطفیٰ ص ۱۱۲ ج ۱

......اور اس مقدار مہر پر نکاح ہوا...... خطبہ نکاح ......عرب کے رواج کے مطابق ملت ابراہیمی کے مطابق اس وقت حضور ﷺ کے چچا ابوطالب نے پڑھا......نکاح ہوا......اس نکاح کے بعد حضور اکرم ﷺ اور خدیجۃ الکبریٰؓ کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا......عجیب بات یہ ہے...... کہ محبوب ﷺ کی عمر اس وقت پچیس سال تھی......اور زوجہ کی عمر چالیس سال تھی ......آج کا نوجوان یہ تصور نہیں کر سکتا...... کہ پچیس سالہ نوعمر ہو اس کی تمنا یہ ہوتی ہے...... کہ کسی دوشیزہ سے نکاح کروں ...... کسی نوعمر کو اپنے نکاح میں لے آؤں ...... کسی نوجوان عورت سے اپنا نکاح کروں ...... ہر آدمی اس تلاش میں ہوتا ہے......لیکن کائنات میں تنہا ایک شخص ہے......جس کا نام محمد رسول اللہ؟ ﷺ ہے...... کہ عین شباب کے عالم میں عین جوانی کے عالم میں......عین اس دور میں کہ جس وقت دنیا کی توجہ بھی پیغمبر ﷺ کی طرف ہے ......جس وقت لوگوں کی توجہ بھی پیغمبر ﷺ کے حسن و جمال پر لگی ہوئی ہے...... ہر آدمی اس انداز میں سوچتا ہے ......کوئی صادق کہتا ہے...... کوئی امین کہتا ہے......کوئی دیانتدار کہتا ہے......کوئی اپنے برے بڑے فیصلے اس پیغمبر ﷺ کے پاس لے کر آتا ہے۔

عین شباب کے وقت چالیس سالہ عورت سے شادی کرنے میں حکمت:

پیغمبر ﷺ کو شادی کی پیشکشیں کی جاتی ہیں ......پیغمبر ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جس وقت آقا ﷺ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی ......اس وقت عرب کے دو بڑے سرداروں نے یوں کہا......ابوطالب اپنے بھتیجے کو سمجھا...... یہ محمد ﷺ اشارہ کر دے ہم اپنی لڑکیاں اس کے قدموں میں دینے کے لئے تیار ہیں ......(۱) اگر یہ اشارہ کر دے ہم اس کو اپنا سردار بنانے کے لئے تیار ہیں ......اگر اس کو دولت کی ضرورت ہے......ہم خزانہ اس

---

(۱) ابن ھشام ص۲۵۳ ج۱ بیروت یا عم واللہ لو وضعوا الشمس فی یمینی والقمر فی یساری علی ان اترک ھذا الامر حتی یظھرہ اللہ او اھلک فیہ ما ترکتہ

کے قدموں میں لوٹانے کے لئے تیار ہیں ...... ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں ...... لیکن یہ اللہ کا نام لینا چھوڑ دے لا الہ الا اللہ کی دعوت دینا چھوڑ دے۔

وہ پیغمبر ﷺ جسے چالیس سال کی عمر کے بعد دنیا اس انداز میں رشتوں کی پیشکش کرتی ہے...... وہ پیغمبر ﷺ جسے ابوبکر صدیقؓ ترپن یا چون سال کی عمر میں اپنی صاحب زادی نو سال کی عائشہ صدیقہ اس کے قدموں میں قربان کرتا ہے...... اس پیغمبر ﷺ کے ایثار کا عالم دیکھئے عین شباب کے دور میں عین جوانی کے عالم میں پچیس سال کی عمر میں چالیس سالہ بڑھیا سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتخاب کیا ...... اور اس خدیجہؓ کے انتخاب سے معلوم ہوتا ہے...... کہ محبوب ﷺ کی زندگی میں خواہشات نفسانی وہ نہ تھیں۔

حضور ﷺ کی تمنا:

جو آج نوجوان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے...... کہ میں کسی ایسی لڑکی کا انتخاب کروں ...... ایسی عورت کا انتخاب کروں ...... جس سے میری محبت بڑھ جائے ...... جس کی وجہ سے دنیا مجھے یہ کہے...... کہ بڑی حسین عورت سے تو نے نکاح کیا...... بڑی خوبصورت عورت سے نکاح کیا ہے...... بڑی نو عمر سے نکاح کیا ہے...... اچھا گھرانے کا انتخاب کر کے لایا ہے...... پیغمبر ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ اجڑی کا سہارا بن جاؤں ...... نبی ﷺ کی آرزو یہ تھی ...... کہ میں بیوہ کا آسرا بن جاؤں ...... محبوب کی تمنا یہ تھی ...... کہ پریشان حال عورت کی میں پریشانی کو دور کرنے والا بن جاؤں۔

آقا ﷺ کے بہترین حالات کے اماں خدیجہؓ پر اثرات:

خدیجۃ الکبریٰؓ کے سامنے وہ تمام واقعات تھے...... پیغمبر ﷺ کی تجارت کا واقعہ حضور ﷺ کے سفر کا واقعہ اس سفر کے دوران سر پر بادلوں کے سایہ کرنے کا واقعہ اس سفر کے

دوران پھر حضور ﷺ کی اس تشریف آوری میں جتنا مال میں فائدہ ہوا...... یہ تمام واقعات سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا خواب دیکھنا......اس طریقہ سے ورقہ بن نوفل کا خواب کی تعبیر بتانا...... یہ تمام تر واقعات تھے...... جو خدیجۃ الکبریٰؓ کو اس پر برانگیختہ کر رہے تھے...... کہ اس سے بہتر تیرے لئے شوہر نہیں ......اور پیغمبر ﷺ کے سامنے خدیجہ کی ساری مظلومیت کی زندگی تھی...... کہ باپ جدا ہو گیا...... دو شوہر جدا ہو گئے...... زیادہ مال تھا...... تو لوگوں نے اس میں لوٹ کھسوٹ شروع کر دی...... جائیداد کو ہضم کرنے کی نیت سے لوگ خدیجۃ الکبریٰؓ کی طرف مائل ہوئے ...... پیغمبر ﷺ چاہتے تھے...... اجڑی ہوئی کو سہارا دوں...... خدیجہؓ چاہتی تھی...... مجھے ایک ایسا شوہر مل جائے جو میری زندگی سب سے بڑا سہارا بنے۔

تسلی دینے کے لئے خدیجہؓ سے بہترین خاتون:

اللہ کا فیصلہ یہ تھا...... کہ پیغمبر ﷺ کو اس جوانی کے عالم میں اس بڑھیا عورت کی اس لئے ضرورت ہے...... کہ کل جب یہ نبی ﷺ نبوت کی تبلیغ کرے گا...... تو اس تبلیغ کے وقت پیغمبر ﷺ کو تسلی دینے کے لئے خدیجہ سے بہتر خاتون کائنات میں اور کوئی نہیں...... اس لئے اس عمر میں خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتخاب ہوا...... نکاح ہوا...... ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا......(۱) زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا...... اس عمر میں جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خدیجۃ الکبریٰؓ نے گزاری...... پچیس سال یا ایک روایت کے مطابق ستائیس سال کا دور گزرا ...... ستائیس سال کے عرصہ تک اس حسین نوجوان جس کی نوجوانی بے داغ ہے...... جس کا شباب عروج پر تھا...... جس نے اس بڑھیا سے نکاح کیا ہے

اماں خدیجہؓ کے ہوتے ہوئے کسی اور خاتون سے نکاح:

ستائیس سال کے عرصہ میں کبھی تصور میں یہ بات نہیں لائی...... کہ خدیجہؓ کے

---

(۱) ابن ھشام ص۱۸۸ ج۱ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۱۱ ج۱

ہوتے ہوئے کسی عورت سے نکاح کرلوں ......نہیں نکاح کیا......اور پیغمبر ﷺ کا یہ عمل ان مستشرقین کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے ......جو لوگ یہ کہتے ہیں...... کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کئی نکاح کیوں کئے تھے......مکی زندگی میں خدیجہؓ کے ہوتے ہوئے پیغمبر ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا......اس لئے کہ بیشک یہ بڑھیا تھیں......پینسٹھ سال کی عمر تھی...... جب خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہوا......تو حضور ﷺ کی عمر چالیس سال تھی......مرد چالیس سال میں جوان اور عالم شباب میں ہوتا ہے......کوئی اس پر بڑھاپا نہیں ہوتا......تو گویا خدیجۃ الکبریٰؓ کا جب انتقال ہوا......تو پینسٹھ سال کی عمر تھی......اس بڑھاپے تک پیغمبر ﷺ نے اس خدیجہؓ کے ساتھ اپنا وقت گزارا اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے سہارا بن کر رہے۔

حضرت خدیجہؓ سے بہتر خدمت گزار خاتون:

بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ سلام اللہ علیہا نے نبوت ﷺ کے ساتھ جس انداز میں زندگی گزاری......تاریخ یہ بتاتی ہے......کہ اس سے بہتر عورت نبی ﷺ کی خدمت گزار نہیں پیدا ہوئی......علماء نے ایک مسئلہ لکھا ہے......عام کتابوں میں ملتا ہے......کہ قرآن کی روشنی سے پتہ چلتا ہے......کہ دنیا کی عورتوں میں سے سردار عورت مریم ہے......اور اس روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا......خَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ......(۱) دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ بہتر عورت خدیجہؓ ہے ......اور ایک روایت میں حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا......فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَآئِرِ الطَّعَامِ......جیسے ثرید کے کھانے کو دنیا کے تمام کھانوں پر فضیلت ہے......(۲) ایسے ہی عائشہ کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت ہے......

---

(۱) ترمذی ص۲۲۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۷۳ ج۲، کنز العمال ص۵۹ ج۱۲ (۲) صحیح بخاری ص۵۳۲ ج۱، ترمذی ص۲۲۷ ج۲، کنز العمال ص۶۱ ج۱۲

اور ایک روایت ہے...... حضورﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ خاتون جنت کے متعلق ارشاد فرمایا...... کہ یہ تمام عورتوں کی سردار ہے......(۱) تو اس پر ایک شبہ ہوا...... کہ مریم کا خدیجہؓ کا...... عائشہؓ کا...... اور فاطمۃ الزہراء کا...... ان چار عورتوں کا تذکرہ ہے...... ان میں پھر کس کو فضیلت ہے......؟ یا ان میں سے ہر ایک کی فضیلت کس حیثیت سے ہے۔

حضرت خدیجہؓ کا دوپٹہ سے مرہم پٹی کرنا:

تو علماء نے لکھا ہے...... کہ جو فضیلت بی بی مریم کو دنیا کی تمام عورتوں پر ہے...... وہ عفت کی بنیاد پر ہے...... کہ کائنات میں یہ پہلی اور آخری خاتون ہے...... جس کی پوری زندگی اس انداز میں گزری ہے...... کہ اس کے پاس کبھی کوئی شوہر نہیں گیا...... جس عورت نے اس انداز میں زندگی گزاری ہے...... کہ کبھی شوہر کا تصور ہی اس کے ذہن میں نہیں آیا...... اس حیثیت سے اس عورت کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت ہے...... حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی فضیلت دنیا کی تمام عورتوں پر اس حیثیت سے ہے...... کہ خدیجہؓ نے پیغمبرﷺ کے لئے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں...... جتنا مال پیش کیا ہے...... جتنا سرمایہ جائیداد قربان کی ہے...... اپنی قربانیاں جتنی پیش کی ہیں...... تین سال تک شعب ابی طالب کی گھاٹی میں نبوتﷺ کے ساتھ گزارے ہیں...... اور پیغمبرﷺ جب وعظ و نصیحت کے لئے باہر نکلتے لوگ پتھر مارتے...... ساحر کہتے...... مجنون کہتے...... دیوانہ کہتے جب حضورﷺ واپس تشریف لاتے بعض ایسے مواقع آئے...... کہ پیغمبرﷺ سر سے پاؤں تک لہولہان ہوتے...... یہی تنہا خدیجہؓ ہوتی تھی...... جو سر کا دوپٹہ پھاڑ کر مصطفیٰ کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی...... جس نے سارہ مال اٹھا کر نبیﷺ کے قدموں میں رکھ دیا...... اللہ نے اس پر کہا...... وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى...... محبوبﷺ یاد ہے آپ بے سروسامان تھے...... میں نے خدیجہؓ ایک ایسی عورت آپ کو

---

(۱) ترمذی ص۲۲۷ ج۲

دی...... کہ جس کی دولت کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ غنی بن گئے...... دنیا آپ کے قدموں کی محتاج بنی...... آپ ﷺ کو کسی کے پاس نہ جانا پڑا...... یہ خدیجہؓ کا مال تھا...... جو آپ کے قدموں پر قربان ہوا ہے۔

سیدنا ابوبکرؓ اور سیدہ خدیجہؓ کے مال سے فائدہ:

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ نے فرمایا مردوں میں ابوبکرؓ عورتوں میں خدیجہؓ ایسی ہیں......(۱) یعنی ایک مرد اور ایک عورت یہ دو شخصیتیں جن کے مال نے مجھے سب سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے...... جن کے مال کی وجہ سے مجھے سب سے زیادہ عزت ملی ہے...... جن کے مال کی وجہ سے اللہ نے میری بڑی بڑی پریشانیاں دور کی ہیں...... مردوں میں یہ اعزاز ابوبکرؓ کو ملا ہے ...... عورتوں میں یہ اعزاز خدیجۃ الکبریٰؓ کو ملا ہے...... تنہا خدیجہؓ ایک ایسی خاتون تھی...... جس نے پوری کائنات میں مردوں سے بھی پہلے، صدیق اکبرؓ سے بھی پہلے، علی المرتضیٰؓ سے بھی پہلے، زیدؓ سے بھی پہلے، جس وقت کسی نے کلمہ نہیں پڑھا تھا...... سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰؓ نے کلمہ پڑھا تھا...... وہ روایت مشہور ہے...... کہ جب حضور ﷺ کے اعلان تبلیغ کی ابتداء چالیس سال کی عمر میں ہوئی...... آج چونکہ نکاح خدیجہؓ پر گفتگو کر رہا ہوں...... تو اس وقت سب سے پہلے تسلی دینے والی یہی خاتون تھی...... کہ حضور اکرم ﷺ غار حرا میں عبادت کر رہے تھے...... محبوب ﷺ پہ پریشانی کی کیفیت طاری ہوئی...... اچانک ایک آواز سنی...... قُمْ یَا مُحَمَّدُ...... محمد ﷺ اٹھیے اور کھڑے ہو جائیے...... اور سامنے ایک شخصیت کو دیکھا...... جو حضور ﷺ کو یوں سینے سے لگاتا ہے...... اور زور سے دبا کر کہتا ہے...... اتنا دباتا ہے محبوب ﷺ فرماتے ہیں مجھے محسوس ہوتا تھا...... کہ جیسے کوئی کسی کو دبائے...... اور پسلیاں ایک دوسرے میں گھسنے لگ جائیں......

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۲۳۲ ج ۱ بیروت

......احساس ہوا مجھے اس کے دبانے کی شدت اور گرمی محسوس ہوئی......پھر وہ شخص مجھ سے کہتا ہے......اِقْـــــــرَأْ......پڑھیے......بار بار وہ یہ کلمہ کہتا ہے......پیغمبر ﷺ کہتے ہیں......مَـا اَنَـا بِقَـارِئٍ ......(۱) پھر جب اس کی زبان سے نکلا......اِقْـرَأْ بِـاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَـلَقَ......پیغمبر ﷺ نے تلاوت شروع کی......محبوب ﷺ حرا سے اتر کر واپس تشریف لائے......جب آقا ﷺ واپس آئے نبوت پسینہ سے شرابور تھی......محبوب ﷺ نے کملی اوڑھی ہوئی تھی......آ کر سو گئے......زَمِّـلُـوْنِیْ ......زَمِّلُوْنِیْ......کے جملے ارشاد فرمائے......خدیجہ مجھ پر چادر ڈالو......خدیجہ مجھ پر کملی ڈالو...... خدیجہ مجھ پر کپڑے ڈالو۔

بی بی کہتی ہے میں حضور ﷺ کو دبا رہی ہوں......محبوب ﷺ پر میں نے کمبل ڈالے......پوچھا آقا ﷺ کیا بات ہے۔

وحی کے بعد اماں خدیجہؓ کی طرف سے تسلی:

حضور ﷺ نے وہ پورا واقعہ سنایا......خدیجہؓ کہتی ہے ......واقعہ سننے کے بعد فوراً میرے ذہن میں وہ خواب آ گیا......جو میں نے پیغمبر ﷺ کے نکاح سے پہلے خواب دیکھا تھا......کہ ایک سورج میرے گھر میں اترا ہے......اس کی روشنی پھر میرے گھر سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلی ہے......میں انہیں اس وقت بھی ورقہ بن نوفل کے پاس نہیں لے کر گئی......میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا......مَـا یُـخْـزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا ......اللہ کی قسم نہ گھبرایئے اللہ آپ کو رسوا نہیں کریں گے۔(۲)

اِنَّكَ لَتَـصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنَ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ

---

(۱) صحیح بخاری ص۲ ج۱، زرقانی ص۳۹۳ ج۱ بیروت، زاد المعاد ص۳۲ ج۱

(۲) مشکوٰۃ ص۵۱۴ ج۲، صحیح بخاری ص۳ ج۱، صحیح مسلم، زرقانی ص۳۹۶ ج۱

آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں...... جس کے پاس نہ ہو کما کر کھلاتے ہیں...... دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں...... آپ ہمیشہ حق والوں کا تعاون کرتے ہیں...... آپ کو ان چیزوں میں گھبرانے کی ضرورت نہیں...... میں آپ کے ساتھ ہوں...... آپ فکر نہ کیجئے...... بی بی کہتی ہے...... پھر میرے دل میں خیال آیا...... کہ ورقہ بن نوفل نے مجھے اس خواب کی تعبیر بتائی تھی...... میں اب ان کو اس کے پاس کیوں نہ لے جاؤں...... حضور اکرم ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں...... نبوت ﷺ نے کملی اوڑھی ہوئی ہے...... پیغمبر ﷺ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا ہے...... اور صحابہؓ کہتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے...... کہ جیسے موتی زمین پر ٹپکتے ہوں۔

ورقہ بن نوفل کی خواہش:

حضور اکرم ﷺ کو ورقہ بن نوفل نے دیکھا...... بیوی خدیجۃ الکبریٰؓ نے وہ واقعہ پیش کیا...... حضور ﷺ نے اپنی زبان سے واقعہ سنایا...... تو ورقہ نے اس وقت ایک جملہ کہا...... کہ کاش میں اس وقت دنیا میں زندہ ہوں...... کاش میں اس وقت موجود ہوں...... اللہ کرے خدا مجھے اتنی عمر دے دے...... کہ جس وقت محمد ﷺ تجھے مکہ سے نکال دیا جائے گا...... تجھے تکلیفیں دی جائیں گی...... تیرے راستہ میں کانٹے بچھائے جائیں گے...... اہل مکہ تیرا ساتھ نہیں دیں گے۔

ورقہ بن نوفل کی تعاون کی پیشکش:

محبوب ﷺ یہ سوچ کر کہتے ہیں...... کہ آج دنیا مجھے امین کہتی ہے...... مجھے صادق کہتی ہے...... میرے فیصلوں کا اعتراف کرتی ہے...... کیا ایسا وقت بھی آئے گا...... کہ مجھے مکہ سے نکال دیا جائے گا......(۱) ورقہ نے کہا یقیناً وہ وقت آنے والا ہے...... لیکن افسوس

(۱) او مخرجی ھم؟ بخاری ص ۳ ج ۱، زرقانی ص ۴۰۰ ج ۱

میں اس وقت دنیا سے چلا جاؤں گا...... میں مرجاؤں گا......اگر میں زندہ ہوتا تو تیرا تعاون کرتا......لیکن محمد ﷺ میں اس وقت تیرا تعاون نہیں کرسکوں گا...... مگر تیرے اس اعلان پر جو وحی تجھ پر نازل ہوئی ہے......بعینہ یہ وہی وحی ہے جو کلیمؑ پر طور پر اتری تھی...... یہ وہی وحی ہے...... جو عیسیؑ پر اتری تھی...... جو انبیاء سابقین پر اتری تھی...... میں تیرے ان جملوں کو سن کر ابھی تم نے کھلے بندوں میں اعلان نبوت نہیں کیا...... میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں...... کہ تو اللہ کا آخری نبی ﷺ ہے ......(۱) حضور کی اتنی بڑی خدمت خدیجۃ الکبریٰؓ نے کی...... حضور ﷺ کو لے کر واپس آئیں ......اور روایات میں آتا ہے...... کہ جب بھی کبھی بی بی خدیجہؓ کا تذکرہ ہوتا تو محبوب ﷺ اشک بار ہو جاتے......(۲) نبوت ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ...... حضور ﷺ رو کر خدیجہؓ کا ذکر کرتے ......اور تذکرہ خاتم الانبیاء میں ایک روایت نقل کی ہے...... کہ حضور ﷺ کی عادت تھی ...... کہ دن رات میں ایک مرتبہ تو ضرور خدیجہؓ کا تذکرہ کرتے ...... کبھی دن میں تذکرہ کرتے کبھی رات کو تذکرہ کرتے ......اب باوجود اس کے کہ سیدہ سوداء بنت زمعاء سے نکاح ہو گیا تھا...... مدنی زندگی میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پہلا نکاح ہوا...... یہاں پر ازدواجی زندگی میں نبوت ﷺ کی زوجیت میں آچکی تھیں ...... لیکن اس کے باوجود بھی حضور ﷺ اس کا تذکرہ کرتے...... اور ایک بڑی مشہور روایت ہے...... کہ یہ ایک فطری بات ہوتی ہے...... کہ کسی سوکن کے سامنے دوسری سوکن کا تذکرہ کیا جائے...... تو قطعاً ناقابل برداشت چیز ہوتی ہے...... کہ میرے ہوتے ہوئے کوئی آدمی کسی دوسرے کا اس انداز میں تذکرہ کرے...... یہ ایک فطری عمل ہے ...... کہ آدمی برداشت نہیں کرتا...... کہ مجھ سے بھی محبت کا اتنا دعوی اور میرے ہوتے ہوئے فلاں کا بھی تذکرہ ہو۔

---

(۱) ابن ھشام میں ھے حتی اسلم ص۲۱٦ ج۱ بیروت، فتح الباری ص٤٥٤ ج۸، عیون الاثر ص۸٤ ج۱

(۲) صحیح مسلم ص۲۸٤ ج۱

سیدہ عائشہؓ کے سامنے حضرت خدیجہؓ کا تذکرہ:

سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں...... کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے سیدہ خدیجہؓ کا ذکر کیا...... تو مجھ سے نہ رہا گیا...... میں نے یونہی کہہ دیا...... کہ آقا وہ پینسٹھ سالہ بڑھیا خدیجۃ الکبریٰؓ جو دو شوہروں سے بیوہ تھی ...... جس کی حالت یہ تھی ...... کہ کوئی آدمی اس کو دنیا میں سہارا دینے والا نہیں تھا...... آپ اس کا سہارا بنے ہیں ...... پھر وہ بڑھیا ہو کر دنیا سے گئی...... میری جوانی...... میری زندگانی...... میری وفائیں...... میری ادائیں...... میرا آپ سے تعلق اور انس...... محبوب یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے...... میرے ہوتے ہوئے آپ اس بڑھیا کا تذکرہ کرتے ہیں...... حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔

سیدہ خدیجہؓ آقا ﷺ کا سہارا:

اور امی عائشہؓ کہتی ہیں...... محبوب ﷺ کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا...... میں ایسے معلوم کرتی تھی ...... کہ اس بات پر آقا ﷺ ناراض ہو کر مجھے کچھ کہہ نہ دیں ...... فرمایا عائشہ تو خدیجہؓ کا مقابلہ کرنے کی کوشش نہ کرنا...... عائشہ تو خدیجہ کی اس حیثیت کو کیا جانے......؟ تو نہیں جانتی خدیجہؓ نے مجھے اس وقت سہارا دیا...... جس وقت میرا کوئی سہارا نہ تھا...... خدیجہؓ نے اس وقت ساتھ دیا...... جب کسی نے ساتھ نہ دیا...... خدیجہؓ نے اس وقت مال قربان کیا...... جب سگا چچا بھی قربان کرنے کے لئے تیار نہ تھا...... خدیجہؓ نے اس وقت کلمہ پڑھا...... جس وقت صدیقؓ نے بھی کلمہ نہیں پڑھا تھا...... خدیجہؓ سے اللہ نے مجھے اولاد دی ...... جب کہ کسی سے میری اولاد نہیں ہوئی ...... خدیجہؓ نے میرے ساتھ وہ وفائیں کیں جن کا تصور نہیں کر سکتا...... تو نہیں سوچ سکتی...... کہ میں گھر سے باہر نکلتا تھا...... آج باہر نکلوں لوگ ہدیے اور تحفے لے کر آتے ہیں...... آج میں گھر سے باہر نکلوں لوگ میرا

استقبال کرتے ہیں ...... آج گھر کے اندر واپس لوٹ کر آؤں لوگ ہدیے اور تحائف بھیجتے ہیں ...... لیکن جب میں خدیجہؓ کے گھر سے باہر نکلتا تھا...... لوگ پتھر مارتے تھے...... ساحر کہتے تھے ...... مجنون کہتے تھے ...... دیوانہ کہتے تھے...... جب میں واپس لوٹتا تھا سر سے پاؤں تک لہولہان ہوتا تھا...... یہ وہ خدیجہؓ تو تھی جو اپنے سر کا دوپٹہ پھاڑ کر میرے زخموں پر مرحم پٹی کیا کرتی تھی ...... اس کے احسان کیسے بھول جاؤں......؟ امی عائشہؓ کہتی ہیں ...... کہ پھر اس کے بعد مجھے کبھی جرات نہ ہوئی...... کہ میں خدیجۃ الکبریٰؓ کے خلاف کوئی بات کہہ سکوں ...... خلاف تو کیا کہنی تھی ...... وہ تو سوکن کا ایک مزاج ہوتا ہے...... کہ برداشت نہیں ہوسکتا...... بس ایک دفعہ بھول کر کہہ بیٹھی نبوت ﷺ کے یہ جملے سننے کے بعد پھر میں خدیجہؓ کی تعریف کرتی تھی ...... کبھی میری زبان سے ایسا جملہ نہ نکلا...... جو خدیجۃ الکبریٰؓ کی عظمت کے خلاف ہو......(۱) اتنی بڑی قربانی کس خاتون نے دی ہے......؟ (خدیجۃ الکبریٰؓ نے)

چار افضل عورتیں:

تو میں آپ کو بتا رہا ہوں...... کہ چار عورتیں حضرت سیدہ مریم کو...... حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو...... حجرت عائشہؓ صدیقہؓ کو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو یہ وہ عورتیں ہیں جن کو قرآن اور حدیث کی روشنی افضل کہا گیا ہے...... اور ہر ایک کی فضیلت اپنے مقام پر مسلم ہے ...... حضرت مریم عفت کے لحاظ سے کہ جس عورت کے پاس کبھی شوہر نہیں گیا...... وہ کبھی شوہر کا تصور ذہن میں نہیں لائی ...... اس حیثیت سے افضل ہے...... حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ پیغمبر ﷺ کی خدمت کے لحاظ سے نبی پر جانثاری کے لحاظ سے نبوت کے ساتھ وفاداری کے لحاظ سے کائنات کی تمام عورتوں میں افضل ہے۔

(۱) صحیح مسلم ص ۲۸٤ ج ۱

اماں خدیجہؓ کو سلام:

ایک حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ باہر سے تشریف لائے...... تو نبوت ﷺ کی حالت یہ تھی ...... کہ پیغمبر ﷺ کو ظالموں نے تکلیفیں دی تھیں ...... مظلوموں نے ستایا تھا...... تو محبوب ﷺ پریشانی کے عالم میں تھے جسم اطہر سے خون بہہ رہا تھا...... کہ حضور ﷺ گھر آئے...... تو سیدہ خدیجہؓ جلدی سے اٹھیں دودھ تھا یا کوئی اور چیز تھی ایک پیالے میں لے کر حضور ﷺ کے پاس آئیں...... خدیجہؓ نبوت ﷺ تک نہیں پہنچی تھیں...... کہ آسمان سے جبرائیل اتر کر آ گئے...... اور کہا اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کہتے ہیں...... اور میں جبرائیل کہتا ہوں ...... کہ خدیجہ کی وفائیں آپ کے ساتھ اتنی ہیں...... کہ میرا اور میرے رب کا خدیجہؓ کو سلام کہہ دیجئے ......(۱) یعنی وہ کتنی خوش نصیب عورت ہے...... جس کے پاس جبرائیل سلام بھیج رہا ہے...... خدا سلام بھیج رہا ہے...... اور اللہ اور جبرائیل مصطفیٰ ﷺ کو واسطہ بنا کر سلام بھیج رہے ہیں ...... کہ محبوب ﷺ آپ ان کو میرا سلام کہہ دیجئے ...... سیدہ عائشہ صدیقہؓ ان کے جو فضائل و مناقب کتاب و سنت کی روشنی میں ہیں...... جب میں انشاء اللہ مدنی زندگی میں حضرت عائشہؓ کے نکاح اور عقد کا تذکرہ کروں گا ...... تو ان کے فضائل اس جگہ پر ذکر کروں گا...... یہاں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں...... کہ امت میں علم عائشہؓ کی وجہ سے پھیلا...... اس لئے عائشہ صدیقہ علم و فضل کے لحاظ سے امت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں...... عدل نہیں کیا جا سکتا...... کہ ان میں سے کون افضل ہے...... ہر ایک کو خدا نے اپنی اپنی جگہ فضیلیات عطاء فرمائی ہیں...... جس فضیلت کی بناء پر وہ اس مقام و مرتبہ پر فائز ہیں۔

---

(۱) ان جبرئیلؑ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال أقرئ خدیجۃ السلام من ربھا (سیرت ابن ھشام ص۲۳۲ ج۱، زاد المعاد ص۴۰ ج۱ بیروت)

حضرت خدیجہؓ کی اولاد:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے نبوت ﷺ کے ساتھ پچیس سال گزارے ......یا ایک روایت میں آتا ہے...... کہ ستائیس سال گزارے ......اور اس عمر میں جو پچیس یا ستائیس سال کا عرصہ تھا...... چھ بچے اللہ نے اس عورت سے حضور ﷺ کو عطاء فرمائے......سب سے پہلا ایک بچہ ہوا......جس کا نام قاسم تھا......اور یہ وہ بچہ تھا جس کی نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی...... کہ میں قاسم کا باپ ہوں......اور دوسری بچی سیدہ زینبؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی یعنی پہلی بچی ہے......مجموعی اولاد میں دوسرے نمبر پر ہے......سیدہ زینب بڑی لڑکی تھی......اس کو حضور ﷺ فرماتے تھے......اَفْضَلُ الْبَنَاتِ......میری چار بیٹیوں میں سب سے افضل بیٹی یہی ہے......کیا معنی......؟ یعنی سب سے زیادہ قربانی اس بچی نے دی ہے......حتیٰ کہ یہ وہ عورت ہے...... کہ یہ جب مکہ سے مدینہ تشریف لائی......سفر ہجرت کے دوران ان پر اتنا ستم ہوا...... کہ مکہ کے مشرکوں نے ان کی اونٹنی پر حملہ کیا......سیدہ حمل کے ساتھ تھیں......ایک بدمعاش نے آکر پیغمبر ﷺ کی اس بیٹی کے پیٹ میں زور سے لات ماری حمل زائل ہو گیا...... بی بی بیمار ہو گئیں......(۱) اس بیماری کے عالم میں مدینہ پہنچی اللہ کو پیاری ہو گئیں...... جیسے خدیجہؓ نے اتنی بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں۔

ہار دیکھنے کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو:

اس طریقہ سے خدیجہؓ کی اولاد نے بھی قربانیاں پیش کیں...... یہ سیدہ زینبؓ اس بچی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع حضور اکرم ﷺ کے داماد جو حضرت عثمانؓ کا قریبی رشتہ دار تھا......اس سے اس بچی کا نکاح ہوا...... یہ شخص غزوہ بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا

---

(۱) ابو سفیان سے پہلے ہبار بن اسود نے جاکر اونٹ روکا، حضرت زینبؓ کو ڈرایا، خوف سے حمل ساقط ہو گیا (سیرت مصطفیٰ ص ۱۲۵ ج ۲)

......اور اس وقت سیدہ زینبؓ مکۃ المکرمہ میں تھیں ......اور جب حضور ﷺ نے حکم دیا کہ فدیے کے طور پر اتنا اتنا پیسہ دیا جائے ......تو بدر کے قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا......تو سیدہ زینبؓ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا وہ ہار بی بی زینبؓ کے پاس ماں کی ایک نشانی تھی ...... بی بی نے مکہ سے حضور اکرم ﷺ کے پاس بھیجا......اور یوں کہلا کے بھیجا......کہ میں اپنی امی کا ہار آپ کے پاس بھیج رہی ہوں ......میرے شوہر کو رہا کر دیا جائے ...... جب حضور ﷺ کے سامنے وہ ہار آیا محبوب ﷺ کو خدیجہؓ یاد آ گئی......نبوت ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی بہہ پڑی ......فرمایا میرے یارو اگر مجھے اجازت دے دو......میں سب کا فدیہ قبول کرتا ہوں......لیکن یہ ہار میں فدیہ کے طور پر بیت المال میں رکھنے کے لئے تیار نہیں...... یہ میری خدیجہؓ کی نشانی ہے...... مجھے کہو میں محمد ﷺ اپنی طرف سے فدیہ ادا کروں گا۔(۱)

ہار کی واپسی:

یہ ہار میں اپنی بیٹی زینب کو واپس کرنا چاہتا ہوں......کہ یہ میری خدیجہؓ کی نشانی ہے......آج زینبؓ مجھ سے دور مکہ میں بیٹھی ہوئی ہے......خدیجہؓ اللہ کو پیاری ہو چکی ہے ......نہ باپ زینبؓ کے قریب......نہ امی زینبؓ کے پاس......شوہر آج اس کا یہاں قید ہے ......تو وہ اکیلی بیٹھی ہے......میں نہیں برداشت کر سکتا۔

صحابہؓ نے کہا......اللہ کے حبیب ﷺ اگر آپ کا یہ ولولہ اور جذبہ ہے......تو آپ کی اولاد ہمارے لئے بہت ہی زیادہ قابل احترام ہے......ہم بھی یہی چاہتے ہیں...... کہ یہ ہار واپس سیدہ زینبؓ کو بھجوا دیا جائے ......حضور ﷺ نے بھجوایا......ابوالعاص بن ربیع کو رہا کیا......اس رہائی اور پیغمبر ﷺ کے اخلاق کو دیکھ کر یہ شخص بدر کے موقع پر اسلام قبول کر لیتا ہے......لیکن یہ نکاح چونکہ اعلان اسلام سے پہلے ہوا تھا......اس وقت اسلام کا

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص۱۲٤ ج۲

اعلان نہ ہوا تھا......اعلان نبوت ﷺ نہ ہوا تھا......اعلان تبلیغ نہ ہوا تھا......اور مشرک سے نکاح کی ممانعت نہیں تھی......اس لئے وہ نکاح پہلا موجود تھا......پھر یہ نکاح مدینہ طیبہ میں ہی برقرار رہا......بی بی زینبؓ بھی یہاں پر تشریف لائیں......اور ابوالعاص بن ربیع بھی مدینہ میں دفن ہوئے......اور سیدہ زینبؓ جنت البقیع کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔

حضرت سیدہ زینبؓ کے بعد حضرت رقیہؓ ام کلثومؓ ان دونوں بچیوں کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے یکے بعد دیگرے ہوا......چوتھی بچی سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ تھیں ......اور یہ فاطمہؓ پیغمبر ﷺ نے رحمت اللعلمین ﷺ نے مدنی زندگی میں غزوہ احد کے بعد سن تین یا چار ہجری میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا نکاح کیا......اور اس وقت نکاح علی حیدر کرارؓ کے ساتھ جب ہوا......سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کے عقد میں تھیں......پیغمبر ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فرمایا......عائشہؓ آج خدیجہؓ ہوتی اپنی بیٹی کو کپڑے پہناتی......آج خدیجہ ہوتی بیٹی کو رخصت کرتی......آج خدیجہؓ نہیں عائشہؓ تو یہ فرض سرانجام دے۔

بی بی عائشہؓ کہتی ہیں میں نے سیدہ فاطمہؓ کی وہ خدمات سرانجام دیں......میں نے اپنے ہاتھوں سے سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو رخصت فرمایا......نبوت ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے......فاطمہؓ بھی رو رہی تھی......عائشہؓ کہتی ہیں مجھے بھی خدیجہؓ کی پیغمبر ﷺ کے ساتھ وفائیں جن کا محبوب ﷺ تذکرہ کرتے تھے......مجھے جب وہ یاد آئیں......میری آنکھوں سے بھی آنسو بہہ پڑے......اور پیغمبر ﷺ نے فاطمۃ الزہراءؓ کو حیدر کرار کے گھر رخصت کیا......یہ چار بچیاں اور ایک لڑکا جس کا نام عبداللہ تھا......اور اس بچہ کے دو اور لقب طیب وطاہر بھی مشہور تھے......یہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کے بطن اطہر سے آیا چار لڑکیاں جوان ہوئیں......چاروں کی شادیاں ہوئیں......ان میں سے کچھ کی اولاد کا نسب بھی چلا ......حضرت فاطمہؓ کا نسب حسن وحسین کی وساطت سے پوری امت میں ساری دنیا میں مشہور

ہے......اور جناب سیدنا عثمانؓ کی ایک بیوی سیدہ ام کلثومؓ کے بطن اطہر سے ایک بچہ پیدا ہوا ......جو جوان ہوا اس کا آگے نکاح ہوا......اس کا سلسلہ نسب چلا......وہ خاندان یمن وشام کے علاقوں میں نبوت ﷺ کے گھرانے کی مناسبت سے اب تک دنیا میں موجود ہے......وہ سلسلہ اب بھی باقی ہے......سیدہ زینبؓ کی کوئی ایسی اولاد نہ تھی......جو آگے پھلی پھولی نہ ہو ......ایک لڑکی تھی لڑکا بچپنی کے عالم میں اللہ کو پیارا ہو گیا تھا......تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کو یہ سعادت حاصل ہے......کہ حضور ﷺ کی ساری بیویوں میں سے جس کی اولاد تھی۔(۱)

سیدہ خدیجہؓ کے اعزاز:

خدیجہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے......جس نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا ہے۔

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے......کہ جس نے نبوت کا سب سے زیادہ ساتھ دیا ہے۔

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے......کہ جس نے پیغمبر ﷺ کو سب سے پہلے تسلی دی ہے۔

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے......کہ جو حضور ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی ہے۔

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے......کہ جس کی موجودگی میں پیغمبر ﷺ نے کوئی نکاح نہیں کیا۔

---

(۱) قال ابن هشام اكبر بنيه القاسم ثم الطيب ثم الطاهر واكبر بناته رقية ثم زينب ثم أم كلثوم ثم فاطمة(ابن هشام ص۱۸۹ ج۱) اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیٹے حضرت ابراہیم مدینے میں حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد آپ کی حیات میں ہی وفات پا گئی سوائے حضرت فاطمہؓ کے، مزید وضاحت کے لئے دیکھئے زاد المعاد ص۴۰ ج۱ بیروت

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے..... کہ جس کے پاس اللہ اور جبرائیل کے سلام آتے رہے ہیں۔

خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے..... کہ جو پیغمبر ﷺ کے عقد میں عین شباب کے عالم میں پہلی بیوی بن کر آئیں..... اس کی موجودگی میں پیغمبر ﷺ نے کسی دوسری بیوی کا آنا پسند نہ کیا..... خدیجہؓ کو یہ سعادت حاصل ہے..... یہ تنہا عورت خدمت کرتی رہی..... پھر جب خدیجۃ الکبریٰؓ کے وصال اور انتقال کا وقت آیا..... بیماری کے عالم میں تھیں ..... بوڑھاپے کی کیفیت تھی..... پینسٹھ سال عمر تھی..... سیدہ بیمار ہوگئیں حضور اکرم رحمت للعلمین ﷺ نے اپنی طرف سے پوری وسعت کے ساتھ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے علاج معالجہ کا انتظام کیا..... اور بیمار پرسی کرتے رہے..... تیمارداری کرتے رہے۔

سیدہ خدیجہؓ کا جنازہ:

لیکن اللہ کی تقدیر کا فیصلہ تھا..... کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں نبوت ﷺ کے دسویں سال گیارہ رمضان المبارک تھی..... سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا وصال ہوا..... حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد اللہ کے پیغمبر ﷺ نے خدیجہؓ کا جنازہ پڑھایا..... اللہ کے محبوب ﷺ خود جنت المعلی کا وہ قبرستان جو مکۃ المکرمہ میں ہے..... اور اس مکہ کے قبرستان میں ایک خاص قسم کا احاطہ ہے..... جس پر چار دیواری لگی ہوئی ہے..... وہاں اندر کوئی شخص نہیں جاتا..... چھوٹے سے سوراخ ہیں جہاں سے آدمی غور سے اندر دیکھ سکتا ہے..... وہاں پر کچھ قبریں ہیں..... حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کی قبر بھی ہے..... اور پیغمبر ﷺ کی یہ محبوب ترین بیوی..... خدمت گزار بیوی..... وفاشعار بیوی..... تابعدار بیوی..... نبوت پر مال نثار کرنے والی خدیجۃ الکبریٰؓ کی قبر وہاں پر موجود ہے..... پیغمبر ﷺ خود قبر میں اترے نبوت ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے خدیجہؓ کو قبر میں اتارا..... پیغمبر ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے......اوراس کے بعد حضور ﷺ جب بھی گھر تشریف لاتے......بچیوں کو دیکھتے......زینبؓ کو دیکھتے......رقیہؓ کو دیکھتے......ام کلثومؓ کو دیکھتے......فاطمہؓ کو دیکھتے......اورمحبوب ﷺ کو یقیناً وہ باتیں یاد آتیں......کہ خدیجہؓ نہیں بیٹیاں تنہا ہیں......پیغمبر ﷺ شب وروز بیٹیوں میں گزارتے......اوران کی خدمت میں گزارتے۔

سیدہ خدیجہؓ اور حضور ﷺ شعب ابی طالب میں:

شعب ابی طالب کی قید میں تین سال تک اتنے بڑے متمول خاندان کی عورت، سرمایہ دار عورت، جاگیردار عورت، مکہ کی سب سے بڑی مالدار عورت، جب پیغمبر ﷺ کے نکاح میں آئی......اس نے قید کو برداشت کیا باہر رہنا برداشت نہ کیا......کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ ادھر بائیکاٹ ہورہاہے......کہامیں نبوت ﷺ کے ساتھ جیل میں رہنا چاہتی ہوں......شعب ابی طالب کی گھاٹی مین حضور ﷺ کے ساتھ اس عورت نے تین سال تک اس خاتون نے قید برداشت کی......اوراس انداز میں نبھائی کہ کئی کئی دن تک کھانا میسر نہ آتا......بلکہ ایک روایت میں آتاہے......کہ حضور ﷺ کبھی اس وادی میں چکر لگاتے ......درختوں کے پتے زمین پر پڑے ہوتے......نبوت ﷺ ان پتوں کو اٹھا کر خشک پتے لاکر محبوب ﷺ جھولی میں ڈال کر کے فرماتے......زینبؓ ادھر آؤ......رقیہؓ ادھر آؤ......ام کلثومؓ بیٹی ادھر آؤ......فاطمہؓ ادھر آؤ......ان پتوں کو چبا کر پانی کا گھونٹ میسر آئے تو پی کر گزارہ کرلو۔

سب سے زیادہ وفادار عورت:

خدیجہؓ نے آکر وفا کی ہے تو محمد ﷺ کی بیٹیو......تم بھی وفا کرکے دکھاؤ......! یہ خدیجہؓ وہ خاتون تھی......کہ جس نے سب سے زیادہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ وفا کی......نبوت ﷺ

کی پہلی بیوی خدیجۃ الکبریٰؓ پچیس سال کی عمر میں نکاح ہوا......اس وقت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی......اور جب وصال ہوا تو اس وقت خدیجہؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی......یہ بوڑھیا اللہ کو پیاری ہوئی......نبوت ﷺ نے اس کے بعد مکی زندگی میں سیدہ سودہؓ بنت زمعاء سے ایک اور نکاح کیا......وہ اس وقت کے حالات کے مطابق بتاؤں گا......(۱) پچیس سال کی جب عمر ہوئی تو حضور ﷺ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا......اس کے بعد نبوت ﷺ کی تجارت کا سلسلہ جاری رہا......محبوب ﷺ کاروبار جیسے کرتے تھے ویسے ہی کرتے رہے۔

اہل عرب کا رزق:

ایک اور اہم ترین واقعہ رونما ہوا......جس واقعہ کو میں تفصیل سے تو نہیں پیش کر سکتا......کہ وقت بہت بیت گیا ہے......اس میں تھوڑا اختصار کرتا ہوں......بقیہ تفصیل انشاء اللہ آئندہ جمعہ بتاؤں گا......کعبۃ اللہ کی چھت منہدم ہوگئی......قرب و جوار کی دیواریں بوسیدہ ہوگئیں مکہ کے تمام رؤساء اور سردار جمع ہوئے......کہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر کرنی چاہیے......ہم لوگوں کا گزارا اسی پر ہوتا ہے......ہمارا کاروبار یہی ہے......کہ ہم کعبہ کے مجاور ہیں......لوگ کعبہ کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں......ہمیں ہدیے دے کر جاتے ہیں......کعبہ کے دیدار کے لئے آتے ہیں......ہمیں مال و دولت اور پیسہ ملتا ہے......اور اس وقت سے لے کر آج تک اگر عرب کی دھرتی والوں کو رزق مل رہا ہے......تو کعبہ کے صدقے سے مل رہا ہے......یہ حجاج جب بھی جاتے ہیں......یہ آپ لوگ دو دو چار چار مہینے وہاں پر قیام کرتے ہیں......چالیس دن قیام کرتے ہیں......اللہ چالیس دن میں مکہ والوں کی سال کی روزی کا انتظام کر دیتے ہیں......وہاں کوئی زمینیں آباد نہیں......بلکہ آپ حیران ہوں گے......کہ زم زم کے کنویں کے علاوہ زمین کا پانی بھی میٹھا نہیں......مدینہ طیبہ میں

---

(۱) زاد المعاد ص۰ ۴ ج ۱ بیروت

ایک دو کنویں ایسے ہیں جن کا پانی میٹھا ہے...... یا وہ بیئر روما ہے جس کو بیئر عثمانؓ کہتے ہیں...... جو حضرت عثمانؓ نے خرید کر وقف کیا تھا...... وہاں پر آبادی کوئی نہیں قرب وجوار میں پہاڑیاں ہیں۔

تعمیر کعبہ اور محل وقوع:

پھر کعبۃ اللہ اتنی نشیبی جگہ پر ہے...... کہ بارش ہو تو بارش کے پانی سے کعبۃ اللہ بھر جاتا ہے...... اور اب بھی یہی کیفیت ہے...... کہ کعبۃ اللہ بالکل نشیبی جگہ پر ہے...... جو لوگ گئے ہیں دیکھ کر آئے ہیں ان سے پوچھئے...... بڑی دور دراز سے آدمی جب آتا ہے...... تو اوپر پہاڑیوں سے گاڑیاں نیچے اترنا شروع ہو جاتی ہیں...... اور جس پلاٹ پر اور جس صحن میں کعبہ موجود ہے وہ جگہ بالکل نیچے ہے...... قرب وجوار میں بہت اونچے پہاڑ ہیں ...... اب وہ دائیں بائیں پہاڑ وہ جبل ابی قدیس وہاں پر موجود ہے...... جبل ہلال وہاں پر موجود ہے...... صفا مروی کی پہاڑیاں وہاں پر موجود ہیں...... جبل کعبہ وہاں پر موجود ہے...... قرب وجوار میں وہ پہاڑ موجود ہیں...... جو بڑے اونچے پہاڑ ہیں...... ان پہاڑوں پر عمارتیں اور محلات ہیں...... تو کعبۃ اللہ بالکل نشیبی جگہ پر ہے...... بارشوں کی وجہ سے طوفان آیا...... اس کی وجہ سے ساری عمارت منہدم ہوگئی...... یہی تجویز دی گئی...... کہ اس کو نئے سرے سے دوبارہ تعمیر کیا جائے...... جب اس کی نئے سرے سے تعمیر کا وقت آیا...... تو آمنہ کے در یتیم کی عمر اس وقت پینتیس سال تھی...... ایک وہ تعمیر کعبہ کا وقت آیا تھا...... اور وقت کا جو میں نے حضور ﷺ کی دس سال والا عمر کا واقعہ سنایا تھا...... کہ چچا نے کہا بیٹے تہبند کندھے پر رکھ لو اور پھر پتھر اٹھا کر لاؤ...... جب حضور ﷺ کی عمر دس سال تھی ...... تو یہ واقعہ میں نے آپ کو سنایا تھا...... ایک یہ پینتیس سال کی عمر میں یہ واقعہ پیش آیا...... رحمت للعلمین ﷺ بھی اس تعمیر میں شریک تھے...... مشورہ طے ہوا کہ تعمیر کس طرح

کرنی چاہیے۔

تعمیر کعبہ کے لیے فنڈ:

توجہ کرنا......! بڑی عجیب بات ہے......مکہ کے بڑے بڑے سردار جمع ہوئے ......ابولہب عتبہ عتیبہ ولید مغیرہ سارے بڑے بڑے سرداران لوگوں نے طے کیا......کہ ہم کعبہ میں تعمیر پر وہ پیسہ خرچ کریں گے......جو رشوت کا نہ ہو......چوری کا نہ ہو......سود کا نہ ہو......حرام کی کمائی اور زنا کا نہ ہو......حلال کا طیب و طاہر مال جس مال پر سو فیصد یقین ہو......کہ یہ میرا حلال مال ہے...... وہ مال خرچ کیا جائے گا......اور کوئی مال قبول نہیں کیا جائے گا۔

مسلمانو......! کبھی ہم نے بھی بیٹھ کر سوچا ہے......کہ ہم جو مولویوں کو چندہ دے کر آتے ہیں......یا کسی مولوی نے بھی بیٹھ کر سوچا ہے......کہ میرے جامعہ میں جو یہ کروڑوں روپیہ آرہا ہے......کہیں حرام کی کمائی کا تو نہیں......ہم چاہتے ہیں مال آئے...... جہاں سے آئے......مکہ کا مشرک کہتا تھا......خدا کے کعبہ پر حلال کی رقم لگے گی......حرام کی رقم نہیں لگائی جائے گی...... طے ہوا......کہ طیب اور طاہر پیسہ جمع کرو......خواہ یہ کوئی تمر ہو یا یک پائی ہو حلال کی ہونی چاہیے۔

سود کی رقم نہیں......شراب کی رقم نہیں......طائفہ عورت کی رقم نہیں لی جائے گی......کسی بیوہ عورت سے رقم نہیں مانگی جائے گی......کسی یتیم کا مال اس میں شامل نہیں کیا جائیگا......کسی ایسے آدمی کا جس کا رزق مشکوک ہو نہیں لیا جائیگا......صاف ستھرا مال جمع کیا......اتفاق کی بات یہ کہ مال تھوڑا تھا......کعبہ کی تعمیر پر خرچہ زیادہ ہونا تھا......پھر وہ مشورے ہوتے رہے......حسن اتفاق یہ کہ ان دنوں ایک بحری جہاز جو چلتے چلتے وہاں آ گیا تھا......جس میں لوہا بہت زیادہ تھا......جدہ کی بندرگاہ پر آ کر لگا......یہ عجیب اتفاق

ہوا...... کہ وہاں پر ٹوٹ گیا...... سامان جتنا تھا...... وہ سارا مالکوں نے وہیں اتارا اور فروخت کر دیا...... ولید بن مغیرہ کو جب پتہ چلا...... تو یہ شخص وہاں پہنچا...... اور اس نے سستے داموں ان سے خرید لیا......(۱) سارا مال کعبۃ اللہ کے لئے لے لیا...... کہ ہم اس کو کعبہ کی تعمیر پر خرچ کریں گے...... یہ سامان بھی اٹھوا کر لے آیا۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر:

وہ لوگ اللہ کے گھر میں کسی کام کی مداخلت میں بڑا سوچتے تھے...... کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے...... ذہنی طور پر سوال پیدا ہوا...... کہ کعبہ کی جو پہلی عمارت ہے اسے شہید کیسے کریں...... ؟ توڑیں کیسے ......؟ چنانچہ ایک آدمی نے ہمت کی ہاتھ میں ہتھیار لیا...... اور اس کو جب کعبہ کی دیوار پر اس نے زور سے مارا...... تو ایک پتھر اٹھا بجائے نیچے گرنے کے وہ اوپر اٹھ کر پھر اسی جگہ آ کر لگا...... ایسے معلوم ہوتا تھا...... جیسے معمار اور مستری نے وہاں پر لگا دیا ہو تو وہ آدمی ڈر کر ہٹ گیا...... اس نے کہا میں تو یہاں کوئی کام نہیں کروں گا...... پھر رات کا وقت تھا...... ولید نے سب سے بڑی یہ جرات کی کہ اس نے کدال اٹھائی کعبہ کی دیوار پر بیٹھا...... اور اس نے دعاء مانگی...... اَللّٰھُمَّ لَا نُرِیْدُ اِلَّا الْخَیْرَ......(۲)

اے اللہ ہم خیر کا ارادہ کرتے ہیں...... ہم اس کی تعمیر کا ارادہ کرتے ہیں...... میرا اس میں تخریب اور توڑنے کا منصوبہ نہیں...... اے اللہ اس میں خیر نازل فرما...... اس کے بعد اس نے اس کو توڑا...... نئے سرے سے اس کی تعمیر کی گئی...... تعمیر کے درمیان پیسے تھوڑے ہونے کی وجہ سے حاجی حضرات جو حج کر کے آئے ہیں ان سے پوچھئے...... حطیم ایک جگہ ہے جو کعبہ کے بالکل ساتھ ہے...... اور وہ باہر نکلی ہوئی ہے...... اس کے اردگرد چھوٹی چھوٹی دیوار ہے...... اس کے باہر سے چکر لگا کر آدمی طواف کرتا ہے۔

---

(۱) سیرت مصطفی ص ۱۱۴ ج ۱، الاصابہ ص ۱۳۷ ج ۱

(۲) ابن ھشام ص ۱۹۳ ج ۱ بیروت، سیرت مصطفی ص ۱۱۵ ج ۱

امام کے ساتھ اگر نماز پڑھ رہے ہیں......تو اس جگہ کے باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے
......اندر کھڑے ہو جاؤ......تو نماز نہیں ہوتی طواف کرنا ہو تو اس کے باہر سے چکر لگائیے
......کہ وہ کعبہ کا حصہ ہے طے یہ ہوا......کہ رقم تھوڑی ہے......عمارت اسی جگہ پر مکمل کر دی
جائے ......اور یہ باہر کا حصہ چھوڑ دیا جائے ......کعبہ کا دروازہ اوپر کر کے لگایا گیا......نیچے
نہیں لگایا گیا......کہ ہر آدمی اندر داخل نہ ہو......جو آدمی کعبہ کے اندر جائے وہ ہماری
اجازت سے جائے۔

حجر اسود کے وقت قریشیوں میں لڑائی:

اس وقت ایک اہم واقعہ پیش آیا......جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں......کہ
جب یہ تعمیر ہو رہی تھی......آج جہاں حجر اسود نصب ہے......یہ وہ پتھر ہے جو جنت سے زمین
پر آیا تھا......کعبۃ اللہ میں نصب ہوا تھا......اس پتھر کو جب نصب کرنے کا وقت آیا......تو
قریشیوں میں لڑائی ہو گئی......ہر قبیلے کا سردار یہ کہتا تھا کہ مجھے اس قبیلہ پر اس لئے فضیلت
ہے......کہ میں ان کا فلاں وجہ سے وڈیرہ ہوں ......یا میں فلاں مقدمہ کا جج ہوں
......یا فلاں معاملات ہمارے قبیلے میں ہوتے ہیں......ہر، ہر قبیلہ کی ذمہ
داریاں تھیں......ہر قبیلہ والا کہتا یہ کام ہمارے ذمہ ہو......کہ ہم اس پتھر کو اٹھا کر نصب کریں
......حتی کہ لڑائی میں اس حد تک معاملہ پہنچا......کہ تلواریں باہر نکل آئیں۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا لڑائی مت کیجئے......انتظار کریں رات سب اپنے
گھروں میں لوٹ جائیں ......صبح سویرے آئیے جو شخص سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں داخل
ہو اس آدمی کے فیصلے کو قبول کر لیا جائے ......ہر آدمی آتا ہے......یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ
سعادت کس کو نصیب ہوتی ہے......اچانک اللہ کے پیغمبر ﷺ آمنہ کے در یتیم صاحب جمال
وکمال محبوب رب ذوالجلال جو اس وقت اپنی زندگی کے پینتیسویں سال میں تھے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا فیصلہ:

اعلان نبوت سے پانچ سال قبل محبوب ﷺ اندر داخل ہوتے ہیں......سب کی زبان سے بے ساختہ جملہ نکلا......هٰذَا مُحَمَّدٌ اَلْاَمِیْنُ رَضِیْنَا......هٰذَا مُحَمَّدٌ اَلْاَمِیْنُ......(۱) وہ شخص آیا جو سچا ہے......وہ آدمی آیا جو امانت دار ہے......وہ آدمی آیا جو بااخلاق ہے......وہ آدمی آیا جس کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں......وہ آدمی آیا جس کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں......اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں......حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا......کیا بات ہے......؟ کہا ہمارے لئے سب سے مشکل مسئلہ ہے......حجر اسود نصب کرنے پر لڑائی ہمارے درمیان ہو رہی ہے......آپ فیصلہ کیجئے......پیغمبر ﷺ نے ان کی گفتگو سننے کے بعد محبوب ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھائی......اپنے ہاتھوں سے حجر اسود اٹھا کر اسمیں رکھا......کون کون قبیلے کے سردار اس پتھر کو اٹھانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں......تمام قریش کے قبیلوں کے سردار باہر نکلے......کہنے لگے ہم ہیں......حضور ﷺ نے فرمایا ایک ایک سردار اس چادر کے پلو کو پکڑ لے......تمام سرداروں نے چادر کو پکڑا......اٹھا کر آئے جس جگہ حجر اسود نصب کرنا تھا......وہاں پر جب لا کر رکھ دیا......حجر اسود کو نبوت ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر پھر اس جگہ پر نصب فرمایا......جہاں پر آج تک حجر اسود لگا ہوا ہے......دنیا حیران ہو گئی......کہ وہ فیصلہ جو عرب کے رؤسا نہ کر سکے......عرب کے وڈیرے نہ کر سکے......عرب کے حاکم نہ کر سکے......عرب کے امیر نہ کر سکے......پریشان تھے......کہ اس کا حل کیا ہونا چاہیے......؟ نبوت ﷺ نے پلک جھپکنے کی دیر میں ان کی زبان سے بات سننے کے فوراً بعد بغیر کسی تردد اور سوچ و بچار کے

---

(۱) رحمۃ للعالمین میں الفاظ ھذا الامین رضینا ہیں ص۶۸ ج۱ اور یہی الفاظ ابن ہشام میں ہیں ص۱۹۵ ج۱ بیروت، سیرت مصطفیٰ ص۱۱۵ ج۱

فورا یہ فیصلہ فرمایا......جس پر سارے قبائل راضی ہو گئے ......اقبال اسی کو دیکھ کے تڑپ اٹھا تھا۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز کملی والے نے کھول دیا چند اشاروں میں

نبوت ﷺ نے یہ فیصلہ عمر کے پینتیسویں سال میں کیا......اللہ ہم سب کو نبوت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فضیلت درودوسلام

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِالْاُمَمِ......٥ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... ٥اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْماً......صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ...... وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمَ ...... ٥ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ...... وَالشَّاکِرِیْنَ ...... ٥وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اشعار:

الٰہی محبوب کل جہاں کو دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے نظر نظر کا سلام پہنچے

بساط عالم کی وسعتوں سے جہان بالا کی رفعتوں سے
ملک ملک کا درود پہنچے بشر بشر کا سلام پہنچے

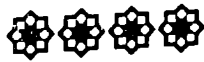
حضور کی شام شام مہکے حضور کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسین جلو میں سحر سحر کا سلام پہنچے

زبان فطرت ہے اس پہ ناطق بارگاہ نبی صادق
شجر شجر کا درود جائے حجر حجر کا سلام پہنچے

رسول رحمت کا بار احساں تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی نگر نگر کا سلام پہنچے
میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ میری خطابت پہ ان کی رحمت
حضور خواجہ میرے قلم کا میری خطابت کا سلام پہنچے



ہر دم درود سرور دو عالم کہا کروں
ہر لمحہ محو روئے مکرم رہا کروں
اسم رسول ہوگا مداوائے درد دل
صل علی سے دل کے دکھوں کی دوا کیا کروں
دے دوں اگر رسول مکرم کا واسطہ
دل کی ہر ایک مراد ملے گر دعا کیا کروں
اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں
ہو کر رہے گا سہل ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کیا کروں



ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیے
دنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رخ موڑ دیے
اس محسن اعظم نے کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
منشور دیا دستور دیا کئی راہیں دیں کئی موڑ دیئے

تمہید:

قابل صد اعزاز وتکریم!

واجب الاحترام!

علماء......کرام!

ارباب خاص وعام!

برادران......اسلام!

بزرگو، دوستو اور بھائیو!

آج کے خطبہ جمعہ پر فضائل درود شریف کے متعلق کچھ ضروری باتیں گوش گزار کرنا چاہوں گا......اس میں دو تین چیزیں بڑی اہمیت کے ساتھ ہونگی......ایک تو یہ ہے کہ درود شریف کی حیثیت کیا ہے......؟اور درود شریف پڑھنا کس لئے ضروری ہے............؟ پھر درود شریف کے لیے کون کون سے کلمات اور الفاظ استعمال کیئے جائیں ......؟ اللہ کے ہاں کون سا درود مقرب ہے............؟ درود شریف کے فضائل کیا ہیں ......؟ اور پھر اس کی خصوصیات کیا ہیں......؟ اس پر محدثین وعلماء نے بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں......حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی فضائل درود......اور حضرت تھانویؒ کی زاد السعید......اسی طریقے سے اور دیگر بزرگوں کی بے انتہا کتابیں موجود ہیں......جو لوگ مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں......وہ ان کتابوں کو جانتے ہیں۔

علامہ ندیم کی عادت:

موقع اور مناسبت کے لحاظ سے میری عادت ہے......کہ سال میں ایک مرتبہ کوئی نہ کوئی ضروری موضوع ہوتا ہے......اسے ضرور ایک مرتبہ دہراتا ہوں......تاکہ مسائل اور ان کی اہمیت ذہن میں رہ جائے۔

مخلوق کو عبادت کی ترغیب:

میرے محترم دوستو......! جتنی عبادات اللہ نے اس امت پر فرض فرمائی ہیں......ان میں تمام عبادتیں ایسی ہیں......جن کا تعلق صرف مخلوق کے ساتھ ہے۔

نماز کی عبادت ہے......تو اللہ نے صرف حکم دیا ہے......کہ تم نے نماز ادا کرنی ہے

روزے کا اس امت کو حکم دیا ہے......تو اللہ نے ترغیب کیلئے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا......

"یـٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْ اکُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ"

اے ایمان والو!......ہم نے تم پر روزے کو ایسے فرض کیا ہے......جیسے پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا......تو اس میں اللہ نے پہلی امتوں کو تو شامل کیا ہے......صرف اتنی ترغیب دی ہے ......کہ یہ کام تم بھی کرو......وہ امتیں بھی کرتی تھیں......اللہ نے ذکر اور تسبیح کا تذکرہ کیا ہے ......کہ اللہ کی تسبیح بیان کرو......مختلف مقامات پر......اُذْکُرُ و اللّٰـہَ ......کا لفظ آیا ہے...... اور بار بار ذکر کی کثرت کا حکم دیا گیا ہے...... بلکہ ہر عبادت کا نچوڑ ذکر اللہ بتایا گیا ہے ......(۱)

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

نماز اس لئے قائم کرو تا کہ اللہ کا ذکر ہو

فَاذْکُرُو اللّٰـہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ......ایام حج میں مختلف مقامات پر عبادت کے اختتام کے ساتھ ذکر اللہ کا لفظ ہے......تا کہ پتہ چلے کہ ہم یہ کام کر کس لئے کر رہے ہیں

فرشتوں کے متعلق بتایا گیا......کہ وہ اللہ کی تسبیح وتہلیل اور ذکر میں مصروف رہتے ہیں

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم ۲ھ میں نازل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ شب معراج میں یہ حکم ہوا (فتح الباری، تفسیر سورۃ الاحزاب ص ۴۱۱ ج ۸)

حج کا حکم ہے......تو وہ اس امت کے ذمہ ہے

زکواۃ کا حکم ہے......تو وہ اس کے ذمہ ہے

قربانی کا حکم دیا گیا ہے......تو وہ بھی اس امت کے ذمہ ہے

یہ تمام وہ احکام ہیں ......جن کو انسان بجا لاتا ہے ......اور انسان کی ذمہ داری میں ہیں......اور پھر مسلمان کے ذمہ یہ فرائض کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک عمل میں مخلوق کے ساتھ خالق کی بھی شرکت:

ان تمام اعمال میں ایک درود شریف اکیلا ایسا عمل ہے...... کہ ہر عمل تو مخلوق کرتی ہے......لیکن درود وہ عمل ہے...... کہ جس کو خالق خود بھی کرتا ہے......اور اس کی ترغیب بھی اللہ نے قرآن میں اسی انداز میں دی ہے

"یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ......" تم پر روزہ ایسے فرض ہے...... جیسے تم سے پہلے امتوں پر فرض تھا

یوں نہیں کیا...... کہ پہلے ان کا تذکرہ ہو...... پھر آپ کا ذکر ہو...... کہ ان امتوں پر روزہ فرض تھا......اس لئے ہم تم پر بھی روزہ فرض کر رہے ہیں

لیکن جب درود شریف کی ترغیب کا وقت آیا ......قرآن مجید نے جب درود شریف کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا ہے......اس کی خوبیوں کا اظہار کیا ہے......تو وہاں پہلے حکم نہیں دیا...... بلکہ پہلے ترغیب کا جملہ استعمال کیا

......کہ......

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے جناب سرور کائنات فخر موجودات امام الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْ اتَسْلِيْماً

پھر بعد میں حکم دیا گیا......تا کہ آدمی میں اشتیاق پیدا ہو

......کہ......

جو کام اللہ ......کر رہا ہے

جو کام فرشتے کر رہے ہیں

جو کام جبرائیلؑ کر رہا ہے

جو کام میکائیلؑ کر رہا ہے

جس کام میں اللہ کے حاملین عرش مصروف ہیں۔

خالق اور مخلوق میں فرق:

میرے محترم دوستو......! اللہ نے جس کام کو اپنا حصہ بنالیا ہے

جب کہ مخلوق عبادت کرتی ہے......اللہ عبادت سے پاک ہے

مخلوق نماز پڑھتی ہے......اللہ نماز سے پاک ہے

مخلوق روزے رکھتی ہے......اللہ روزے رکھنے سے پاک ہے

میں اور آپ لینے والے ہیں......اللہ لینے سے پاک ہے

میں اور آپ حج کرتے ہیں......اللہ حج کرنے سے پاک ہے

میں اور آپ زکواۃ ادا کرتے ہیں......اللہ اس قسم کی کیفیات سے پاک ہے

میں اور آپ عاجزی وانکساری کرتے ہیں......اللہ عاجزی اور انکساری سے پاک ہے

......تو یہ کون سا عمل ہے کہ......

جس عمل کو خدا بھی......کر رہا ہے

اللہ کے فرشتے بھی کر رہے ہیں

انسان اشرف المخلوقات......!انسان اللہ کا مقرب......انسان اللہ کے ہاں سب سے زیادہ باعظمت ہے۔

جب فرشتے......وہ کام کریں

جب خود خالق وہ کام کرے

تو اس سے انسان کیوں محروم رہ جائے......؟اس لئے اس میں یہ عظمت پیدا ہوتی ہے......آدمی کی سوچ بنتی ہے۔

کہ اے اللہ جو کام تو کر رہا ہے......اور تو اپنے فرشتوں سے وہ کام کرا رہا ہے۔

وہ کام تو ہم سے بھی لے لے......ہم بھی محروم نہ رہیں......اس لئے پہلے کہا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

بے شک اللہ اور اس کی رحمت کے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں درود بھیجتے ہیں

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْماً

جب رب بھی یہ کام کرتا ہے......جب رحمت کے فرشتے بھی یہ کام کرتے ہیں......تو اے ایمان والو تم پر بھی یہ فرض ہے......کہ تم بھی اٹھتے بیٹھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھو...... پہلے خدا نے ترغیب کے جملے ارشاد فرمائے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

......پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا......

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْماً

میرے محترم دوستو!...... ایک عجیب عمل ہے......ایک عجیب کام ہے......جس پر خدا اپنے آپ کو بھی شریک کر رہا ہے......میں اس عمل کی تفصیل میں نہیں جاتا......بات بہت بڑھ جائے گی۔

فرشتوں کا......درود......کیا ہے؟

انسانوں کا......درود......کیا ہے؟

اور خدا کا......درود......کیا ہے؟

اتنی بات ضروری ہے......کہ سب کے سب اس عمل میں شریک ضرور ہیں......

...... توجہ کیجئے ......

فرشتوں کے روزہ کی......عبادت اور ہے

انسانوں کے روزہ کی...... عبادت اور ہے

فرشتوں کی تسبیح تہلیل پڑھنے کا انداز اور ہے

انسانوں کی تسبیح تہلیل پڑھنے کا انداز اور ہے

یہ باتیں نہیں ......!لیکن یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عمل میں خود کو شریک کردیا ہے......آمنہ کے دریتیم ﷺ پہ درود پڑھنے کا وہ عمل ہے......کہ جس میں خدا بھی اپنے آپ کو شامل کر رہا ہے۔

خدا کی عمل میں شرکت نہ کہ عبادت میں:

میں یہاں عمل کا لفظ استعمال کر رہا ہوں......عبادت کا لفظ اس لئے نہیں کہہ رہا......کہ عبادت عبد سے ہے......اور عبد کے معنی عاجزی وانکساری کے ہیں......اور اللہ کسی کے سامنے انکساری اور عاجزی کرنے سے پاک ہے......اس لئے یہ عمل تو اللہ ہی کرتا ہے......خدا انکساری نہیں کرتا......اس لئے بار بار یہ الفاظ کہہ رہا ہوں......کہ اس عمل میں خدا شریک ہے......اس عبادت میں نہیں......کیونکہ عبادت تو میرے اور آپ کے لئے ہے......اور عبادت کہتے ہیں......اسکو کہ جس کا خدا حکم دیدے......انسان اس کو بجالاتا ہے......یہ عبادت ہے......تو وہ میرے اور آپ کیلئے عبادت ہے......لیکن اللہ کیلئے وہ عبادت

نہیں......اللہ کا وہ ایک عمل ہے......خدا کا وہ ایک کام ہے......جو خدا کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْماً

اے ایمان والے تمہارا فرض ہے کہ تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ پڑھا کرو

مخلوق کا درود:

توجہ کیجئے......! تھوڑی سی اس پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں......میرا اور آپ مخلوق کا درود تو وہی ہے......جو ہم نے عام طور پر الفاظ یاد کر رکھے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ

......مختلف کلمات ہیں......

بعض حضرات حضور ﷺ کے القاب و آداب کے کلمات استعمال کرتے ہیں......کچھ مختصر درود پڑھتے ہیں......کچھ بڑا درود پڑھتے ہیں......کچھ درود ابراہیمی پڑھ لیتے ہیں......

مخلوق کا درود یہی ہے......کہ اللہ کی دربار میں درخواست کرے......کہ اے اللہ ......! اپنے محبوب ﷺ کے تقدس عظمت اور فضیلت کو تو جانتا ہے......ہم نہیں جانتے......اس لئے آپ سے درخواست ہے......کہ محبوب ﷺ کے شایان شان تو ان پر ہماری طرف سے درود بھیج دے......!

فرشتوں کا درود:

فرشتوں کا درود یہ ہے......کہ اللہ سے مصطفی کریم ﷺ کے لئے......طلب رحمت اور بلند درجات کی طلب ہو۔

اے اللہ......! تیرا محبوب ﷺ بڑی عظمتوں والا ہے......ہم بھی تیری دربار میں وہی

درخواست کرتے ہیں...... جتنی عظمتیں دی ہیں...... ان میں اور اضافہ فرمادے......!

محبوب ﷺ کو جتنا مرتبہ دیا ہے اس میں اور اضافہ کر......!

محبوب ﷺ کو جو مقام دیا ہے...... کو اس میں اور اضافہ کر......!

اس لئے...... کہ وہ اضافہ محبوب ﷺ کے درجات میں کرتا جائے...... نہ اس کی عظمت میں کوئی کمی آتی ہے...... اور نہ ہی رسول ﷺ نے کبھی یہ کہنا ہے...... کہ یا اللہ اپنے محبوب ﷺ کو سب سے زیادہ خوش کرنا چاہتے ہیں۔

خدا کا درود:

اب یہ ہے...... کہ اللہ کا درود کیا ہے......؟ خدا کونسا درود پڑھتا ہے......؟ کیا اللہ میاں بھی ایسے کرتا ہے

...... کہ......

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

کہے...... العیاذ باللہ نہیں......!

امام بخاریؒ نے خدا کا درود لکھا ہے...... کہ اللہ کا درود یہ ہے...... کہ جب اللہ کی دربار میں یہ درخواست کرتے ہیں...... کہ اے اللہ اپنے محبوب کے درجات بلند کر......! اور انسان کہتا ہے...... کہ...... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ (صحیح بخاری)

اے اللہ اپنے پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیج......! ان پر سلام بھیج......! ان پر رحمت بھیج......! اور ان پر برکت بھیج......! تو اس وقت آدمی جب یہ کہتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمتیں تو محبوب ﷺ پر نازل فرما رہے ہیں...... ان پر انعام و اکرام آ رہا ہے...... اس کے ساتھ جو سب سے بڑی بات ہوتی ہے...... وہ یہ ہوتی ہے...... کہ اللہ اپنے مقربین فرشتوں کو جو عرش معلی کے حاملین فرشتے ہیں...... جو اللہ کے قرب میں رہتے

ہیں......اللہ ان سب کے سامنے اپنے محبوب ﷺ کی تعریف کرتے ہیں......ان کی عظمتوں کا اظہار کرتے ہیں......فرشتے ان کو سن رہے ہوتے ہیں......یہ خدا کا درود ہے......جو نبی ﷺ پر آ رہا ہے......اَثنَا النَّبِیَّ عَلَی الْمَلَائِکَۃِ اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی تعریف فرشتوں کے سامنے کرتا ہے۔

پیغمبر ﷺ کے حسن کی کہانی خود خدا کی زبانی:

امام بخاریؒ لکھتا ہے......کہ یہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ کا درود ہے......کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے حسن و جمال اور محاسن و کمالات کا ذکر کرتے ہیں......اور میرا وجدان کہتا ہے......کہ اللہ کہتے ہیں......فرشتو......! میں نے ایسا محبوب ﷺ بنایا ہے......کہ جس کی زلفوں کو میں نے وَالَّیْلِ کہا ہے۔

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کے چہرے کو میں نے وَالضُّحٰی کہا ہے

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کی آنکھیں کو میں نے مَازَاغَ الْبَصَرُ کہا ہے

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کے ہونٹوں کو میں نے شَفَتَیْنِ کہا ہے

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کو میں نے اَعْطَیْنَاكَ الْکَوْثَرَ کا اعزاز دیا ہے

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کو میں نے صفات کبری کا تاج دیا ہے

میں نے ایسا حسین بنایا ہے......کہ جس کو میں نے فلاں عظمت عطاء کی ہے

چنانچہ فرشتوں کے سامنے اللہ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف کرتے ہیں......فرشتے پھر دعا کرتے ہیں......کہ اے اللہ اپنے محبوب ﷺ کی عظمتوں میں اور اضافہ کر......! ادھر امت کہتی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

گویا امت کی درخواست بھی خالق کے سامنے......فرشتوں کی درخواست بھی خالق کے

سامنے......پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عطا کا تذکرہ فرشتوں کے سامنے کرتے ہیں.....کہ میں اپنے محبوب ﷺ کو یہ یہ انعامات عطا کر رہا ہوں......اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذمہ اور کوئی کام نہیں لیا اگر خدا کوئی کام کرتا ہے......اگر اللہ کوئی عمل کرتا ہے

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی عمل میں مخلوق کے ساتھ شریک ہوتا ہے.....تو وہ صرف ایک عمل ہے..... جو فرشتے بھی کر رہے ہیں..... انسان بھی کر رہے ہیں..... خدا بھی کر رہا ہے......وہ یہ ہے.....کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بلند درجات کی باتیں ہو رہی ہیں..... یہ ایک عجیب عمل ہے

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اصَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ اتَسْلِیْماً

تم میرے پیغمبر ﷺ پر صلوٰۃ بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو

......اس پر غور کرو......کہ اے ایمان والو......

صَلُّوْ اعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ اتَسْلِیْماً

اس پر غور فرمائیں......کہ......صلوٰۃ کیا ہے اور سلام کیا ہے......؟

صلوٰۃ کیسے پڑھنا ہے......اور......سلام کیسے پڑھنا ہے......؟

سب سے بڑا انتقال ملک واشیاء میں ملاوٹ کی سختی:

کہتے ہیں......کہ پاکستان نقلیں بنانے میں سب سے زیادہ ماہر ہے...... برطانیہ کا ایک طیارہ گرا تھا......تو اسے گرتے ہوئے ایک ڈنٹ پڑ گیا تھا...... پاکستان نے اس کی نقل بنائی تھی......تو وہ ڈنٹ جو پڑا تھا......اپنے طیارے میں بھی انہوں نے وہی ڈنٹ لگا دیا تھا......

تو ان برطانیہ والوں نے کہا......کہ یہ کیا ہے......؟

پاکستانیوں نے کہا......کہ ہم نے آپ کی نقل بنائی ہے......جیسے وہ تھا......ویسے یہ ہے ......نہیں سوچتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے......؟

اور یہ بات ذہن میں رکھیں...... کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مشکوٰۃ ص ۳۰۵ ج ۱)

جو شخص ملاوٹ کرتا ہے وہ میری امت سے خارج ہو جاتا ہے

اگر دنیا کی کسی چیز میں ملاوٹ کی جائے......تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اتنا تنبیہ کرتے ہیں

......کہ خبردار......!

تم چینی میں ملاوٹ نہ کرو!

سوجی میں ملاوٹ نہ کرو!

گندم میں ملاوٹ نہ کرو!

اناج میں ملاوٹ نہ کرو!

فروخت کرنے والی چیزوں میں ملاوٹ نہ کرو! تو اس پر اتنی بہت بڑی تنبیہ ہے......اگر کوئی شخص دین میں ملاوٹ کرتا ہے......تو اس کے لئے کتنی بڑی تنبیہ ہوگی......؟

اگر اناج میں ملاوٹ برداشت نہیں......تو پیغمبر ﷺ کے درود وسلام میں بھی ملاوٹ برداشت نہیں ہے

آذان میں بھی......ملاوٹ برداشت نہیں ہے

کلمہ میں بھی...... ملاوٹ برداشت نہیں ہے

نماز میں بھی...... ملاوٹ برداشت نہیں ہے

اعمال میں بھی......ملاوٹ برداشت نہیں ہے

عمل وہی اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے...... جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے ہیں...... کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی امت کے لئے سب سے بہترین نمونہ ہے...... اس نمونہ کو سامنے رکھ کر عمل کیا جائے......اسی میں نجات اور کامیابی ہے......اگر اس کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیا......تو یہ تباہی اور بربادی ہے...... باتیں دور چلی جائیں گی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

......اے ایمان والو......!

صَـلُّـوْا ......یہ امر ہے......حکم ہے......یعنی تم میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام پڑھو۔

جیسے قرآن میں نماز پڑھنے کا حکم ہے...... اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ......نماز کو قائم کرو

زکوۃ کا حکم ہے......اٰتُو الزَّکٰوۃَ......زکوۃ ادا کرو

روزہ کا حکم ہے......اَتِمُّو الصِّیَامَ...... تم پورا کرو روزوں کو

حج کا حکم ہے...... اَتِـمُّـو الْـحَـجَّ وَالْعُمْرَ ۃَ لِلّٰہِ ہر عبادت ہر فرضیت کا حکم قرآن سے ثابت ہے۔

تارک احکام کی سزا:

علماء نے لکھا ہے...... کہ جو چیز اللہ کے قرآن سے ثابت ہو...... اور اس کا خدا حکم دیدے......اس کا کرنا فرض ہے......چھوڑنا گمراہی اور انکار کفر ہے......

توجہ کیجئے......جن چیزوں کا حکم قرآن نے دیا ہے......کہ یہ کرو......ان کا کرنا فرض ہے اور ان کا انکار کرنا کفر ہے۔

توجہ کریں......!یہ نماز ہے......اس کا پڑھنا فرض ہے......چھوڑنا فسق و گناہ ہے......

اور یاد رکھیں......! کہ بعض دفعہ یہ گناہ آدمی کو کفر تک بھی لے جاتا ہے......اور نماز کا انکار کرنا کفر ہے۔

کسی آدمی نے کہا......میں نماز نہیں پڑھتا......تو آپ یہ یقین جانئے......کہ خدا اور رسول ﷺ کے فیصلے کے مطابق قرآن کی نص قطعی کا اس سے انکار کر دیا ہے......وہ نماز کا منکر ہوا ہے......یہ کافر ہو گیا ہے۔

ایک آدمی کہتا ہے...... کہ میں روزہ نہیں رکھتا...... یہ تم بھوکے ہوتو روزہ رکھو......! اس نے اللہ کے حکم اور قرآن کے فیصلہ کا انکار کیا ہے......اب یہ مسلمان نہیں رہا...... بلکہ یہ کافر ہوگیا ہے۔

ہمارا کام کفر بتانا نا کہ کافر بنانا:

یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے...... کہ لوگ عام طور پر کہتے ہیں...... کہ مولوی سب پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں...... بھائی ہم کفر کے فتویٰ لگاتے نہیں...... بلکہ کفر بتاتے ہیں۔

میں نے کسی کو نہیں کہا...... کہ فلاں کافر ہوگیا ہے...... میں تو مسئلہ بتا رہا ہوں...... کہ آدمی ایسا کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔

کافر! تو اپنے عمل سے کافر ہوگا...... میرے کہنے سے نہیں...... میں تو اس کا کفر بتا رہا ہوں...... کہ اس کام کیوجہ سے آدمی کافر بنتا ہے......مولوی کے کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

توجہ کیجئے......! کہ جو احکامات قران مجید نے بیان کیے ہیں......جن کی فرضیت اللہ کے قرآن سے ثابت ہے......ان کا انکار کفر ہے......ان کو چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے......اور ان کا کرنا فرض ہے۔

اور یہی حکم درود شریف کے لئے ہے...... کہ درود کی عظمت، اس کی فرضیت اور اس کی اہمیت اللہ کے قرآن سے ثابت ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً

اے ایمان والو...... محمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھو

تو قرآن سے اس درود کی فرضیت ثابت ہوگئی...... کہ اس کا پڑھنا فرض ہے...... چھوڑنا گناہ ہے......اور درود کا انکار کرنا کفر ہے۔

ایک مرتبہ درود پڑھنے سے فرض کی ادائیگی:

اب ایک اور بات تھوڑی سی سمجھیں......! جب ہم نے کہا...... اَقِیْمُو الصَّلوٰۃَ......نماز پڑھنا فرض ہے......تو پھر ساری نمازیں فرض ہوگئیں......؟ کیا ہر نماز کی تمام چیزیں فرض ہو گئیں......؟ یہ بات نہیں......! کچھ سنتیں ہوتی ہیں...... کچھ مستحبات ہوتے ہیں...... کسی کا درجہ واجب کا ہوتا ہے۔

تو یہاں درود شریف پڑھنے میں بھی بعینہ وہی بات ہے...... کہ مطلقاً درود پڑھنا فرض ہے......اور پوری زندگی میں جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے......اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے......اس پر فرض ہے...... کہ کم از کم پوری زندگی میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ لے......تو اس فرضیت سے گویا دست بردار ہو جائے گا۔

درود نہ پڑھنے کے خطرات:

اور اگر کوئی شخص درود نہیں پڑھتا......تو یہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہے......لعنت کا بھی مستحق ہے...... اور خطرہ یہ ہے...... کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شخص کی موت بھی کفر پر نہ آ جائے...... انکار سے تو ویسے بھی کافر ہو جاتا ہے......لیکن کبھی بھی اس فرض کو ادا نہ کرے......ممکن ہے...... کہ اس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اس کا انکار کر بیٹھا ہو......تو کہیں اس کی موت کفر پر نہ آ جائے......اس سے ڈرنا چاہئے

درود کی تین حیثیتیں:

اب اس درود شریف جس کی فرضیت میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں......اس کی تین حیثیتیں ہیں......اس پر بھی غور کیجئے

ایک یہ ہے...... کہ پوری زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے...... جس محفل میں

جناب سرور کائنات، امام الانبیاء سیدنا محمد رسول سب کہیے صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم درود کی فضیلت پر یہ تقریر ہے......اس پر تو آپ درود پڑھتے ہی رہیں...... صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہی رہیں......اور وہ حدیث تو میں نے رمضان المبارک کے خطبہ میں بتا دی تھی......اس لئے اس کو دوبارہ نہیں دہراتا......جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی...... کہ جس کے سامنے میرا نام آئے...... وہ مجھ پر درود نہ پڑھے...... اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تباہی اور بربادی کی دعا مانگی ہے......(۱)

جبرائیلؑ نے دعا کی اور پیغمبر ﷺ نے آمین کہا...... خدا کا حکم اس سے بڑھ کر کیا ہوگا اس آدمی کے لئے گمراہی کا اور کوئی سامان نہیں ہوسکتا......تو میں عرض کر رہا ہوں...... کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف زندگی میں ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے...... اور ساری زندگی میں ہر محفل کے اندر جس اجتماع اور مجلس میں آپ بیٹھے ہیں......اور وہاں جناب سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہے......آمنہ کے لال ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہے......تو اس بھری ہوئی محفل میں رسول اللہ ﷺ پہ درود پڑھنا واجب ہے...... اگر کوئی شخص وہاں درود نہیں پڑھتا...... اور باقی باتیں کر کے...... مثلاً نماز کا تذکرہ کر کے قرآن کا تذکرہ کر کے...... بقیہ باتیں کر کے...... جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا بھی ہے......خالی لفظ محمد کہہ کر...... خالی محبوب کا نام لے کر...... یہ محفل برخاست ہو جاتی ہے۔

یہ حدیث اس آدمی کے لئے آئی ہے...... کہ ایک آدمی کے سامنے پیغمبر ﷺ کا ذکر آیا اس نے درود نہیں پڑھا...... یہ اللہ کی رحمت سے بھی دور ہو گیا

صحیح البخاری و حاکم ابن حبان

اور اگر اس نے اس کام کے ترک کرنے کو عادت بنالیا تو ڈر لگتا ہے...... کہ اس کی موت کہیں کفر پر نہ آ جائے۔

بھری محفل پر درود کا وجوب اور سنت و مستحب:

اس لئے بھری محفل میں کم از کم ایک مرتبہ پورے مجمع کے ہر فرد پر جس نے رسول اللہ ﷺ کا نام سنا ہے...... اس پر درود پڑھنا واجب ہے...... اور جب بھی رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر آئے...... اسی وقت صلی اللہ علیہ وسلم کہنا یہ سنت اور مستحب کے درجہ میں ہے...... (۱)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا عمل تھا...... کہ اس وقت تک کوئی صحابیؓ بات نہیں کرتا تھا...... جب تک کہ حضور ﷺ کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہتا۔

راوی کی روایت کرتے وقت حالت:

احادیث کی کتابیں پڑھیں...... حدیثوں کو کھولیں...... تو کبھی کوئی راوی اس وقت تک روایت نقل نہیں کرتا...... جب تک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نہ کہتا تھا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں دیکھا...... میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا...... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کرتے دیکھا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا...... جب تک وہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نہ کہتا...... اس وقت تک وہ اپنی بات آگے نہیں شروع کرتا...... پیغمبر ﷺ کی بات نہیں نقل کرتا...... جب تک رسول اللہ ﷺ پر صحابی درود نہ پڑھتے۔

---

(۱) در مختار میں لکھا ہے کہ جب اسم مبارک لکھے، صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف "ؐ" یا صلعم پر اکتفا نہ کرے (در مختار بحوالہ اسوہ رسول اکرم ﷺ ص ۲۰۵)

اس لئے ہر محفل میں ہر دفعہ آقا کے نام کے ساتھ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہنا...... یہ استحباب اور سنت کا درجہ رکھتا ہے...... اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کی علامت ہوتی ہے

......کیونکہ......

ذکر حبیب کچھ کم نہیں ہے ......وصال حبیب سے

یار کا تذکرہ جس محفل میں ہو تو وہ محفل ہی ایسی ہے...... جیسے آپ خود اس محبوب ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوں۔

لوگ کہتے ہیں...... کہ جناب! فلاں آدمی سے محبت ہے بار بار اسی کا نام لیا جاتا ہے

جس سے پیار ہے...... بار بار اسی کے تذکرے ہوتے ہیں

جس سے پیار ہے...... آدمی اسی کے لئے بے تاب رہتا ہے

اور اگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے...... اور اگر آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے...... محبوب ﷺ سے تعلق ہے اس تعلق کا حق یہ ہے...... کہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے۔

فضائل کی جتنی روایات احایث میں ہیں...... ان کو پڑھے سمجھے بغیر اخلاقی فرض بھی امت پر یہ ہے...... کہ جس پیغمبر ﷺ کے صدقہ سے ہم نے اللہ کو پہچانا ہے۔

پیغمبر ﷺ کی آمد سے برکت ہی برکت:

جس کے صدقہ سے......ہمیں اسلام ملا ہے

جس کے صدقہ سے......ہمیں قرآن جیسی دولت ملی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی تشریف آوری کی برکت سے......ہمیں ایمان کی سعادت ملی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی تشریف آوری کی برکت سے......آج ماں ماں بنی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......بیٹی بیٹی بنی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......بہن بہن بنی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......بیوی کو عزت ملی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......والدین کو تعظیم وتکریم ملی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......مہمان کو ضیافت ملی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......اس کائنات کو یہ وجود ملا ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......یہ امت مصائب سے بچی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......یہ امت مشکلات سے بچی ہے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......اس امت کے چہرے مسخ نہیں ہوئے

جس پیغمبر ﷺ کی آمد کی برکت سے......اس امت پر عذاب نہیں آیا

جس پیغمبر ﷺ کی تشریف آوری کی برکت سے اس امت پر خدا کی طرف سے گرفت نہیں آئی

یہ سب کچھ جس کے واسطے سے ہوا ہے

یہ سب کچھ جس کی آمد کی برکت سے ہوا ہے

اس پیغمبر ﷺ کا حق بنتا ہے......اور ہر امتی پر یہ فرض ہے......کہ جب بھی اس محبوب ﷺ کا نام آئے...... مصطفیٰ ﷺ پر درود پڑھے بغیر نہ رہے......!

کوئی شخص دنیا میں تھوڑا احسان کردے......اسی کے تذکرے ہوتے ہیں

آپ کو کوئی ٹیلی فون کر کے آپ سے بیماری کے عالم میں آپ سے خیریت پوچھ لے......آپ بار بار اس کی تعریف کریں گے۔

آپ کے برے وقت میں کوئی آدمی اگر کام آجائے......آپ بار بار اس کی تعریف کرتے ہیں۔

......میرے دوستو......

جس پیغمبر ﷺ کے صدقہ سے......ہم مسلمان بنے ہیں

جس پیغمبر ﷺ کے صدقہ سے......ہم صاحب ایمان بنے ہیں

جس پیغمبر ﷺ کے صدقہ سے......ہم قرآن دان بنے ہیں

جس پیغمبر ﷺ کے صدقہ سے......ہم دین کو سمجھنے والے بنے ہیں

اس پیغمبر ﷺ کا حق سب سے زیادہ ہے......کہ بار بار اسی کا تذکرہ کیا جائے......اور بار بار انہیں پر درود پڑھا جائے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً

اے ایمان والو! اس پیغمبر ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو

صلوٰۃ وسلام کون سے کلمات ہیں؟

اب یہ سمجھئے......! کہ صلوۃ وسلام کیا چیز ہے......؟ یہ دو لفظ بڑے مشہور ہیں......صلوٰۃ وسلام ان میں کون سے کلمات ہیں......؟ ان میں کون سا صلوٰۃ ہے......؟ اور کون سا سلام ہے......؟ جس کو پڑھنا چاہئے......!

حدیث کی کتابوں میں ہے......(۱) امام بخاریؒ نے اس کو جلد اول میں بھی اور جلد ثانی میں بھی مختلف مقامات پر نقل بھی کیا ہے......کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت کریمہ اتری......کہ اے ایمان والو!......میرے محبوب ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو......!

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً

اس پیغمبر ﷺ پر...... صَلُّوْا صلوٰۃ بھی بھیجو...... وَسَلِّمُوْا اور سلام بھی بھیجو......تو صحابہ کرام ؓ موجود تھے......ان میں سے ایک صحابی ؓ نے سوال کیا......کہ اے اللہ کے

(۱) (صحیح البخاری) لفظ البخاری علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم فی الموضعین

رسول صلی اللہ علیہ وسلم......! سلام تو ہم آپ پر پڑھتے ہیں......کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں......تو نماز کے اندر ہم پڑھتے ہیں

کہ......

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ

آگے کیا پڑھتے ہیں......؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

اے محبوب ﷺ ہمیں آپ نے سکھایا......کہ آپ نماز میں یہ کہا کریں......کہ اے پیغمبر ﷺ آپ پر اللہ کا سلام ہو...... ورحمۃ اللہ...... اور اللہ کی طرف سے رحمت ہو......وبرکاتہ......اور اللہ کی طرف سے برکت ہو

دیکھیں...... !سلام بھی رحمت اور برکت بھی رحمت......یہ تین چیزیں آپ نے مان لیں......اور پھر اس کے بعد کہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

آے اللہ ہم سب پر یہ سلام......

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

اور پھر ان میں سے بالخصوص اللہ کے نیک بندوں پر یہ سلام ہو

بھائی یہ سلام صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا......کہ ہم آپ پر پڑھتے ہیں......اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں بتائیں...... کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ......ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں......؟

قرآن نے دو لفظ کہے......کہ صلوٰۃ بھی پڑھو......!سلام بھی پڑھو......!

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا......کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ......!آپ کے لئے دو چیزوں کا حکم

ہے......کہ صلوٰۃ بھی پڑھیں......سلام بھی پڑھیں......ہم آپ پر سلام تو پڑھتے ہیں......

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

صلوٰۃ بتائیے......کہ ہم صلوۃ کیسے پڑھیں......؟

اور آج کل کے جاہل لوگ جو آپ کو دھوکہ دیتے ہیں......وہ کہتے ہیں......کہ قرآن نے حکم دیا......کہ درود وسلام پڑھو......درود تو پڑھتے ہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

سلام نہیں پڑھتے ہو......حالانکہ صحابہ ؓ کو یقین تھا......کہ ہم سلام پڑھتے ہیں......اور صلوۃ پوچھ رہے ہیں......سلام ہم پڑھتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

صلوۃ ہم نے نہیں پڑھا......قرآن کہتا ہے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً

پہلے صلوۃ ہے...... پھر سلام ہے......تو ہم صلوۃ کیسے پڑھیں......؟ اور سلام کیسے پڑھیں......؟ یہ صحابی ؓ نے پوچھا

تو حدیث کی کتابوں میں آتا ہے......کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ کا طریقہ سکھایا......اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی ؓ کو یوں سکھایا......کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں یوں لے لیا......اور لے کر فرمایا

......کہ یوں کہا کرو......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱)

......تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صلوۃ سکھا دیا......

بھائی سلام کا پتہ چل گیا......؟ کہ......اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ یہ سلام ہے اور صلوۃ کا پتہ چلا...... کہ درود شریف یہ صلوۃ ہے......تو صلوۃ بھی پیغمبر ﷺ نے سکھایا......اور سلام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا...... جو صلوۃ وسلام رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے...... اس سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی شخص پڑھتا ہے......تو میں اتنا کہہ سکتا ہوں...... کہ وہ نعت خوانی تو ہو سکتی ہے......صلوۃ وسلام نہیں ہو سکتا۔

اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں لوگ پڑھتے ہیں...... کہ کھڑے ہو کر آپ نے دس اشعار پڑھ دیئے......ٹھیک ہے اچھی بات ہے......لیکن جس کو قرآن وحدیث صلوۃ وسلام کہے......وہ، وہ ہے...... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا

......اور......

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یہ سلام ہے

---

(۱) عن ابی مسعود الانصاری انه قال اتانا رسول الله ﷺ ونحن فی مجلس سعد بن عبادة فقال به بشير بن سعد امرنا الله ان نصلی عليك فكيف نصلی عليك قال فسكت رسول الله ﷺ حتی ظننا انه لم يسأله ثم قال رسول الله ﷺ قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد كما صليت علی ابراهيم و بارك علی محمد وعلی آل محمد كما باركت علی آل ابراهيم فی العلمين انك حميد مجيد السلام كما قدعلمتم (جامع ترمذی ص ۱۵۷ ج۲ عن عبد الله بن مسعودؓ) ۔ صحیح بخاری میں ہے حدثنا آدم قال حدثنا الحكم قال سمعت عبد الرحمان بن ابی ليلی قال لقينی كعب بن عجرة فقال الا اهدی لك هدية ان النبی ﷺ خرج علينا فقلنا يارسو ل الله قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلی عليك فقال قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد كما صليت علی ابراهيم وعلی آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك علی محمد وعلی آل محمد كما باركت علی ابرهيم وعلی آل ابراهيم انك حميد مجيد (صحيح البخاری ص ۹۴۰ ج ۲)

صلوٰۃ وسلام کے آداب کا تقاضا:

اس پر ایک بات اور سن لیں......! وہ یہ ہے...... کہ اس صلوٰۃ وسلام کے آداب بھی اس میں بتائے گئے ہیں۔

......آپ جب نماز پڑھتے ہیں تو......

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

آپ کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہوتے ہیں...... آپ قرآن کی تلاوت کھڑے ہو کر کر رہے ہوتے ہیں۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ

آپ رکوع کی حالت میں کہہ رہے ہوتے ہیں......

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ

آپ سجدہ کی حالت میں کہہ رہے ہوتے ہیں......اور جب آمنہ کے دریتیم ﷺ پر درود پڑھنے کی باری آئی

......تو......

کھڑے ہو کر آپ کو درود پڑھنے کو......نہیں کہا گیا

رکوع کی حالت میں آپ کو درود پڑھنے کو نہیں کہا گیا

سجدہ کی حالت میں آپ کو درود پڑھنے کو نہیں کہا گیا

اگر حکم دیا گیا ہے......تو سکھایا گیا ہے...... کہ بیٹھ کر پڑھنا ہے...... کھڑے ہو کر نہیں پڑھنا۔

اور دوسرا ادب یہ ہے...... کہ اللہ میاں چلو بیٹھ کر پڑھیں ......اور جب تیری تعریف کرتے ہیں......تو اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔

......امام کہتا ہے......

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......اَلرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ ...... مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ...... اِیَّاکَ نَعْبُدُوَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ......

......امام باآواز بلند کہتا ہے......

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ......اَللّٰہُ الصَّمَدُ

......امام اونچی آواز سے کہتا ہے......اللہ اکبر......امام اونچی آواز سے کہتا ہے

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

......امام اونچی آواز سے کہتا ہے......

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُ اللّٰہُ

......تو پھر ہم بھی اونچی آواز سے پڑھیں......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

فرمایا نہیں......ادب کا تقاضا یہ ہے

......کہ......

جب محبوب ﷺ پر درود پڑھنے کا وقت آئے......تو دوزانو ہو کر پڑھو......

جب محبوب ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا وقت آئے...... تو بیٹھ کر پڑھو

جب محبوب ﷺ پر درود پڑھنے کا وقت آئے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھو

جب محبوب ﷺ پر درود پڑھنے کا وقت آئے......اب مقام محبت یہ ہے......کہ اونچی آواز سے نہ پڑھو......بلکہ بیٹھ کر پڑھو

جنہیں عشق صادق ہوتا ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پہ مہر خاموشی دلوں سے یاد کرتے ہیں

دل سے یاد کرو اونچی آواز سے نہیں......ایسے نہیں......کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے شور مچانا

شروع کردو......نہیں۔

محبت کا تقاضا یہ ہے......کہ دل میں یاد کرنا چاہیے۔

مقام محبت یہ ہے......کہ آہستہ ہی آواز ہو اور بیٹھ کر پڑھو

ایک بات درود شریف پڑھنے کے ادب کی یہ یاد کرو......کہ بیٹھ کر درود پڑھو۔

میاں عبدالہادیؒ اور ذکر قلبی:

ہمارے حضرت میاں عبدالہادی دین پوریؒ (میرے پیرومرشد تھے) وہ جب کوئی تسبیحات بتاتے......جب کوئی آدمی ان کے پاس مرید ہونے کے لئے آتا تو اس کو کہتے ......کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے......اللہ کے نام کا تصور کیا کرو......اور ہر وقت یہ سوچا کرو......کہ میرا دل اللہ......اللہ اللہ......کر رہا ہے......اور یہی سب مشائخ بتاتے ہیں ......اس کو ذکر قلبی کہتے ہیں......اور فرمایا کرتے تھے......کہ جب درود پڑھنا ہو......ہمیشہ باوضو ہو کر درود پڑھا کرو......جب درود پڑھنا ہو......تو کبھی بھی غفلت کے عالم مین نہیں پڑھنا......کہ چلتے پھرتے ہی پڑھ لیں......نہیں......باادب اور سنجیدگی کے ساتھ درود شریف پڑھا کرو......کیونکہ درود کا ادب بڑا ہے

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

محبت ہے......تو ادب بھی کرنا پڑے گا......اگر بے ادبی کا انداز اختیار کیا ہے......نہ خدا کو وہ درود پسند آتا ہے......نہ وہ سلام پسند آتا ہے......ایک بات تو یہ ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے......کہ صلوۃ جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے......وہ تو یہ موجودہ درود جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں......وہ یہ تھا......اور کوئی درود وہ ہیں......جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں......ان میں اور اس نماز والے درود میں کیا فرق ہے۔

درود وسلام بھیجنے کا طریقہ اور خصوصیات:

اس پر غور کیجئے......ایک شخص اپنی طرف سے کہتا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

......یا......

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اس پر میں بحث نہیں کرنا چاہتا......لیکن سمجھانا چاہتا ہوں......جو شخص ایسے کہتا ہے ......وہ شخص یہ کہتا ہے......کہ میری طرف سے اے نبی ﷺ آپ پر درود ہو......تو اپنے آپ کو بھی دیکھ اور آقا ﷺ کو بھی دیکھ

......کہ......

چہ نسبت خاک را بعالم پاک را

تیری محبوب ﷺ کے ساتھ نسبت کیا ہے......تو کس منہ سے پیغمبر ﷺ کو کہتا ہے......کہ میری طرف سے آپ پر درود ہو

اس لئے ادب پیغمبر ﷺ نے سکھایا......کہ جب درود پڑھنے کا وقت آئے......تم ڈائریکٹ مجھے نہ کہو......اسے کہو جو میری عظمت کو جانتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

اے اللہ تجھ سے درخواست کرتے ہیں

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

محبوب محمد رسول ﷺ پر صلوۃ بھیج

وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

مصطفیٰ کی آل واولاد پر صلوۃ بھیج

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

اور ایسے بھیج ہم اس کا اندازہ تو نہیں لگا سکتے......اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں......کہ جیسے تو نے ابراہیمؑ اور اس کے خاندان کو نوازا تھا......ان پر درود بھیجا تھا......جیسے تو نے ان پر رحمتیں عطا کی ہیں۔

اے اللہ......ہم تجھ کو وہ حوالہ دے کر کہتے ہیں......اسی طریقہ سے اس محبوب ﷺ کو نواز دے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

محبوب ﷺ پر برکت بھی بھیج

وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

مصطفیٰ ﷺ کی اولاد پر بھی برکت بھیج

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

جیسے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تیری رحمتیں اور برکتیں اتری ہیں

ایک حوالہ ہم نے اپنے مزاج کے مطابق دیا......ورنہ یہ بات نہیں......کہ جتنی رحمت ابراہیمؑ پر آئی اتنی رحمت بھیج......یوں نہیں جیسے بے انتہا ان پر بھیجا گیا......وہ تو خلیلؑ تھے یہ تو محبوب ہیں......وہ حضرت ابراہیمؑ یقیناً تیرے برگزیدہ پیغمبر تھے......کعبہ کو بنانے والے تھے۔

یہ تو کعبہ کو بسانے والے ہیں......یہ تو وہ محبوب ﷺ ہے......جس کو تو نے عرشوں پر بلایا ہے......ابراہیمؑ کو تو نے نار میں معراج کرایا ہے......اس محبوب ﷺ کو تو نے اپنے قرب میں بلایا ہے......یہ تو انبیاءؑ میں بہت زیادہ باعظمت ہے......ہمیں سب سے زیادہ باکمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیلؑ نظر آئے اس لیے ہم نے حوالہ خلیلؑ کا دیا ہے......وگرنہ یہ مطلب نہیں......کہ جتنی ان پر رحمت ہے......اتنی تو اس محبوبؐ پر بھیج......

خصوصیات درود:

اب اس درود کی جو خصوصیت ہے وہ سمجھئے...... اَللّٰھُمَّ...... اس میں ایک تو اللہ کا تذکرہ ہے...... جہاں اللہ کا نام آ جائے...... وہ اللہ کا ذکر ہے...... تو یہاں ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ہے...... اور ذکر خدا بھی ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے...... کہ اس میں حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ ہے...... ہم امت...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں...... اور ملت ابراہیمؑ کی ہیں...... تو ہم پر فرض ہے...... کہ ہم اپنے آقا کا نام بھی لیں...... اور اپنے دادا ابراہیمؑ کا نام بھی لیں...... پھر جو درود ہم اپنی طرف سے پڑھتے ہیں...... اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ والا...... اس میں حضور ﷺ کی اولاد کا تذکرہ نہیں آتا...... اور یہ پتہ چلتا ہے...... کہ اس شخص کو آل رسول ﷺ سے شاید کوئی بغض ہے...... جس کی وجہ سے یہ نبی ﷺ کی اولاد کا نام نہیں لیتا...... اس نماز والے درود میں اولاد رسول و آل رسول دونوں کا تذکرہ ہے۔

فضائل درود احادیث کی روشنی میں:

میرے دوستو...... جو شخص درود شریف پڑھتا ہے...... وہ خدا تعالیٰ کے فعل میں موافقت کرتا ہے...... کیونکہ یہ وہ فعل ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف بھی منسوب کیا ہے......

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں...... اگرچہ اس میں شک نہیں...... کہ ہمارے درود اور خدا کے درود میں بڑا فرق ہے...... لیکن بہرحال خدا کے ساتھ اشتراک عمل ضرور ہے۔

☆ اور فرشتوں کے ساتھ بھی موافقت ہے...... کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نبی پر درود بھیجتا ہے...... اسی طرح اس کے ملائکہ بھی درود بھیجتے ہیں...... تو جو مسلمان درود بھیجتا ہے......

وہ ملائکہ سے بھی موافقت کرتا ہے ہمارے اور ملائکہ کے فعل میں فرق سہی......لیکن یہاں بھی موافقت واشتراک عمل ضرور ہے۔

☆ جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے......تو اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اس درود بھیجنے والے پر درود بھیجتے ہیں......(۱)

☆ جو مسلمان ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے......تو اللہ تعالی اس بندے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے......(۲)

☆ جو شخص ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے......اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں......دس گناہ معاف کردیے جاتے ہیں......اور اس کے دس درجے بلند ہوجاتے ہیں......(۳)

☆ درود پڑھنے والا دوزخ اور نفاق سے بری کردیا جاتا ہے......گویا نفاق بھی جہنمی ہونے کی علامت ہے۔

☆ درود کا پڑھنے والا جنت میں شہداء کے قریب آباد کیا جائے گا......یعنی شہداء کے مکان کے متصل ہی اس کا مکان بنایا جائے گا۔

☆ جس دعا کی ابتدا اور انتہا میں درود ہوگا......وہ دعا یقیناً قبول ہوگی

☆ درود پڑھنے والا قیامت میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کا مستحق ہوگا......(۴)

☆ درود پڑھنے والے کو مرنے سے پہلے جنت کی بشارت دے دی جاتی ہے......(۵)

---

(۱) نسائی، الترغیب والحاکم، الاخبار الفردوس ص ۶۹ ج ۴ رواہ الطبرانی طی الاوسط، ابن شیبہ، کشف الخفاء ص ۳۳۸ ج ۲ (۲) صحیح مسلم، ابو داؤد، صحیح ابن حبان، مشکوۃ ص۸۶ ج ۲، اخبار الفردوس ص۶۲ ج ۴ (۳) مسند احمد، ابن حبان، الترغیب، اخبار الفردوس ص ۲۶ ج ۲ (۴) زاد السعید ص ۸ بحوالہ فضائل درود وسلام رواہ الطبرانی، مشکوۃ ص۸۷ ج۱، اخبار الفردوس ص۶۱ ج ۴ (۵) مشکوۃ ص ۸۷ ج ۱

☆ جو شخص سو مرتبہ درود پڑھتا ہے......تو اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

☆ درود پڑھنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور اس کی اعانت وامداد کرتے ہیں

☆ درود پڑھنے والے جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح داخل ہوں گے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے سے درود پڑھنے والوں کے کندھے ملے ہوئے ہوں گے......مطلب یہ ہے......کہ انتہائی قرب ومعیت ہوگی۔

☆ درود پڑھنے والا جب مر جائے......تو درود اس میت کے لئے استغفار کرتا ہے۔

☆ ایک درود قیامت میں کوہ واحد کے برابر وزنی کر دیا جائے گا......تاکہ میزان میں وزن بڑھایا جاسکے۔

☆ درود پڑھنے والوں کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے......جو درود کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پیش کرتا ہے......(۱)

☆ درود پڑھنے والے کو بھرپور ثواب دیا جاتا ہے......

☆ درود پڑھنے والے کے گناہ روز بروز مٹتے جاتے ہیں......

☆ درود شریف کا ثواب غلام آزاد کرنے سے بھی زیادہ ہے......

☆ ایک دفعہ درود پڑھنے سے اسی برس کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں......

☆ درود پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک کراماً کاتبین نہیں لکھتے......اور اس کی توبہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں......اگر یہ توبہ نہ کرے......تو تین دن کے بعد گناہ لکھا جاتا ہے......

☆ درود پڑھنے والا قیامت کے ہولناک منظر سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ درود پڑھنے والے کو خدا کی رحمت چاروں طرف سے ڈھانک لیتی ہے......

☆ درود پڑھنے والے کو قیامت میں عرش الٰہی کا سایہ میسر ہوگا......(۲)

---

(۱) زاد السعید (۲) زاد السعید ص ٦ بحوالہ حاشیۃ الحزب

☆ درود پڑھنے والا اللہ کے غصہ سے مامون ہو جاتا ہے۔

☆ درود پڑھنے والا دوزخ سے محفوظ رہے گا...... اور اس کی نیکیوں کا پلڑا قیامت میں بہت وزنی ہوگا۔

☆ درود پڑھنے والوں کو میدان محشر میں پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی۔

☆ درود پڑھنے والے دوزخ کے پل پر ثابت قدم رہیں گے...... اور صراط کو عبور کرنے میں ان کے پاؤں نہیں ڈگمگائیں گے......

☆ ہزار بار درود پڑھنے والا مرنے سے پہلے اپنی جگہ اور اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے

☆ درود پڑھنے والے کو جنت میں بہت سی بیویاں عطا کی جائیں گی۔

☆ درود پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے...... جیسے کسی نے بیس دفعہ جہاد کیا

☆ درود پڑھنے والے کو صدقہ کا اجر ملتا ہے

☆ سو مرتبہ درود پڑھنے والے کو ایک لاکھ نیکیاں دی جاتی ہیں...... اور اس کے ایک لاکھ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

☆ جو شخص روزمرہ سو مرتبہ درود پڑھتا ہے...... تو اس کی سو حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں...... جن میں سے تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی ہوتی ہیں......(۱)

☆ ہر دن میں سو بار درود پڑھنا ایسا ہے...... جیسے رات دن عبادت کرنا

☆ درود شریف پڑھنے سے محتاجی اور تنگ دستی دور ہو جاتی ہے

☆ درود شریف پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر ہے

☆ درود جس مجلس میں پڑھا جائے...... اس مجلس کی زینت ہے...... اور قیامت میں چمکتا ہوا نور ہے۔

---

(۱) اخبار الفردوس ص ٦١ ج ٤ (٢) مشکوٰة ص ٨٦ ج ١ ، زاد السعيد ص ٧ ، ابن حبان ، ترمذی

☆ درود شریف کا پڑھنے والا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو جاتا ہے

☆ درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے (یعنی خدا کا مقرب بن جاتا ہے)

☆ درود پڑھنے کی برکت کا اثر درود پڑھنے والے کی اولاد تک میں ہوتا ہے۔

☆ جو شخص پچاس مرتبہ روز درود پڑھتا ہے...... اسے قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصافحہ حاصل ہوگا۔

☆ جو شخص درود شریف بکثرت پڑھتا رہتا ہے...... اس سے اگر بعض فرائض میں بھی کوتاہی ہو جائے تو باز پرس نہ ہوگی۔

☆ درود پڑھنے والے کے دل سے زنگ دور ہو جاتا ہے

☆ درود پڑھنے والے سے مرض نسیان دور ہو جاتا ہے

اور پھر اس کے بعد آپ دیکھیں...... جب یہ درود پڑھنا آپ ختم کرتے ہیں...... ایک تو اس میں صلوۃ کا لفظ ہے...... اور دوسرا برکتوں کا بھی آگے تذکرہ ہے...... تو آپ نے صلوۃ بھی پڑھا...... اور سلام بھی پڑھا...... برکت بھی بھیجی...... اور آپ نے یوں بھی کہہ دیا

کہ......

اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ

اے اللہ تو بے شک تعریفوں والا ہے...... تو بے شک بزرگی والا ہے...... جیسے تیری تعریفیں ہیں...... جیسے تو اپنی تعریفوں کو خود ہی جانتا ہے...... ایسے ہی محبوب ﷺ کی تعریفوں کو بھی جانتا ہے...... حَمِیدٌ مَّجِیدٌ...... تو بڑا بزرگ ہے...... تیری بزرگی کی انتہاء کو کوئی نہیں پہنچ سکا...... تو تیرا محبوب ﷺ بھی ایسے بہت بڑے بزرگ ہیں...... جس کی عظمتوں کو کوئی نہیں پہنچ سکا...... تو اس کو بہتر جانتا ہے۔

اے اللہ ہماری طرف سے اپنی شایان شان مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیج دے...... اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین)

سیرت رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم...... o بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامْ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمَ...... o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......لَقَدْ کَا نَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْ لِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ......صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

کوئی دنیا میں تیرا کھاکر تیرے شکوے کرے یا رب!
تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

تمہید:

قابل اعزاز وتکریم

واجب الاحترام

......بزرگو......

......دوستو......

......اور بھائیو......!

جامعہ مخزن العلوم کا یہ عظیم الشان سالانہ اجتماع جس کی رات کی نشستیں بھی آپ نے سنیں......اور آج بھی صبح نو بجے سے اجتماع پھر شروع ہے......اور آج ظہر اور عشاء کے بعد بھی تقریبات ہیں......حضرت درخواستی کے یہ فیوضات ہیں۔

میرے محترم دوستو...... اگر چہ میرے ذہن میں ایک اور عنوان تھا...........مگر اسٹیج پر پہنچنے کے بعد شیخ الحدیث محدث جلیل مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کا حکم ہوا......کہ سیرت النبی کے عنوان پر کچھ کہوں۔

میرے دوستو......کل سے آپ اس عنوان پر بہت ساری باتیں سن رہے ہیں......صرف چند ایک باتیں اس سلسلہ میں گوش گذار کرنا چاہتا ہوں...... جو رسول کریم ﷺ کی خصوصیات ہیں۔

رحمت کائنات ﷺ کی آمد میں ایک نمایاں فرق:

علماء نے لکھا ہے......کہ تمام انبیاء کرامؑ میں......اور آمنہ کے در یتیم کی زندگی میں

تمام انبیا کرامؑ میں......اور آمنہ کے در یتیم ﷺ کی آمد میں

تمام انبیا کرامؑ میں......اور آمنہ کے در یتیم ﷺ کی خصوصیات میں

تمام انبیاء کرامؑ میں......آمنہ کے در یتیم ﷺ کی نبوت میں بہت سارے امتیازات ہیں...... بہت ساری خصوصیات ہیں......اور ایک خصوصیت یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے......آدمؑ سے عیسیٰ روح اللہؑ تک......اللہ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں...... جتنے نبی بھیجے

ہیں...... جتنے رسول آئے ہیں...... ہر پیغمبر کی آمد میں......اور آمنہ کے دریتیم کی آمد میں......
یہ ایک نمایاں فرق ہے۔

جب آدمؑ نبی بن کر آئے......ان کی آمد کے لیے کسی کے ہاتھ دعا کے لئے نہیں اٹھے۔

جب نوحؑ نبی بن کر آئے......ان کی آمد کیلئے کسی کے ہاتھ دعا کیلئے نہیں اٹھے۔

جب ابراہیمؑ نبی بن کر آئے......ان کی آمد کیلئے کسی نے دعا نہیں مانگی۔

جب یعقوبؑ نبی بنتے ہیں......ان کی نبوت کے لئے کسی نے دعا نہیں مانگی۔

جب یوسفؑ نبی بنتے ہیں......ان کی نبوت کے لئے کسی نے دعا نہیں مانگی۔

جب یحیٰیؑ نبی بن کر آتے ہیں......ان کی نبوت کیلئے کسی نے دعا نہیں مانگی۔

جب زکریاؑ نبی بن کر آتے ہیں......ان کی آمد اور نبوت کے لیے کسی نے دعا نہیں مانگی

آدمؑ سے عیسیٰؑ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش جتنے نبی اور رسولؑ آئے......سب بن مانگے آئے......اور جب آمنہ کے دریتیم ﷺ کی آمد کی باری آئی......آمد سے چار ہزار سال پہلے ابراہیم خلیل اللہؑ کعبہ کی تعمیر کرنے کے بعد کہتے ہیں

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا

عرش ولامکان بنا چکا ہوں......آبادی کیلئے مکین بھیج دے

. اے اللہ تیرا گھر بنا چکا ہوں...... آبادی کے لئے پیغمبر کو بھیج دے

اے اللہ بیت اللہ بنا چکا ہوں......آبادی کے لئے رسول اللہ ﷺ کو بھیج دے

فرق ظاہر ہوا......آدمؑ سے عیسیٰؑ تک جتنے نبی آئے ہیں......بن مانگے آئے ہیں......اور جب آمنہ کے دریتیم ﷺ کی آمد کی باری آئی......تو حضور ﷺ دعائے خلیلؑ بن کر آئے......
صرف ایک فرق نہیں......اور بھی بہت سارے امتیازات ہیں۔

رحمت کائنات ﷺ کی آمد میں خصوصیت:

یہ خصوصیت بھی صرف آمنہ کے دریتیم ﷺ کو حاصل ہے...... کہ ہر پیغمبرؑ نے دنیا میں قدم پہلے رکھا ہے...... اور اس کی سیرت کے چرچے اس کی زندگی کے تذکرے اس کے حسن و جمال کے پرچار دنیا میں بعد میں ہوئے۔

آدمؑ آئے پہلے ہیں...... ذکر بعد میں ہوتا ہے

نوحؑ کی آمد پہلے ہوتی ہے...... تذکرے بعد میں ہوتے ہیں

یعقوبؑ کی آمد پہلے ہوتی ہے...... دنیا میں تذکرے بعد میں ہوتے ہیں

یوسفؑ کی آمد پہلے ہوتی ہے...... دنیا میں تذکرے بعد میں ہوتے ہیں

عیسیٰؑ کی آمد پہلے ہوتی ہے...... دنیا میں تذکرے بعد میں ہوتے ہیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ آئے پہلے...... لیکن سیرتوں کا آغاز بعد میں شروع ہوا...... اور آمنہ کے دریتیم ﷺ آئے...... تو بعد میں ہیں...... آمد سے پہلے اللہ نے کہا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

ہر پیغمبرؑ آیا پہلے سیرت بعد میں شروع ہوئی...... میرا پیغمبر ﷺ آیا بعد میں لیکن سیرت کا آغاز پہلے ہو چکا تھا۔

رحمت کائنات ﷺ کے کلمہ میں دو امتیازی فرق:

ذرا توجہ کریں...... بہت ساری خصوصیات ہیں...... آدمؑ سے عیسیٰؑ تک ہر رسول کو اللہ نے ایک کلمہ عطا فرمایا...... اس قوم نے اپنے رسول پر وہ کلمہ پڑھا

آدمؑ کی باری آئی...... قوم نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ پڑھا

نوحؑ کے دور میں...... قوم نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْحُ نَجِيُّ اللّٰهِ پڑھا

ابرہیمؑ کے دور میں......قوم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ پڑھا
موسیٰؑ کلیم کے دور میں......قوم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہِ پڑھا
عیسیٰؑ کے دور میں......قوم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسیٰ رُوْحُ اللّٰہِ پڑھا

ہر پیغمبرؑ کا کلمہ ہے......لیکن آمنہ کے دریتیم ﷺ کے کلمہ میں......اور ان انبیاءؑ کے کلموں سے دو امتیازی حیثیتیں ہیں۔

پہلا فرق:

ایک فرق تو یہ ہے......کہ ہر نبیؑ کے کلموں میں آپ کو نقطے ملیں گے

آدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ......میں نقطے نظر آئیں گے
نُوْحُ نَجِیُّ اللّٰہِ......میں نقطے نظر آئیں گے
اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ ......میں نقطے نظر آئیں گے
دَاوٗدُ خَلِیْفَةُ اللّٰہِ......میں نقطے نظر آئیں گے
عِیْسیٰ رُوْحُ اللّٰہِ......میں نقطے نظر آئیں گے

تمام انبیاءؑ کے کلموں میں نقطے نظر آئیں گے......اور جب آمنہ کے دریتیم ﷺ کی باری آئی......صاحب جمال و کمال کی باری آئی......آمنہ کے لال کی باری آئی......محبوب ﷺ رب ذوالجلال کی باری آئی......کلمہ وہ عطا کیا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

......جو کاتب کے نقطوں سے بھی پاک ہے......

دوسرا فرق:

دوسرا امتیازی فرق یہ ہے......کہ تمام انبیاءؑ کے آپ کلمہ پڑھیں......کسی نبیؑ کے کلمہ میں لفظ رسول نہیں آتا۔

آدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ

نُوْحُ نَجِیُّ اللّٰہِ

اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ

دَاوٗدُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ

مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ

عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ

ہر پیغمبرؑ کے اور القابات تو ہیں...... لیکن رسالت کا تذکرہ نہیں...... جب محمد رسول اللہ ﷺ کی باری آئی...... کلمہ آیا...... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ...... اشارہ اس طرف ہے...... کہ رسالت اگر کل عطا ہوئی ہے...... جس پیغمبر کو دل و دماغ کی حیثیت سے نبوت عطا کی گئی ہے...... جس کے صدقے سے تمام انبیاءؑ کو رسالتیں ملی ہیں...... وہ اصل ذات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے...... ان کی رسالت حقیقی ہے...... تمام انبیاءؑ کو اگر رسالت ملی ہے...... تو رسول اللہ ﷺ کے صدقہ سے ملی ہے۔

توجہ کریں...... ایک اور امتیاز ہے...... آدمؑ سے عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کرام کے آپ ناموں کو دیکھیں۔

آدمؑ کے معنی گندمی رنگ والا

نوحؑ کے معنی امت کے غم میں رونے والا

یوسفؑ کے معنی حسین چہرے والا

یعقوبؑ کے معنی بعد میں آنے والا

ہر پیغمبرؑ کا نام اپنی جگہ پر مسلم ہے...... ان پیغمبروں کے نام کی ایک خوبی ہے...... اس کے ایک معنی مطلب اور مفہوم ہے...... لیکن ان میں اور حضور ﷺ کے نام میں یہ فرق ہے...... آدم کے معنی گندمی رنگ والا...... گندمی رنگ پوری زندگی پر محیط نہیں۔

نوحؑ کے معنی غم پہ رونا...... یہ پوری زندگی پر محیط نہیں۔

یعقوبؑ کے معنی بعد میں آنا...... یہ پوری زندگی کے کمالات کو اپنے اندر نہیں لپیٹ لیتا

یوسفؑ کے معنی حسین چہرے والا...... یہ پوری زندگی کو اپنے اندر نہیں لے لیتا۔

اسحاقؑ کے معنی خندہ پیشانی والا...... یہ جملہ اس پیغمبر کی پوری زندگی کو اپنے اندر نہیں لے لیتا۔

لیکن میرے پیغمبر کا نام ہے محمد اور محمد کے معنی ہیں تعریفوں والا...... ان پیغمبروں کے نام بھی ہیں...... اور آقائے نامدار کے نام بھی ہیں...... ان پیغمبروں کے نام کے معنی اور مطلب پوری زندگی کو اپنے اندر نہیں لیتے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسے کہتے ہیں:

محمد کے معنی ہیں تعریفوں والا...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس کو کہتے ہیں

جس کے بچپن کی تعریف

جس کے لڑکپن کی تعریف

جس کی جوانی کی تعریف

جس کے حسن کی تعریف

جس کی زندگی کے ایک ایک گوشے کی تعریف

جس کے کردار کی تعریف

جس کی گفتار کی تعریف

جس کی رفتار کی تعریف

جس کے اطوار کی تعریف

جس کے معاملات کی تعریف

جس کے یاروں کی تعریف

جس کے تعلق داروں کی تعریف

جس کے خاندان کی تعریف

جس کی زندگی کے دن اور رات کی تعریف

جس کا ہر جگہ ذکر خیر ہو اس کو محمد کہتے ہیں...... لفظ محمد ایسا ہے...... جو تمام انبیاءؑ سے ہٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایسا بنا...... جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی...... ولادت سے وصال تک لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سمو گئی۔

رحمت کائنات کا ذاتی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں:

ایک اور عجیب بات سنیے...... تمام انبیاءؑ کے نام آپ نے دیکھے...... ان میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں ایک امتیازی فرق ہے...... کہ الہ العالمین اس محبوب نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ہے...... فرمایا یہی تو ایک نام ہے...... دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... جس کا معنیٰ ہے...... تعریفوں والا...... مولیٰ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ہے؟ فرمایا کوئی دشمن آئے گا...... وہ بھی اعتراف کریگا...... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

یہودی سے پوچھو...... اس کا نام کیا ہے......؟ کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

عیسائی سے پوچھو...... اس کا نام کیا ہے......؟ کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

سکھ سے پوچھو...... اس کا نام کیا ہے......؟ کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

اپنے سے پوچھو...... اس کا نام کیا ہے......؟ کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

بیگانے سے پوچھو...... اس کا نام کیا ہے......؟ کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریفوں والا

دنیا والو...... لفظ محمد ہی ایسا ہے...... پوری کائنات میرے نبی ﷺ کی تعریف نہ کرے ...... جب بھی زبان پر نام آئے گا...... تعریف خود بخود ہو جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا یہ اعجاز ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی یہ خصوصیت ہے۔

علامہ آلوسیؒ کا ایک عجیب نقطہ:

آپ کو ایک اور عجیب نقطہ بتاؤں ...... جس کو علامہ آلوسیؒ نے نقل کیا ہے...... آپ کہیں...... اللہ...... اب سوال کرتا ہوں...... جواب دینا...... آپ نے کہا...... اللہ...... آپ کے لب ملے ہیں......؟ نہیں

آپ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم...... لب (ہونٹ) ملتے ہیں......؟ (جی ہاں)

اشارہ ہے دنیا والو...... کروڑوں مرتبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ...... کہو...... ہزاروں مرتبہ تسبیحات پڑھو

ذکر کرتے رہو

چلے کاٹتے رہو

رٹے لگاتے رہو

تسبیح و تہلیل کرتے رہو

تم اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے...... جب تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نہیں کہو گے...... جب لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے گا...... لب بھی مل جائے گا...... رب بھی مل جائے گا اور دل بھی مل جائے گا۔

اللہ اور رحمت کائنات ﷺ کے ذاتی نام میں خصوصیت:

ایک اور نکتہ سنیے...... آپ کہیے اللہ...... اس میں چار حروف ہیں...... ایک الف دو لام ایک ہا...... یہ اللہ کا ذاتی نام ہے...... اور باقی سب صفاتی نام ہیں......

......رَحْمَانُ ......

...... رَحِیْمُ ......

...... سَتَّارُ ......

...... غَفَّارُ ......

...... جَبَّارُ ......

...... قَھَّارُ ......

ذاتی اور صفاتی ناموں میں ایک فرق ہے...... وہ ایک فرق یہ ہے...... کہ صفاتی نام میں سے آپ ایک حرف جدا کریں...... مفہوم ختم ہو جائے گا......

رَحْمَانُ میں سے حرف ر نکالیں...... حمان مہمل کلمہ

رَحِیْمُ میں سے حرف ر نکالیں ...... حیم مہمل کلمہ

سَتَّارُ میں سے حرف س نکالیں...... تار مہمل کلمہ

جَبَّارُ میں سے حرف جیم نکالیں...... بار مہمل کلمہ

قَھَّارُ میں سے حرف قاف نکالیں...... ہار مہمل کلمہ

ایک ایک حرف نکالتے جائیں...... معنی و مطلب ختم ہو جائے گا...... لیکن اللہ یہ خدا کا ذاتی نام ہے...... لفظ اللہ میں چار حروف ہیں...... ایک الف دو لام ایک ہاء

لفظ اللہ سے الف جدا کرو...... للہ بنے گا...... قران کہتا ہے

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

اور لام کو جدا کرو...... لہ بن جائے گا...... قران کہتا ہے

لَہٗ مَافِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

اور دوسری لام کو علیحدہ کر دو...... صرف ''ہ'' بن جائے گا...... قران کہتا ہے

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

یہ اللہ کے ذاتی نام کی خصوصیات ہیں...... ایسے ہی آدمؑ سے عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں کے

ناموں میں......اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں یہ امتیاز ہے

لفظ آدمؑ سے حرف الف جدا کرو......تو معنی ختم

لفظ نوحؑ سے حرف نون جدا کرو......تو معنی ختم

لفظ یعقوبؑ سے یاء نکال دو......تو معنی ختم

لفظ یوسفؑ سے یاء نکال دو......تو مفہوم ختم

لفظ زکریاؑ میں سے زاء نکال دو......تو مفہوم ختم

لفظ دانیالؑ سے دال نکال دو......تو مفہوم ختم

لفظ یحیٰؑ سے یاء نکال دو......تو مفہوم ختم

لفظ عیسیٰؑ میں عین نکال دو......تو مفہوم ختم

تمام انبیاءؑ کے ناموں میں اور میرے پیغمبر ﷺ کے نام میں یہ فرق ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں تعریفوں والے......لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں چار حروف ہیں۔

لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میم نکالو......حمد بنے گا......جس کا معنی ہے......مجسمہ تعریف

لفظ حمد کی حاء جدا کردو......مد بنے گا......جس کا معنی ہے......لوگوں کو نیکی کی طرف کھینچنے والا

لفظ مد کی میم جدا کردو......صرف دال بنے گا......جس کا معنی ہے

الدال علی الخیر......دنیا کو ہدایت کی راہ دکھلانے والا۔

مقصد زندگی وطرز زندگی:

اب ذرا توجہ کریں......پیغمبر ﷺ کا نام اعلیٰ ہے

پیغمبر ﷺ کا مقام اعلیٰ ہے

پیغمبر ﷺ کا کلمہ اعلیٰ ہے

پیغمبر ﷺ کی نبوت اعلیٰ ہے

ہر نبی کی نبوت کی ایک حد متعین ہوئی

آدمؑ آئے حد متعین تھی

نوحؑ آئے حد متعین تھی

ابرہیمؑ آئے حد متعین تھی

یوسفؑ آئے حد متعین تھی

موسیٰؑ آئے حد متعین تھی

جب آمنہ کے دریتیم ﷺ کی باری آئی...... حدود ختم کر دی گئیں...... بورڈ اتار دیئے گئے...... اشارہ کر کے دنیا کو بتا دیا گیا...... کائنات والو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اس کلمہ کے دو حصے ہیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دعویٰ ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دلیل ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلام ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کلیم ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مقصد زندگی ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ طرز زندگی ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مقام بندگی ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نظام زندگی ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ توحید ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ رسالت ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اقرار ربوبیت ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اظہار نبوت ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اس رب کی الوہیت کا اعلان ہے...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس محبوب ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ...... اشارہ کر کے بتایا گیا ہے...... کہ کائنات والو......

جب تک اس رب کی الوہیت رہے گی......اس محبوب ﷺ کی نبوت رہے گی...... وہ رب العلمین رہے گا...... یہ رحمت العلمین رہے گا۔

اس رب کے علاوہ الہ کوئی نہیں......اس محبوب کے سوا مصطفیٰ ﷺ کوئی نہیں......اس پہ ربوبیت ختم ہے......اس پہ نبوت ختم ہے......لاکھوں قیامتیں برپا ہو جائیں......خدا بن کر عرش پر جا کوئی نہیں سکتا......نبی بن کر فرش پر آ کوئی نہیں سکتا۔

تمام انبیاءؑ کا معراج وانکی کیفیت:

پیغمبر ﷺ کے بہت سارے اعجازات اور بہت ساری خصوصیات ہیں......ان میں سے ایک اعجاز یہ ہے......کہ معراج کے معنی ہیں......عظمت عطا کرنا......قرب عطا کرنا......بلندیاں عطا کرنا۔

اے اللہ......کس کس کو قرب ملا......آدمؑ سے عیسیٰؑ تک سب کو قرب ملا......ان میں اور محبوب ﷺ کے قرب میں......جہاں اور سب باتوں میں فرق ہے......وہاں ایک فرق یہ بھی ہے......کہ جب آدم ﷺ کی باری آئی......تو آواز آئی

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

میں آدم کو خلافت کا تاج عطا کر رہا ہوں ......اور جب آدمؑ کو تاج خلافت عطا کیا گیا......آدمؑ کو معراج عطا ہوا۔

آدمؑ جنت میں معراج نہیں ہوگا......تمہیں زمین پر جانا ہوگا......خلافت وہاں عطا کروں گا۔

جب نوحؑ کے معراج کی باری آئی......نوح تمہیں کشتی میں معراج ہوگا

جب خلیلؑ کے معراج کی باری آئی......آگ کے پچھ میں معراج ہوگا

جب اسماعیلؑ کے معراج کی باری آئی......چھری کے نیچے معراج ہوگا

جب یعقوب ؑ کے معراج کی باری آئی...... بیٹے کی جدائی میں رو رو کر معراج کرایا جائے گا۔

جب یوسف ؑ کے معراج کی باری آئی...... کنویں میں گرا کر معراج کرایا جائے گا۔

جب کلیم ؑ کی باری آئی...... وادی طور پر معراج کرایا جائے گا۔

جب عیسیٰ ؑ روح اللہ کی باری آئی...... تختہ دار پر دشمن لے کر جانے کیلئے تیار ہے...... اس وقت معراج کرایا جاتا ہے...... سب کو معراج فرش پر ہوتا ہے...... اور جب آمنہ کے در یتیم ﷺ کی باری آتی ہے...... محبوب گھبرایئے مت...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان انبیاء کی نبوت میں یہی اعجاز و امتیاز ہے۔ سب انبیاء ؑ کا معراج زمین پر ہے...... اور اس محبوب کا معراج عرش بریں پر ہے۔

پیغمبر ﷺ کی ولادت کی کہانی اماں کی زبانی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اماں بی بی آمنہ کہتی ہے...... کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے...... تو میں اس بچہ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران تھی...... میں خوش ہو رہی تھی مسرت کی کوئی انتہاء نہ تھی۔

یکا یک آنکھوں میں دو آنسو آ گئے...... میں رونے لگ گئی...... میں سوچنے لگ گئی...... کاش......

آج اس بچہ کے ابا ہوتے...... کتنے خوش ہوتے......؟

آج اس کے ابا ہوتے...... اپنے بیٹے کو کندھوں پر اٹھا کر سیر کرواتے

آج اس کے ابا ہوتے...... آج ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوتی......

اماں کی طرف غیبی آواز:

...... آواز آتی ہے آمنہ......

گھبرانے کی ضرورت نہیں

فکر کرنے کی ضرورت نہیں

رونے کی ضرورت نہیں

چلانے کی ضرورت نہیں

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

ہم نے تیرے بچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حکمت کے تحت یتیم پیدا کیا...... اس لئے کل کو دنیا یہ نہ کہے...... کہ اس کی نبوت شاید عبداللہ کے سہارے پر چمکی......

بی بی آمنہ کہتی ہے...... میں یہ سوچ رہی ہوں...... تو اچانک آواز سنتی ہوں...... آواز آئی آمنہ...... گھبرانے کی ضروت نہیں...... تو فکر کس لیے کر رہی ہے......؟ تیرے یتیم کو اگر کھلونے کی ضرورت پڑے گی...... تو انگلی کے اشارہ سے چاند کو رقص کرواؤں گا۔

آمنہ تو فکر نہ کر...... تیرے یتیم کو اگر نیند کرنے کی ضرورت پڑے گی...... تو حطیم کعبہ میں میٹھی نیند سلواؤنگا۔

تیرے یتیم کو اگر سواری کی ضرورت پڑے گی...... تو آسمانوں سے براق اترواؤں گا

تیرے یتیم کو اگر سیر کی ضرورت پڑے گی...... دنیا زمین پر سیر کرتی ہے...... تیرے یتیم کو عرش بریں پر سیر کرواؤں گا...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کے معراج میں یہ ایک فرق ہے۔

معجزات پیغمبر ﷺ اور معجزہ کے معنی:

معراج حضور ﷺ کا ایک معجزہ ہے...... معجزہ کا معنی مقابل کو عاجز کرنا...... پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی ایک معجزہ ہے...... میرا اور میرے اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی معجزہ ہے۔

نبی ﷺ کی نگاہ معجزہ

پیغمبر ﷺ کی زبان معجزہ

پیغمبر ﷺ کے قدم معجزہ

پیغمبر ﷺ کے دل ودماغ معجزہ

پیغمبر ﷺ کا وجود معجزہ

پیغمبر ﷺ کا مکہ معجزہ

پیغمبر ﷺ کا مدینہ معجزہ

پیغمبر ﷺ کا بچپن اور جوانی...... دنیا سے رخصتی تک پیغمبر ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ معجزہ ہے جس کو ایک عاشق رسول ﷺ نے دو شعروں میں حسین انداز میں سمویا ہے

حسان ابن ثابت کا رحمت کائنات کو نذرانہ عقیدت:

حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ پیغمبر کا عاشق کہتا ہے......

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

محبوب ﷺ بڑے حسین دیکھے...... بڑے مہ جبیں دیکھے...... بڑے نازنین دیکھے...... لیکن میری آنکھ نے آج تک مصطفیٰ ﷺ آپ جیسا حسیں نہیں دیکھا...... پھر سوچنے لگ گئے...... کہ میری آنکھ نے نہیں دیکھا...... شاید دنیا میں کوئی ماں پیدا ہو جائے...... جو آمنہ کے بچے جیسا کوئی لال جنم دیدے...... پھر کہا

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

محبوب ﷺ لاکھوں قیامتیں قائم ہوں...... آمنہ جیسی ماں نہ پیدا ہو گی...... جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا لال جنم دے کر دکھائے...... پھر سوچا کہ شاید آخری زمانہ میں آ کر کچھ بد بخت اٹھ کر یہ کہہ دیں...... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا تو نہیں ہوئے...... آئے ضرور تھے...... کہیں آسمانوں سے اتر کر آئے تھے...... شاید وہ یہ نہ کہنا شروع کر دیں...... کہ وہ اس سے زیادہ حسین ہو گا...... جو آسمانوں سے اترا۔

رحمت کائنات ﷺ کا عیبوں سے پاک ہونا:

حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتا ہے......

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

......محبوب ﷺ ایسے معلوم ہوتا ہے...... خدا نے آپ کو تمام عیوب سے ایسے مبرا کر کے پیدا کیا...... کہا......

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

......اتنا پاک پیدا کیا کہ......

مفتی کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

شیخ الحدیث کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاؤ

محدث کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

محقق کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

مدقق کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

مفسر کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

عالم کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

مناظر کو حکم دیا...... عیب کے قریب نہ جاو

مبلغ کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

منصف کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

مولف کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

مرتب کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

مورخ کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

مدبر کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

مفکر کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

صحافی کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

شاعر کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

سیاست دان کوحکم دیا......عیب کے قریب نہ جاو

اور عیب کوحکم دیا کہ خبردار میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جانا۔

نگاہ پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

اے حسان رضی اللہ عنہ تیرے عشق پر قربان...... کہتا ہے......محبوب ﷺ ایسے معلوم ہوتا ہے...... کہ خالق لم یزل نے پوچھا ہوگا اور آپ نے اس کا جواب دیا ہوگا خدا نے پوچھا ہوگا کہ محبوب ﷺ کیسا بناؤں شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو کہ مولا اگر میری مرضی کے مطابق بنانا ہے۔

تو پھر مجھے اتنا حسین بنا دے......نگاہ وہ عطا کر

ابوبکر کو دیکھوں تو صدیق رضی اللہ عنہ بن جائے

عمر پہ اٹھے تو فاروق رضی اللہ عنہ بن جائے

عثمان پہ نگاہ اٹھے تو ذوالنورین رضی اللہ عنہ بن جائے

علی کو دیکھوں تو حیدر کرار رضی اللہ عنہ بن جائے

معاویہ کو دیکھوں تو سیاست دان بن جائے

ابوہریرہ کو دیکھوں تو حافظ الحدیث رضی اللہ عنہ بن جائے

ابن مسعود پہ نگاہ اٹھے تو فقیہ امت رضی اللہ عنہ بن جائے

بلال پہ نگاہ اٹھے تو مسجد نبوی کا موذن بن جائے

اوئے بکتے ہوئے سلمان پر نگاہ پڑے تو وہ خاندان نبوت ﷺ میں سے کہلائے

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

دست پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

میرا وجدان یہ کہتا ہے...... میرا عشق یہ کہتا ہے...... میرا ذوق یہ کہتا ہے...... میرا ولولہ یہ کہتا ہے...... خالق یزل نے پوچھا ہوگا...... محبوب ﷺ بے مثل کیسا بناؤں ...... تو شاید محبوب آپ نے کہا ہو یہ میرا عاشقانہ تصور ہے...... کہ مولیٰ اگر میری مرضی کے مطابق بنانا ہے...... تو مجھے ایسا بنا ہاتھ وہ عطا کر ان ہاتھوں کو اکٹھا کروں تو آسمان پہ بادل جمع ہو جائیں۔

ہاتھوں کو چہرے پے پھیر نہ پاؤں بارش برسنا شروع ہو جائے...... میں انہی ہاتھوں کی انگلی سے اشارہ کروں چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔

ام معبد کی بکری پر ہاتھ پھیر دوں تو وہ دودھ دینے لگ جائے...... جلیبیب رضی اللہ عنہ کے سیاہ چہرے پر پھیر دوں چہرہ منور اور روشن ہو جائے...... کنکریوں کو ہاتھ میں لوں وہ بھی کلمہ پڑھنا شروع کر دیں...... عرش والا میری مرضی کے مطابق بنانا ہے ہاتھ وہ عطا کر غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگوں عمر رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔

لسان پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

کہتا ہے

كَانَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

میرا وجدان یہ کہتا ہے...... میرا عشق یہ کہتا ہے...... میرا شوق یہ کہتا ہے...... میرا ذوق یہ کہتا ہے...... اس خالق لم یزل نے پوچھا ہوگا...... کہ محبوب ﷺ کیسا بنائیں...... تو شاید آقا ﷺ آپ نے کہہ دیا ہو کہ مولا اگر میری مرضی کے مطابق بنانا ہے...... تو زبان وہ عطا کر اس سے جو جملہ نکلے اس کو کلام اللہ کہیں...... اس سے جو جملہ نکلے کلام رسول اللہ ﷺ کہیں۔

لعاب پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

اسی لعاب دہن کو اگر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگاؤں تو تریاق کا کام دیدے

اسی لعاب دہن کو علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پہ لگا دوں تو شفاء کا کام دیدے

اسی لعاب دہن کو کھارے کنویں میں ڈال دوں تو وہ میٹھا ہو جائے

اسی لعاب دہن کو تین آدمیوں کی روٹی میں ڈال دوں وہ روٹی تین سو آدمیوں کے لئے کفایت کر جائے۔

قدم پیغمبر ﷺ سے انقلاب:

عرش والا...... اگر میری مرضی کے مطابق بنانا ہے...... مجھے قدم وہ عطا کر...... کہ اگر قدم مکہ کی پتھریلی دھرتی پہ رکھوں اس کو مکرمہ بنا دے...... اگر میں یثرب کے کھجوروں کے شہر پہ قدم رکھوں تو مدینہ منورہ بن جائے۔

اگر میں بیت المقدس میں قدم رکھوں...... تو امام الانبیاءؑ بن جاؤں۔

اگر میں بیت المعمور میں قدم رکھوں تو امام الملائکہؑ بن جاؤں

اور یہ محمد خاکی وجود سمیت اگر تیرے عرش بریں پر قدم رکھے...... تو قیامت تک محمد کی

آمد پہ عرش بھی ناز کرتا رہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا...... کہ حضور ﷺ کا پورا وجود معجزہ ہے

نگاہ معجزہ ہے

زبان معجزہ ہے

ہاتھ معجزہ ہیں

قدم معجزہ ہیں

سب سے اعلیٰ اور نرالا معجزہ:

ان سب معجزوں میں ایک یہ اعلیٰ اور نرالا معجزہ ہے کہ سب انبیاءؑ کو معراج فرش پر ہوتا ہے...... آقا ﷺ کو معرج عرش پر ہوتا ہے۔

پھر ان انبیاءؑ کے معراجوں میں اور محبوب ﷺ کی معراج میں بہت بڑا فرق ہے ان (انبیاءؑ) کا معراج امتحان کے طور پر ہے۔

ابراہیمؑ کا معراج امتحان ہے

یعقوبؑ کا معراج امتحان ہے

یوسفؑ کا معراج امتحان ہے

زکریاؑ کا معراج امتحان ہے

سب انبیاءؑ کو معراج ہوتا ہے امتحان بن کر اور جب آمنہ کے در یتیم ﷺ کو معراج ہوتا ہے تو انعام بن کر۔

صفات پیغمبر ﷺ قرآن کی زبانی:

میرے محترم دوستو اللہ کا سارا قرآن حضور ﷺ کی زندگی ہے...... علمائے دیوبند کے اسٹیج سے علمائے دیوبند کی ترجمانی کرتے ہوئے انکا ایک ادنیٰ سا خادم اور رضا کار ہونے کی

حیثیت سے کھلے لفظوں میں میں کہتا ہوں...... کہ دنیا والو دیوان تو پڑھتے ہو خدا کی قسم خدا کے قران کو پڑھو۔

پیغمبر ﷺ کی زندگی دیوان فرید میں نہیں...... نبی ﷺ کی زندگی قران مجید میں نظر آتی ہے...... آپ قران کو پڑھیں تو قران عقدے کھولتا ہے

قران میرے نبی ﷺ کی نگاہ کیا ہے؟ کہتا ہے

مَازَاغَ الْبَصَرُ

پوچھا زبان کیا ہے؟ کہا

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

پوچھا ہاتھ کیا ہیں؟ کہا

وما رميت اذرميت ولكن الله رمىٰ

پوچھا میرے نبی ﷺ کا دل کیا ہے؟ کہا

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

میں نے پوچھا میرے نبی ﷺ کا سینہ کیا ہے؟ کہا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی گفتار کیا ہے؟ کہا

وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَاِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

میں نے پوچھا لباس کیا ہے؟ کہا

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کا ماحول کیا ہے؟ کہا

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی آمد کیا ہے؟ کہا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی بچپنی کیا ہے؟ کہا

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی جوانی کیا ہے؟ کہا

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی بہادری کیا ہے؟ کہا

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی نرم مزاجی کیا ہے؟ کہا

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ

میں نے پوچھا نبی ﷺ کی محنت کیا ہے؟ کہا

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی اطاعت کیا ہے؟ کہا

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کے یار کون ہیں؟ کہا

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کا خاندان کیا ہے؟ کہا

اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کی ازواج کون ہیں؟ کہا

اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

میں نے پوچھا قرآن یہ بتا پیغمبر ﷺ کا مقام کیا ہے؟ کہا

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔

میں نے پوچھا پیغمبر ﷺ کا پروگرام کیا ہے؟ کہا

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ

میں نے کہا پیغمبر ﷺ کے دشمنوں کا انجام کیا ہے؟ کہا

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

میں نے کہا نبوت کا چہرہ کیا ہے؟ قرآن نے کہا وَالضُّحٰی

میں نے کہا مصطفیٰ ﷺ کی زلفیں کیا ہیں؟ کہنے لگا

وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی

میں نے کہا پیغمبر ﷺ میدان جہاد میں جائے تو کیا کہتے ہو؟ کہا

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ

میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدان تبلیغ میں اتریں تو کیا کہتے ہو؟ کہا

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

میں نے کہا رسول اکرم ﷺ معراج پر گئے تو کیا کہتے ہو کہا

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ

میں نے کہا یہ تو زمین کی بات ہے لوگ کہتے ہیں...... آسمانوں پر جا کر خدا بن گئے؟ کہا غلط کہتے ہیں

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی

میں نے کہا حضور ﷺ کی سیرت کیا ہے؟ کہا

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

میں نے کہا پیغمبر ﷺ کی ازدواجی زندگی کیا ہے...... کہا

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ

میں نے کہا اے اللہ کے قران میرے پیغمبر ﷺ کا شہر کیا ہے......؟ کہنے لگا

هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ

میں نے کہا پیغمبر ﷺ کا زمانہ کیا ہے......؟ قران نے کہا و العصر

میں نے کہا پیغمبر ﷺ کی زندگی کیا ہے......؟ کہا

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

میں نے کہا نبی ﷺ کی دنیا سے رخصتی کیا ہے......؟ کہا

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ

میں نے کہا پیغمبر ﷺ کی زندگی کا خلاصہ کیا ہے......؟ کہا

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؛

قران سے پوچھا تجھے کس نے بھیجا......؟ کہنے لگا

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ

میں نے کہا کون لے کر آیا ہے......؟ کہنے لگا

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ

میں نے کہا کس پر آئے ہو......؟ کہنے لگا

نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

میں نے کہا کب آئے ہو......؟ کہنے لگا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ

میں نے کہا کیا تاریخ تھی......؟ کہنے لگا

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

میں نے کہا آمد کا مقصد کیا تھا......؟ کہنے لگا

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

میں نے کہا تجھ میں کوئی شک تو نہیں......؟ کہنے لگا

لَارَیْبَ فِیْہِ

میں نے کہا کیوں شک نہیں......؟ چیلنج کیا ہے کہنے لگا

اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ

میں نے کہا قران یہ تو بتا دو اتنا بڑا چیلنج کیوں دیتے ہو......؟ کہنے لگا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ

میں نے کہا قران مجھے اتنی تو بتا دے......کہ پیغمبر ﷺ کی سیرت اور زندگی کیا ہے کہا

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

الحمد سے والناس تک پورے قران کی سات منزلیں

پورے قران کے تیس پارے

پورے قران کے چودہ سجدے

پورے قران مجید کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں

پورے قران مجید کے پانچ سو چالیس رکوع

پورے قران مجید کی سترہ سو اکہتر مدیں

پورے قران مجید کی بارہ سو چوہتر شدیں

پورے قران مجید کے تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس حروف

جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر نازل کیے جو آج بھی محفوظ ہیں اور یہ سارا قران مجید حضور ﷺ کی زندگی کا نام ہے۔

اللہ رحمت کائنات ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

پیغمبر انقلاب

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... لقد من اللّٰه علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوعلیهم آیته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ...... قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فضلت علی الانبیاء بسِتٍّ اعطیتُ جوامع الکلم ونصرت بالرعب ...... واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض ......ومسجدا وطهورا واُرسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون ......(۱)وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم......انا محمد واحمد وانا الماحی الذی یمحواللّٰه بی الکفر وانا الحاشرُ الذی یُحشرالناسُ علی قدمی وانا العاقب ......(۲)وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنة رسوله...... (۳)

---

(۱) صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱ عن ابی هریرهؓ / مشکوۃ ص۵۱۲ ج ۲ / مجمع الزوائد ص ۸٤ ج۸ طبقات ابن سعد ص ۱۰۵ ج۱ / فتح الباری ص ۵۵۵ ج ٦ /

(۲) صحیح مسلم ص ۲٦۱ ج ۲ بیروت (۲۳۵٤) / صحیح بخاری ص ۵۰۱ ج۱ / بیروت (۳۲ ۳۵) مشکوۃ ص ۵۱۵ ص ۲ / الحمیدی (۵۵۵) جامع الترمذی ص ج بیروت (۲۸٤۰) مسند احمد ص ۸۰ ج ٦ / زاد المعاد بیروت ص ۳۲ ج۱ / (۳) مسند احمد ص ۱۷ ج ۳ / ترمذی ص ۲۱۹ ج۲ /

او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اشعار:

در فشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
اللہ اللہ! کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحراء کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دریتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کردیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا
رسول مجتبیٰ ﷺ کہیے محمد مصطفیٰ ﷺ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء ﷺ کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب ﷺ خدا کہیے
جبین ورخ محمد ﷺ کے تجلی ہی تجلی ہے
جسے شمس الضحیٰ کہیے جسے بدرالدجیٰ کہیے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہوجائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صلی علیٰ کہیے

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......! قابل قدر بزرگو......!دوستو اور بھائیو......!اور اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے والے لاڈلے اور پیارے بچو......! آج کے جمعہ میں پیغمبر انقلاب کی مناسبت سے میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں......اور وہ تینوں باتیں اللہ نے اس آیت مبارکہ میں خود بیان فرمائی ہیں......کہ محبوب ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی......؟ آمنہؓ کے دریتیم آئے تو کیا انقلاب آیا...... اور جب محبوب ﷺ دنیا سے گئے تو کیا دے کر گئے......؟اور میرا وجدان یہ کہتا ہے......کہ محبوب ﷺ کی زندگی کا خلاصہ بھی یہی تین چیزیں ہیں......اور یہ تینوں باتیں قرآن نے اس آیت کریمہ میں بیان کی ہیں......تین چیزیں ہیں......ان تین چیزوں کو سامنے رکھیں......تو بہت سارے مسائل حل ہوں گے...... (انشاء اللہ)

جب تک محبوب ﷺ نہیں تشریف لائے تھے......تو کیا حالت تھی......؟ ذرا انسانیت کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں......! دورِ جاہلیت اس زمانہ کو کہا جاتا ہے...... جب حضورؐ دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے......عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد محبوب ﷺ کے آنے سے پہلے تقریباً پانچ سو سال کا ایک طویل عرصہ گذرا...... پوری دھرتی پر جہالت کا اندھیرا......ظلمت کا بسیرا...... گمراہی کا ڈیرا...... ہر طرف بدعات، رسومات نے ڈیرے ڈال لئے تھے......اللہ کے قرآن نے اس کے لئے جو جملہ استعمال کیا ہے......وہ بڑا عجیب ہے......فرماتے ہیں......ظھر الفساد فی البر و البحر...... خشکی اور تری میں......جنگلوں اور دیہاتوں میں، پوری دنیا میں، ایسا فساد برپا ہو چکا تھا......کہ......امن نام کی دنیا میں کوئی

چیز نہیں تھی......انسان کو انسان کھا رہا تھا......درندہ کو درندہ نوچ رہا تھا......حتیٰ کہ ہر چیز دوسرے کی دشمن اور مخالف تھی......زمین و آسمان میں فساد پھیل چکا تھا......بحر و بر میں فساد پھیل چکا تھا......نہ اخلاق نام کی کوئی چیز تھی......نہ عقیدہ نام کی کوئی چیز تھی......نہ اعمال صالحہ نام کی کوئی چیز تھی......جب محبوب ﷺ انہیں آئے تھے......پوری دنیا میں اندھیرے اس انداز سے چھا چکے تھے......یہ ایسا دور تھا......جس میں گھٹا ٹوپ کفر و ظلمت کا اندھیرا تھا......یہ محبوب ﷺ کی آمد سے پہلے کا دور تھا......جس وقت اتنا فساد پھیل چکا تھا......آپ اس حوالہ سے اس بات کو نوٹ کریں۔

مذہب اسلام کا سب سے پہلا عقیدہ:

جہاں تک عبادت کا تعلق ہے......عقیدہ کا تعلق ہے......سب سے پہلے اسلام کا عقیدہ، عقیدہ توحید ہے......توحید کے عقیدہ کا اس وقت یہ حشر ہو چکا تھا......اللہ معاف فرمائے......یہودیوں نے دو خدا بنائے تھے......عیسائیوں کے تین معبود تھے......ہندو ساٹھ ہزار بتوں کی پوجا کرتے تھے......آتش پرستوں نے آگ کی پوجا شروع کر دی تھی......ستارے پرستوں نے چاند، ستاروں کی پوجا شروع کر دی تھی۔

کتابوں میں لکھا ہے......اس جہالت کا عالم یہ ہوتا تھا......کہ پتھر کی پوجا......درخت کی پوجا......مکڑی کی پوجا......حتیٰ کہ جانوروں میں سے درندوں کی پوجا......سانپ کی پوجا......بچھو کی پوجا......بچھو کو معبود سمجھتے تھے......کہ اس میں ڈسنے کی طاقت ہے......سانپ کو رب سمجھا جاتا تھا......کہ اس میں مارنے کی قوت ہے......درندوں اور جانوروں کو معبود سمجھا جاتا تھا......پھر انسانوں میں یہ تفاوت تھا......چھوٹے جو لوگ ہیں......ان لوگوں کی حالت یہ تھی......کہ غلامی کی زندگی بسر کرتے تھے......بادشاہ اور حاکم کو جب کسی پر غصہ آتا اس کی آنکھ نکال کر اس میں تیل ڈال کر اس میں بتی لگا کر وہاں چراغ جلایا کرتے تھے

......آپ اندازہ کریں......!اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی...... یہاں تک لکھا ہے...... کہ انسان درندہ کو اپنی جگہ مجھے اس محفل کی عظمت زیب نہیں دیتی کہ وہ جملے کہوں...... انسان کے جسم میں سب سے آلودہ حصہ جس کو ہم پیشاب کی نالی کہتے ہیں......لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے...... یہ کفر وضلالت تھی...... جو اس وقت پھیل چکی تھی۔

بعثت نبوی ﷺ سے قبل معاشرہ کی کیفیت:

معاشرتی برائیوں پر نظر ڈالیں......! تو آپ حیران ہو جائیں گے......!معاشرہ سارے کا سارا تباہ کن ہو چکا تھا...... اخلاقیات بالکل ختم ہو چکے تھے......شراب شربت کی طرح پی جاتی تھی......زنا مشغلہ کے طور پر ہوتا تھا......عیاشی عام ہو چکی تھی...... حتیٰ کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اس انداز سے شریف تصور نہیں کرتا تھا...... بلکہ وہاں شریف نام ہی اس آدمی کا تھا...... جو سب سے بڑا غنڈہ اور بدمعاش ہوتا......وہ سب سے بڑا با کردار تصور کیا جاتا تھا...... پھر معاشرتی برائیوں میں عجیب انداز سے برائیاں پھیلیں......انسانیت دم توڑ چکی تھی......بچوں کا ازباح عام تھا......قتل عام تھا...... بے ہودگی کا عالم یہ ہوتا تھا۔

پانچ پانچ بیٹوں کا ماں کے ساتھ زنا کرنا:

کتابوں میں لکھا ہے......کہ بیٹا اپنی ماں کے پاس آتا......آکر یہ جملے کہتا...... کہ اے میری امی میرا باپ مر چکا ہے......ہم اپنے باپ کی میراث تقسیم کر چکے ہیں......ہم سب بھائیوں نے ساری جائیداد تقسیم کر لی ہے......تو بھی ہمارے باپ کی جائیداد کا حصہ ہے......ہم تجھے بھی تقسیم کرنا چاہتے ہیں......ماں کہتی غیرت کھاؤ......!میں تمہاری ماں ہوں...... مجھے تقسیم کرو گے۔

کہتا امی! ماں اپنی جگہ پر ہے...... ہے تو میرے باپ کی جائیداد کا حصہ اس لئے تجھے تقسیم کرتے

ہیں...... پانچ پانچ بیٹے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا کرتے تھے......(۱)

عورتوں کی مظلومیت:

مسلمانو......! اس محبوب ﷺ کی آمد سے پہلے ظلم و ستم کا عالم یہ ہو چکا تھا...... میں ان تمام واقعات کو دہرانا نہیں چاہتا...... بھائی بہن کا سودا سر بازار کرتا تھا...... باپ اپنی بیٹی کو قتل کرنا فخر سمجھتا تھا......نکاح نام کی دنیا میں کوئی چیز نہیں تھی...... جیسے آج کل بعض بد بخت لوگ کہہ دیتے ہیں...... ہزار طلاق دو ایک ہی ہوگی......زیادہ نہیں ہوں گی......اس زمانہ میں بھی اس قسم کے جاہل لوگ ہوتے تھے...... جب چاہے عورت کو طلاق دے دو...... جب چاہے اسے نکاح میں رکھ لو......ان کے ہاں طلاق کا کوئی تصور بھی نہیں ہوتا تھا......ایک ایک عورت کے دس دس شوہر ہوتے تھے......توجہ سے بات کو سمجھنا......! دس آدمیوں کے ساتھ ایک عورت نکاح کرتی ......اور جب اس کا بچہ پیدا ہوتا......تو وہ دس آدمی یوں لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے......اور اس عورت پر فیصلہ چھوڑا جاتا......تو بتا یہ کس کے صلب سے ہے ...... یہ کس کا بیٹا ہے......وہ جس کی طرف اشارہ کرتی اس کا نسب ثابت ہوتا...... باقی سب کو آزاد کر دیا جاتا......عورت یوں مظلومیت کی زندگی بسر کرتی تھی۔

گندی عورتوں کا مطالبہ:

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا ......عورت اس کو ترجیح دیتی...... کہ مجھے اس کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے ...... میں دنیا کی زندگی میں نہ جیوں......اس لئے کہ اس عورت کو یہ چار ماہ جو عدت کے آپ کے ہاں تصور کئے جاتے ہیں اسلام کی عظمتیں، واللہ ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے......آج اس معاشرہ میں گندی بد بخت اور

---

(۱) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۹۱ ج ۶ مطبوعہ الفیصل لاہور

بدترین عورتیں جو کھڑی ہو کر مطالبے کرتی ہیں...... کہ ہمیں آزادی ملنی چاہئے ہم بے پردہ ہوں......اور ہمیں معاشرہ میں مقام ملنا چاہئے......ہمیں نوکریاں ملنی چاہئیں...... وہ بدبخت عورت سمجھ ہی نہیں سکتی...... کہ اسلام نے اس عورت کو کتنا بڑا مقام دیا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں بیوہ عورت کے ساتھ سلوک:

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ اس وقت ظلم وستم کا عالم یہ ہوتا تھا...... جہالت و بربریت کے ستم کی حالت یہ ہوتی تھی......عورت اس بات کو پسند کرتی کہ میں اس کے ساتھ مر جاؤں...... مجھے اس کے ساتھ زندہ دفن کر دیا جائے......اس لئے کہ جس کا شوہر مر جاتا ......اس عورت کو بند کمرے میں بند کر دیتے...... چار ماہ دس دن تک یہ جو عدت کے دن ہیں ......نہ اس کو کوئی ملتا نہ اس سے کوئی آدمی بات کرتا......نہ اس کو اندر کوئی کپڑے دیئے جاتے ......نہ اس کو رہنے سہنے کی کوئی چیز دی جاتی...... بلکہ اس کو بند کمرہ میں بند کر کے انہی کپڑوں کے ساتھ جس کے ساتھ اس کو وہاں ڈالا گیا ہے...... چار ماہ دس دن کے بعد جب اس کو چھوڑتے، باہر نکالتے......اس کے جسم میں اتنی بدبو ہوتی تھی...... کہ اگر کوئی جانور بھی اس کے قریب کھڑا ہوتا وہ چیخیں مار کر دور ہو جاتا......(۱) اور پھر اس کے بعد اس عورت کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا جاتا...... یہ ظلم وستم کا عالم تھا......میں واقعات کو سناؤں تو شاید سارا عنوان اسی پر چلا جائے......میں تین چیزیں آپ حضرات کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں...... آمد سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی؟ پیغمبر ﷺ آئے تو کیا انقلاب آیا محبوب ﷺ گئے تو ہمیں کیا دے کر گئے۔

---

(۱) سنن ابوداؤد شریف کتاب النکاح باب احداد المتوفی عنہا زوجہا

زندہ دفن کرنے کا سیلاب:

یہ پہلی چیز ہے...... کتابوں میں یہاں تک لکھا ہوا ہے...... ایک دفعہ رحمت کائنات امام الانبیاء نے ایک آدمی کو دیکھا...... چھوٹی سی بچی اس کے سامنے بیٹھی ہے...... اور وہ اپنی بچی کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے......اور اس کو گلے سے لگاتا ہے......اور اس سے پیار کرتا ہے......حضورؐ نے یہ دیکھ کر کہا کہ تجھے یہ پیاری لگتی ہے؟ اس نے کہا اللہ کے محبوبؐ جب آپ نہیں آئے تھے...... میں نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھود کے آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا ہے......(۱) محبوبؐ یہ تو تیری نبوت ہے...... جس نے یہ سکھایا ہے...... کہ بیٹی دفن کرنے کے لائق نہیں...... یہ تو بوسہ دینے اور چومنے کے قابل ہے......ایک صحابیؓ رحمت کائنات کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے......کہتا ہے اللہ کے محبوبؐ میں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کروں...... میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے......؟ آپ نے فرمایا سب معاف ہو جائیں گے ......کہتا ہے آقاؐ ایک گناہ ایسا بھی ہے......جب میں اسے یاد کرتا ہوں میری چیخیں نکل جاتی ہیں...... میرے تصور میں آتا ہے...... میں تڑپتا ہوں...... حضورؐ نے فرمایا کیسا گناہ ہے...... چوری کی ہے......؟ محبوبؐ اس سے بھی بڑا ہے......شراب پی ہے......؟ آقاؐ اس سے بھی بڑا گناہ ہے...... زنا کیا ہے......؟ نہیں محبوبؐ اس سے بھی بڑا گناہ ہے...... کسی کو قتل کیا ہے......؟ آقاؐ اس سے بھی بڑا گناہ ہے......کہ قتل بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں......آپؐ نے فرمایا کیا گناہ ہے......؟ کیا کیا ہے......؟ اس نے کہا محبوبؐ زمانۂ جاہلیت تھا......بیٹی ہمارے لئے معاشرہ میں سب سے بڑا عیب تھی...... چنانچہ میرے ظلم و ستم کا عالم یہ تھا...... میں سفر پر جا رہا تھا......میں نے اپنی بیوی کو کہا عرب کے دستور و رواج کے مطابق اگر بیٹا

---

(۱) تفسیر ابن جریر و ابن کثیر سورۃ اذا الشمس کورت

پیدا ہوا......اس بچہ کی عزت کرنا......عظمت کرنا......اس کا خیال رکھنا......اس کو پالنا......
اس کی تربیت کرنا......اور اگر بیٹی پیدا ہو تو عرب کے دستور کے مطابق گڑھا کھود کے اس کو
دفن کر دینا......کہا میں سفر پر چلا گیا......عرصۂ دراز کے بعد سفر سے واپس آیا......کئی سالوں
کے بعد گھر لوٹا......آج کل بھی لوگ ہمارے ہاں کئی کئی سالوں کا سفر کرتے ہیں......باہر
کے ملک میں گئے......آٹھ آٹھ دس دس سال تک واپس نہیں آتے......کسی کو کہہ دیا جائے
......اللہ کے راستے میں چالیس دن کے لئے نکل جاؤ......بخار آ جاتا ہے......اور اگر یہ کہہ دیا
جائے......امریکہ کا ویزا دیا جاتا ہے......چھ سال کے بعد واپس آؤ گے......بیوی، بچے بھی
خوش ہوتے ہیں......سب کہتے ہیں......ٹھیک ہے......اس کو باہر جانا چاہئے......دنیا میں
رواج تھا......تجارت کے حوالہ سے لوگ بڑے بڑے سفر کرتے تھے......اب وہ شخص سفر
تجارت پر جاتا ہے......اور بیوی کو کہتا ہے......دیکھ تجھے کچھ وصیتیں کر کے جاتا ہوں......ان
میں سے ایک یہ ہے......کہ میں تو جب آؤں گا......اگر یہ حمل تجھے ہے......بچہ پیدا ہو تو اس
کا خیال کرنا......بچی پیدا ہو تو گڑھا کھود کے اس میں دفن کر دینا......کہا جب میں طویل
عرصے کے بعد واپس آیا......دو ڈھائی سال گزر جانے کے بعد......میں جب واپس آتا
ہوں کافی عرصہ گزر گیا تھا......میں جب گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں......ایک چھوٹی سی بچی
بھولی بھالی سی باتیں کرتی ہے......ننھے بچوں کا پیار نرالا ہوتا ہے......اور یہ حقیقت ہے بیٹے
کی نسبت بیٹی کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے فطری طور پر بیٹیاں باپ کو بہت پیاری لگتی ہیں۔

اور میرے دوستو......! اگر ناراض نہ ہوں تو......میں ایک عجیب بات کہتا ہوں
......یہ بیٹا معاشرہ میں، چوراہوں میں تجھے ذلیل کرتا ہے......باپ کی ناک کٹواتا ہے......
اس کی عزت خاک میں ملاتا ہے......ایک بیٹی ہے......اس کا نکاح جہاں تم نے کر دیا ہے
......وہاں آپ کے سامنے سر جھکاتی ہے......بولنے کی جرأت نہیں کرتی......اللہ نے فطری

طور پر بیٹی کو شرم و حیاء دی ہے وہ شخص کہتا ہے...... مدت کے بعد میں واپس آیا تو دیکھ کر میں حیران ہو گیا...... چھوٹی بچی بھاگتی ہے...... اِدھر اُدھر دوڑتی ہے...... پیارے بول بولتی ہے...... دل کو بڑی پسند آئی...... میں نے یہ سوچا شاید کسی ہمسائے کی ہو...... شام ہوئی تو میں نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ کون ہے......؟ اس نے کہا اگر ناراض نہ ہو تو میں سچی بات بتاتی ہوں...... اس نے کہا نہیں ہوتا...... کچھ تو بتا یہ کون ہے؟ اس نے کہا تو سفر پر چلا گیا تھا...... اللہ نے یہ بچی دی تھی...... میں نے اس کو قتل نہیں کیا تھا...... اس لئے کہ تو بھی نہیں تھا ......اور میں اس کو بھی مار دیتی...... تو میں اپنا وقت کیسے گزارتی...... رات کو میں اس بیٹی کو اپنے سینے پر لٹاتی تھی...... اس سے پیار کرتی تھی...... یہ بچی پیدا ہوئی تھی...... وہ کہتا ہے...... محبوبؐ جاہلانہ غیرت نے میرے دماغ میں، جوش مارا...... پوری رات میں کروٹیں بدلتا رہا ...... مجھے نیند نہ آئی...... میری بیوی پوچھتی رہی...... خیر ہے کیا بات ہے......؟ میں کہتا کوئی بات نہیں تصور تخیل میں یہ بات تھی کہ صبح جاؤں گا...... ابوجہل کی محفل میں، ابولہب کی محفل میں، سرداران قریش بیٹھے ہوں گے...... مجھے طعنہ دے کر کہیں گے...... ارے تیری بیٹی ہے......؟ شرم نہیں آتی...... تیرا کوئی داماد بنے گا...... تیرے گھر میں بچی پیدا ہوگئی ہے......؟ اتنا معاشرہ میں عیب تصور کیا جاتا تھا...... رات کے آخری حصہ میں اٹھتا ہوں...... ایک رسی تلاش کرتا ہوں...... ایک کھدال تلاش کرتا ہوں...... اسے جا کر میں باہر رکھ آتا ہوں...... پھر آ کر لیٹتا ہوں...... کروٹیں بدلتے تڑپتے رات گزرتی ہے...... دن ہوتا ہے...... میں بیوی کو کہتا ہوں...... اس بچی کو نہلا دھلا صاف ستھرا بنا...... اس کو اچھے کپڑے پہنا...... میں ذرا اس کو اس کے ننھیال لے جاتا ہوں...... ان کے ماموں کے گھر لے جاتا ہوں...... اس بچی کو سیر کرا کے آتا ہوں...... بچی تیار ہوتی ہے...... اور وہ کہتا ہے...... میں اپنی بچی کی انگلی پکڑ کے جب میں باہر نکلتا ہوں...... وہ رسی بھی اٹھاتا ہوں...... وہ کدال بھی اٹھاتا ہوں

......جو لوگ کعبۃ اللہ دیکھ کے آئے ہیں......ان لوگوں سے پوچھئے...... جہاں ہمارے مولانا مکی حجازی کا مکان ہے......جبل کعبہ سے نیچے اترتے ہوئے وہ ایک بہت بڑا محلہ ہے...... اس کے قریب ایک بہت بڑا کھلا میدان خالی پڑا ہوا ہے...... چاروں طرف بڑی بڑی اونچی اونچی عمارتیں ہیں......لیکن درمیان میں وہ جگہ پڑی ہوئی ہے......ہم نے مولانا مکی حجازی سے پوچھا تھا......حضرت! یہ جگہ خالی کیوں ہے......؟ کہا دورِ جاہلیت کی وہ جگہ ہے...... جہاں لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرتے تھے......اب بھی اس جگہ کو کھودا جائے......تو وہاں بچیوں کی ہڈیاں نکلتی ہیں...... وہ شخص اپنی بیٹی کو وہاں کھڑا کرتا ہے...... کدال سے اس نے اسی وقت گڑھا کھودنا شروع کیا...... میری طرف دیکھیں ......اِدھر گڑھا کھود رہا ہے ......اُدھر سورج نکلتا ہے......شدت کی گرمی ہے......اس کے چہرے پر پسینہ آرہا ہے......وہ چھوٹی سی ننھی سی بچی یہ میرے پاؤں پر چوٹ لگی ہے......آج صبح پٹی باندھ رہا تھا......اپنی بیٹی کو دیکھا چھوٹی سی ہے...... دو سال کی وہ بار بار آ کر دیکھتی ......ابو یہ کیا......؟ ابو یہ کیا......؟ پریشان ہوگئی...... یہ خون نکل رہا ہے......رونا شروع کر دیا......یعنی بیٹی باپ کی تکلیف برداشت ہی نہیں کر سکتی...... عجیب حالت ہوتی ہے......تو وہ شخص کہتا ہے......میں حیران ہوگیا......کہتا ہے اس وقت میں گڑھا کھود رہا تھا......سورج کی گرمی اور تپش میرے چہرے پر پڑ رہی تھی...... پسینہ سے شرابور تھا...... وہ چھوٹی سی بچی اپنے سر کا دوپٹہ اتار کے مجھے کہتی ہے......ابو آپ کو پسینہ آرہا ہے......میں آپ کو پنکھا نہ کروں...... کپڑا اٹھا کر مجھے پنکھا کرنا شروع کر دیا......اللہ کے نبی ﷺ مجھے پھر بھی ترس نہ آیا......کہتا ہے......میرے ظلم وستم کا عالم یہ تھا......کہ میں گڑھا کھودتا ہوں...... مٹی اُڑتی ہے......میرے منہ پہ میرے کپڑوں پہ میرے چہرے پر پڑتی ہے......میرے ظلم وستم کا عالم یہ ہے...... بیٹی کی محبت کی کیفیت یہ ہے...... ہاتھ کو پکڑ کر کے کہتی ہے......ابو نیچے ہو جائیں......آپ کے چہرے پر

مٹی ہے...... میں اپنے ہاتھ سے آپ کے چہرے کی مٹی صاف کردوں...... میں اُسے مٹی
میں دفن کرنے کی سوچتا ہوں...... وہ میرے چہرے پر مٹی کی غبار بھی برداشت نہیں کرتی
...... اللہ کے نبی ﷺ جب میں نے گڑھا کھودلیا...... اور یہ محبوب ﷺ کے سامنے بیٹھ کر تذکرہ
کررہا ہے...... میں نے اپنی بیٹی کو سر کے بالوں سے پکڑا...... پکڑ کر اُسے اٹھا کر نیچے گڑھے
میں پھینکا...... بچی دھڑم سے نیچے گری...... تو اس نے اوپر دیکھ کر کہا...... ابا ہوش کر...... میں
تو تیری بیٹی ہوں...... تو نے تو کہا تھا...... ماموں کے گھر لے جاؤں گا...... کیا یہی گھر
ہے......؟ ابو خیال کر! میں تیری بچی ہوں...... محبوب اس نے ہاتھ اوپر کر کے کہا...... ابا مجھے
باہر کھینچ لے مار نہ...... لیکن محبوب ﷺ مجھے ترس نہ آیا...... میں نے زور سے اس کے ہاتھ پر
تھپڑ مار کے اس کا ہاتھ نیچے کیا...... بچی نیچے گری تو میں نے ایک بہت بڑی پتھر کی چٹان اس
کے سینہ پر رکھ دی...... نیچے بچی بلکتی ہے...... سسکتی ہے...... ہچکیاں بھرتی ہے...... اس کی
چیخیں نکلتی ہیں...... کہتا ہے محبوب میں نے مٹی ڈالنا شروع کردی...... اس کے چہرے پر مٹی
...... اس کے منہ پر مٹی، وہ مٹی میں غرق ہو رہی ہے...... آخری جملے جو اس نے کہے......
بڑے عجیب تھے...... ابو اگر تو نے مجھے قتل کرنا تھا...... مارنا تھا...... جب لے کے چلا تھا......
اتنا تو بتا دیتا...... کہ بیٹی تیرے ساتھ یہ حشر کروں گا...... کم از کم میں آتے ہوئے اپنی اماں کو
آخری سلام تو کر کے آتی...... اس ظلم و ستم کے ساتھ مجھے مار رہے ہو...... کہتا ہے محبوبؐ میری
بچی کی ہچکیاں بند ہوگئیں...... میں نے مٹی ڈال دی...... اب رات کو سوتا ہوں...... میرے
کانوں میں اس کی چیخیں محسوس ہوتی ہیں حدیث میں آتا ہے پیغمبر کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

حضورؐ نے فرمایا بس کر...... چپ رہ...... تو اتنا بے درد و ظالم ہے...... میں محمد یہ
جملے سن کر برداشت نہیں کرتا...... صحابی تڑپ گیا......؟ چیخیں مار کر رو کے کہتا ہے...... اللہ
کے نبی میں اتنا ظلم کر کے آیا ہوں...... بتایئے اگر میں کلمہ پڑھ لوں...... تو اللہ میرے گناہ

معاف کردیں گے۔

اسلام قبول کرنے سے گناہوں کی معافی:

حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا میرے یارو......! یہی تو سب سے بڑی رحمت اللہ نے مجھ کو عطا کی ہے...... کہ ہزار سال کا کافر کیوں نہ ہو...... کتنا بڑا ظالم اور جابر کیوں نہ ہو ...... جب محمد ﷺ کے قدموں میں آ کے شہادت کا کلمہ پڑھتا ہے ......الاسلام یهدم ما کان قبله ......(۱) ''دورِ جاہلیت کے جتنے گناہ ہیں...... اللہ سارے اپنے رحم و کرم سے معاف کر دیتا ہے۔''

حضور ﷺ کی آمد سے دنیا میں انقلاب:

جب تک نہیں آئے تھے...... تو یہ عالم تھا...... اب اگلی بات کہنا چاہتا ہوں...... ذرا توجہ کرنا دنیا میں ہم دیکھتے ہیں ...... جب رات کے سناٹے چھا جاتے ہیں ...... رات ہو...... سیاہی ہو...... اندھیرا ہو...... رات ہو تو سب کچھ ہوتا ہے...... چوریاں رات کو ہوتی ہیں...... ڈاکے رات کو ہوتے ہیں...... شرابیں رات کو پی جاتی ہیں...... زانی زنا رات کو کرتا ہے...... ظلم و ستم کرنے والے...... ظلم و ستم رات کو کرتے ہیں...... اس لئے میرے نبیؐ نے فرمایا...... شام کو مغرب کے بعد چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیا کرو...... کوئی بدمعاش اچک کر لے جائے...... بچہ اپنی جگہ پر پریشان ماں باپ اپنی جگہ پر پریشان ہوتے ہیں...... یہ ظلم و ستم کی انتہا ہوتی ہے...... پھر ہر آدمی کہتا ہے...... یار! رات کا اتنا اندھیرا...... اور سناٹا اتنا ظلم کاش دن ہو...... پھر دنیا سویرے کی انتظار میں ہوتی ہے...... عیسیٰؑ کے جانے کے بعد محبوبؐ کے آنے سے پہلے پانچ سو سال کی طویل گہری رات جس میں سناٹے ہی سناٹے تھے...... ظلم ہی ظلم تھا۔

---

(۱) صحیح مسلم ص ۷۶ ج ۱ / مشکوٰۃ ص ۱۶ ج ۱ عن عمرو بن العاصؓ

کفر ہی کفر تھا...... جہل ہی جہل تھا...... ضلالت ہی ضلالت تھی...... گمراہی ہی گمراہی تھی...... جب یہ رات اپنی انتہاء کو پہنچی...... دنیا صبح کی منتظر تھی...... پھر وہ آفتاب نبوت طلوع ہوا ...... جس کو رحمت اللعالمین شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی اسم گرامی سے یاد کیا جاتا ہے...... محبوب آئے تو پوری دنیا کی کایا پلٹ جاتی ہے......

اب ذرا تھوڑا سا وہ دوسرا خاکہ سنیں...... نہ آئے تھے تو کیا حالت تھی...... آئے تو کیا انقلاب آیا اس کو سمجھیں......! آئے تو تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ایک رب کی پوجا کرنے والے بن گئے......

قل ھو اللّٰہ احد ٥ اللّٰہ الصمد ٥ لم یلد ولم یولد ٥ ولم یکن لہٗ کفواً احد ٥

کعبہ کا ننگے طواف کرنے والے...... کعبہ کی عظمتوں کا اعتراف کرنا شروع ہو گئے ...... نہ آئے تھے...... محبوب ﷺ ظلم وستم کرنے والے...... نبی ﷺ کے آنے کے بعد عدل و انصاف کے دور دورے ہو گئے...... محبوب ﷺ نے یہ انقلاب برپا کیا ہے...... انسانوں کو انسانیت سکھائی ہے...... آدمیت سکھائی ہے...... اخلاق سکھائے ہیں...... خوش خلقی سکھائی ہے...... پیار سکھایا ہے...... محبوب ﷺ نے عقائد سکھائے ہیں...... اعمال سکھائے ہیں...... معاشرتی زندگی سکھائی ہے...... سیاسی تدبیر سکھائی ہے...... دنیا میں رہنے سہنے کے سلیقے سکھائے ہیں...... اپنے رب کو منانے کے طریقے سکھائے ہیں...... آخرت کی نجات کے ذریعے سکھائے ہیں...... پیغمبر ﷺ نے ساری اتنی بڑی تبدیلی پیدا کی...... کہ

کافور پہ ہوتا تھا جن کو دھوکہ
ہو گئے زمانہ کے اکسیر بنانے والے

اونٹوں کے چرواہے زمانہ کے امام:

یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا نتیجہ ہے...... حضور آئے تو کیا انقلاب آیا...... بتوں کے پجاری ایک رب کی پوجا کرنے والے بن گئے...... نہ آئے تھے پانی

کے پیالوں پر لڑائی ہوتی تھی...... تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے...... اس بات پر لڑ پڑتے تھے...... کہ تو نے پہلے ڈول کیوں بھرا ہے...... میرا حق تھا...... تو پہلے کیوں آیا ہے...... لڑتے ہیں...... تو پچاس پچاس سالوں تک نسلوں میں لڑائی ہوئی ہے...... اور جب حضورؐ آئے تو اللہ نے محبت کا وہ سبق سکھایا...... توجہ کرنا!

ایک پانی کے پیالہ پہ لڑنے والے:

حدیث میں آتا ہے...... جنگ یرموک میں ایک صحابیؓ اپنے بھائی کو تلاش کرنے گیا...... کہتا ہے...... میں دیکھتا ہوں...... میرے بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے...... جان کنی کا عالم ہے...... میں نے قریب جا کر پوچھا...... کیا حالت ہے...... پانی دوں......؟ اس نے کہا پیاس ہے...... میں نے مشکیزے سے پیالہ میں پانی ڈالا...... اس کے منہ کے قریب لے گیا...... تھوڑے سے فاصلے پر ایسے ہی تڑپتا ہوا...... ایک اور صحابیؓ پڑا ہوا تھا...... وہ کہتا ہے مجھے بھی پیاس ہے...... اس مجاہد نے جان کنی کے عالم میں کہا...... میری خیر ہے...... اس کو پلا دو...... کہتا ہے دوسرے کے پاس لے کر جاتا ہوں...... ابھی میں وہاں پہنچا ہی تھا...... کہ کچھ فاصلے پر ایک تیسرا صحابیؓ تڑپ رہا تھا...... وہ کہتا ہے...... مجھے بھی پیاس ہے...... دوسرے نے کہا...... میری خیر ہے...... دوسرے کو پلا دے...... کہا جب میں تیسرے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں...... کہ شہید ہو چکے ہیں...... دوسرے کے پاس واپس آیا ان کی روح بھی پرواز کر چکی ہے میں جب اپنے بھائی کے پاس آیا...... یہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔

مسلمانو......! محبوب ﷺ نہیں آئے تھے...... پانی کے پیالہ پر نسلیں لڑتی تھیں...... میرے نبی نے وہ انقلاب برپا کیا کہ پانی کا پیالہ گھوم رہا ہے...... تین آدمی جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں یہ حضورؐ کے آنے سے انقلاب آیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کو برلانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا
اک نسخہ کیمیاء ساتھ لایا

حضور ﷺ کی آمد سے ماں کی عظمت:

ایسا انقلاب برپا کیا...... جو لوگ ماں سے زیادتی کرتے تھے...... اس محبوبؐ نے پھر اپنی زندگی میں سبق سکھایا...... سیدہ حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے کے لئے آئیں ...... حضورؐ اٹھ کر کھڑے ہو گئے...... آپؐ نے اپنی چادر بچھا دی...... دو زانو ہو کر اس کے سامنے بیٹھے رہے...... دودھ میں شہد ملا کر شربت بنا کر پلایا...... جب بی بی جانے لگی...... تو رسول اللہؐ روانہ کرنے کے لئے گئے...... صحابہؓ دیکھ کے کہتے ہیں...... محبوبؐ! یہ بڑھیا کون ہے......؟ فرمایا تم نے نہیں پہچانا...... مجھے دودھ پلانے والی اماں حلیمہ ہے...... یا ماں کی حالت وہ تھی...... یا اب پیغمبرؐ کے آنے سے ماں کو عزت ملی...... یا وہ ظلم و ستم کا دور تھا...... لوگ بیٹیوں کے بہنوں کے سودے کرتے تھے۔

حضور ﷺ کی آمد سے بہنوں کی عزت:

رسول اللہ کی ہمشیرہ جس وقت گرفتار ہو کر غزوہ طائف کے موقع پر آئی ہیں...... حضورؐ کو جب اطلاع ملی...... تو فرمایا اس کے ساتھ کتنے قیدی ہیں......؟ تین سو آدمی ان کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے...... حضورؐ نے فرمایا میری ہمشیرہ کو بھی چھوڑ دو...... ان کو بھی آزاد کر دو...... بہن کی وجہ سے سب کو رہا کر دیا گیا...... بہن کے صدقہ سے اس کی عزت

کے صدقے سے آج اوروں کو آزادی مل رہی ہے۔ ......(۱)

حضور ﷺ کی آمد سے بیٹیوں سے محبت:

حدیث میں آتا ہے...... جب سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کو ملنے آتیں ......محبوب ﷺ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے...... یا وہ دور تھا...... بیٹیاں دفن ہو رہی تھیں...... یا وہ زمانہ آیا...... اللہ کے محبوب ﷺ نے بیٹی کی عزت و محبت اتنی پیدا کر دی۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے...... جگہ چھوڑ دیتے...... اپنی جگہ پر بٹھاتے...... بی بی جاتی تو پیشانی پر بوسہ دیا کرتے تھے......(۲) ایک ایک بیٹی سے پیار کیا...... سیدہ زینبؓ کے متعلق فرمایا...... میری تمام بیٹیوں کی سردار میری بیٹی زینبؓ ہے...... اسلام کی خاطر سب سے زیادہ دُکھ اس بچی نے اٹھائے ہیں...... حتیٰ کہ ظالموں نے اتنا ظلم کیا کہ ہجرت کے سفر میں جس اونٹنی پر سوار تھیں...... اس پر حملہ کیا...... سیدہ نیچے گر پڑیں...... ظالم نے پیٹ میں زور سے لات ماری...... حمل تھا اس تکلیف کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا......(۳) بلکہ ایک روایت میں آتا ہے...... ظالم نے نیزہ مارا...... اس تکلیف کی وجہ سے سیدہ زینبؓ نے جام شہادت نوش کیا...... اللہ کے محبوب کو اس بیٹی کا سب سے زیادہ صدمہ ہوا...... سیدہ رُقیہؓ جس وقت ہجرت کر کے حضرت عثمانؓ کے ساتھ جا رہی تھیں۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ ایک چھوٹی سی گٹھری حضرت عثمانؓ کے سر پر تھی...... ایک گٹھری حضرت رُقیہؓ کے سر پر تھی...... جب حضورؐ نے روانہ کیا...... تو حضرت رُقیہؓ کی گٹھری

---

(۱) طبقات ابن سعد و اصابہ و طبری ص ۱۶۶۸ ج ۳ / سیرت النبیؐ ص ۳۲۲ ج ۱۔ (۲) صحیح بخاری ص ۵۳۲ ج ۱/ ...لم ص ۲۹۰ ج ۲ / ترمذی ص ۲۲۵ ج ۲ / (۳) طبقات ابن سعد ص ۲۰ ج ۱۸ زرقانی ص ۲۲۳ ج ۳

حضورؐ نے اپنے سر پر اٹھالی...... حضرت رُقیہؓ کہنے لگی......ابو جان میں اٹھالیتی ہوں......
فرمایا بیٹی جب چھوڑنے کے لئے جا رہا ہوں...... میں اٹھاتا ہوں......نہیں ابا اب آپ نبیؐ
ہیں...... مجھے اٹھانے دو رحمت کائنات کی زبان کے جملے دل پر لکھو......حضورؐ نے فرمایا......!
بیٹی مجھے اٹھانے دے......کہ بیٹیوں کے بوجھ باپ ہی تو اٹھایا کرتا ہے......آج بھی اگر بچی
پر کوئی صدمہ آئے......تو سب سے زیادہ دُکھ باپ کو ہوتا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق:

نوجوانو......! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں...... حدیث بڑی عجیب ہے......
حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہو گیا......حضرت علیؓ غصہ ہو کر
چلے گئے......حضورؐ گئے حضرت علیؓ کو منا کر لے آئے......اور آکر فاطمہؓ کے پاس بٹھایا......
ایک جملہ حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو کہا......ایک جملہ حضرت علیؓ کو کہا......اور وہ بڑا سبق آموز
ہے......فاطمہؓ کو کہا! فاطمہؓ بیٹی یہ تیرا شوہر ہے......اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا
......اگر اس حالت میں تجھے موت آئے......کہ علیؓ پر تو ناراض ہے......تو محمدؐ نے تیرا جنازہ
نہیں پڑھنا......اور جو جملہ علیؓ کو کہا......وہ دل پر لکھو......اور فرمایا......! علیؓ فاطمہ مجھ محمدؐ کے
جگر کا ٹکڑا ہے......(۱) جب اس کا دل دُکھتا ہے......محمدؐ کا سینہ دُکھ جاتا ہے......علیؓ ایسی بات
نہ کرنا......جس سے فاطمہؓ کا دل دُکھ جائے......حضرت علیؓ زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔

پوری کائنات کو ہدایت کا سبق:

مولانا عبدالقادر دین پوریؒ تھے......بہت بڑے عالم مولانا عبدالشکور دین پوریؒ
کے دادا حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے داماد تھے......جب بھی گھر میں کوئی چیز آتی۔

(۱) صحیح بخاری ص ۵۳۲ ج۱ / صحیح مسلم ص ۲۹۰ ج۲ / ترمذی ص ۱۲۵ ج۲

یا کوئی ہدیہ حضرت کے پاس آتا......تو حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب فوراً فرماتے......سب سے پہلے مولوی عبدالقادر کے گھر بھیجو......! تو ایک موقع پر اہلیہ میں سے کسی نے کہا...... حضرت جی آخر عبدالہادی اور رشید احمد یہ بھی تو آپ کے بیٹے ہیں...... ہر بات پہ آپ عبدالقادر کا تذکرہ کرتے ہیں......اس سے آپ کو زیادہ محبت ہے......بڑا عجیب جملہ کہا...... فرمایا اللہ والی اپنے جگر کا ٹکڑا نکال کے تو عبدالقادر کو دے دیا ہے......باقی ہم نے اپنے پاس رکھا ہی کیا ہے......بیٹی کی یہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پیدا کی......اللہ کے نبیؐ کی آمد سے یہ انقلاب آیا ہے......کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت کو ہدایت کا سبق دیا ہے...... انسانوں کو شعور دیا ہے...... زندگی دی ہے......اخلاق دیا ہے......مروت دی ہے......رواداری دی ہے......تین کام پیغمبرؐ نے اپنی زندگی میں بڑی عظمت اور محنت کے کئے ہیں......سب سے پہلے اُمت کو دعوت و تبلیغ کا طریقہ سکھایا ہے ......لوگوں کو محنت کرنا بتایا ہے...... جو تبلیغ کے حوالہ سے دین سیکھنے کے لئے تیار ہو جائیں ......ان کو بٹھا کر پیغمبرؐ نے درسگاہوں کی شکل میں تعلیم کا نظام سکھایا ہے......اور یہ دعوت اور تعلیم کے میدان سے جو لوگ تیار ہوتے ہیں......آگے بڑھتے ہیں...... پھر اللہ نے ان کے ذمہ لگایا ہے......کہ کفر کے مقابلہ میں جہاد کے لئے تیار ہو جائیں۔

تین بہت اہم شعبے:

اور میں آپ کو ایک عجیب بات کہتا ہوں......دعوت و تبلیغ سے اسلام پھیلتا ہے ......تعلیم سے اسلام محفوظ ہوتا ہے......یہ جو ہمارے مدارس میں دینی تعلیم پڑھائی جاتی ہے ......فرائض محفوظ ہیں......سنن محفوظ ہیں......مستحبات محفوظ ہیں......آداب محفوظ ہیں...... واجبات محفوظ ہیں......شریعت کا ہر مسئلہ محفوظ ہو جاتا ہے......یہ تعلیم کے صدقے ہے...... تبلیغ میں کوئی پورا دین نہیں پڑھا دیتے......کہ جو آپ پندرہ سال مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھتے

ہیں...... تبلیغ سے دین پھیلتا ہے...... تعلیم سے دین کی حفاظت ہوتی ہے...... اور جہاد سے دین غالب ہوتا ہے...... پیغمبر ﷺ بدر میں گئے...... تو غلبہ آیا ہے...... مکہ فتح کیا ہے...... تو غلبہ آیا ہے...... حجۃ الوداع پر آئے ہیں...... تو غالب ہوئے ہیں...... پھر آپ ﷺ نے سلاطین عالم کو خطوط لکھے ہیں...... تو غلبہ آیا ہے...... اس لئے تینوں شعبے بڑے اہم ہیں...... تینوں طبقات کے ذہن رکھنے والے لوگ بیٹھے ہیں...... میں سب سے درخواست کرتا ہوں...... اللہ کے لئے ایک دوسرے کا شکریہ ادا کیا کرو...... تبلیغ والو کہا کرو...... مجاہدو! اللہ تمہیں جزائے خیر دے...... پڑھنے والے طالب علمو......! اللہ تمہیں جزائے خیر دے...... ہم اگر ایک کام میں لگے ہوئے ہیں...... دوسرے دو کام تم کر رہے ہو...... ہماری طرف سے تم فریضہ ادا کر رہے ہو...... مدارس کی تعلیم والوں کو کہنا چاہیے...... کہ جو ہماری ذمہ داری تھی...... کہ ایک ایک آدمی کا دروازہ کھٹکھٹاتے...... اس کی منت کر کے اس کو تبلیغ کے میدان میں لاتے...... ہم یہ نہ کر سکے ہم یہاں بیٹھ کر پڑھا رہے ہیں۔

تبلیغ والو......! اللہ تمہیں جزائے خیر دے...... اللہ تم سے یہ کام لے رہا ہے...... مجاہدو! تمہیں اللہ جزائے خیر دے...... تم نے اپنی جوانی دین پر خرچ کی ہوئی ہے...... اس طریقہ سے مجاہدوں کو یہ کہنا چاہئے...... کہ ہم جہاد کے ایک میدان میں لگے ہوئے ہیں...... دو کام تم کر رہے ہو...... تعلیم والے بھی، تبلیغ والے بھی ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں...... یہ تینوں چیزیں اللہ کے نبی نے اس امت کو دی ہیں۔

نگاہ نبوت ﷺ کی تاثیر سے عرب کے چرواہوں کی کیفیت:

توجہ کریں......! حضور نہیں تھے تو کیا تھا......؟ آئے تو کیا انقلاب آیا...... آئے تو انقلاب آیا...... کہ عرب کے بدو چرواہے زمانہ کے امام بن گئے...... حضرت عمر بن خطابؓ اپنے دورِ خلافت میں بیٹھے ہوئے ہیں...... کوئی بات ہو گئی...... کسی وجہ سے اپنے ایک ملازم

کو ڈانٹ دیا.....تھوڑی دیر کے بعد احساس ہوا..... اس کو بالایا بڑے پریشان ہوئے ......اپنے آپ کو یوں پکڑ کے ایک جملہ کہا عمرؓ.....! اللہ سے خوف کر تو وہ بدو ہے..... جسے اونٹ چرانا نہیں آتے تھے.....یاد ہے.....ایک دفعہ اونٹ چرانے کے لئے گیا تھا.....کعبہ کے بالکل قریب جبل عمرؓ کے نام سے ایک پہاڑی ہے.....اس کے اوپر ایک مسجد عمرؓ ہے ......وہاں میں نے نمازیں بھی پڑھی تھیں.....اس جگہ پر حضرت عمرؓ اونٹ چرانے کے لئے جایا کرتے تھے.....تو اونٹ چرانے جاتا تھا.....ایک دفعہ اونٹ گم ہو گیا تھا..... تیرے باپ نے چہرے پر تھپڑ مارے تھے.....عمرؓ آج بائیس لاکھ مربع میل کا فاتح ہے..... یہ محمد رسول اللہ کی نگاہ کی تاثیر ہے یہ رسول اللہ کی تربیت کا اثر ہے.....کہ اللہ نے اتنا بڑا مقام عطا کیا۔

میرے قابل قدر دوستو.....! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں ..... حضورؐ نے اتنا بڑا انقلاب برپا کیا.....کہ اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام بنے..... عربیوں کو آپ دیکھتے ہیں..... کہ وہ کالا سا رسہ نما اپنے سر پر رکھتے ہیں.....وہ اس طرح کے رومال سر پر رکھ کر اوپر دہ رکھتے ہیں.....اس کو عربی میں اکال کہتے ہیں .....اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں ایک رواج تھا..... کہ جو لوگ اونٹ کے چرواہے ہوتے تھے.....یہ اپنے کندھے پر رسیاں رکھتے تھے..... کہ جب اونٹ کو بٹھانا ہو.....تو اس کا گھٹنا.....اس رسی سے باندھ دیتے ہیں..... وہ رسی ان کے پاس ہوتی تھی .....اور سیدنا عمرؓ کی عادت تھی..... کہ کوئی رسی ہاتھ میں ہے..... کوئی کندھے پر رکھی ہوئی.....اور بعض دفعہ کسی رسی کو اپنے سر پر یوں باندھ دیتے تھے..... جیسے کام کے وقت عورتیں اپنا دوپٹہ باندھ لیتی ہیں..... یا مرد کسی کام کے وقت باندھ لیتے تھے..... حضرت عمرؓ وہ رسی باندھتے تھے.....جس وقت امیر المومنین بن گئے.....اور یہ واقعہ پیش آیا.....اور کہا عمرؓ! تجھے یاد ہے تو اونٹوں کا چرواہا تھا.....اب زمانہ کا امام بنا ہوا ہے..... اندر تشریف لے گئے وہی رسی لے آئے.....اور اپنے سر پر باندھی اور کہا عمرؓ تیری اصلیت تو

یہ ہے......آج تو زمانہ کا امام ہے......تو رسول اللہ ﷺ کے صدقے سے ہے......اس دن سے یہ روایت چلی ہے......اب یہ اندر وہی رسی ہوتی ہے......اس کے اوپر بے شک حریر و ریشم کے دھاگے اس پر لپیٹ دیں......اب دنیا اس کو فخر سے پسند کرتی ہے......اہل عرب میں اب تک وہی رواج چلا آرہا ہے یہ حضرت عمرؓ کی وہ ادا ہے......جسے زندہ کیا گیا ہے۔

قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھامنا:

اب میں تیسری چیز آپ حضرات کے سامنے مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں...... تفصیل کا وقت نہیں ہے......تیسرا کام جو محبوب نے کیا وہ یہ کہ جاتے ہوئے آقاؐ نے ہمیں کیا دیا......دو چیزیں دیں اور اس آیت کا خلاصہ وہی دو چیزیں ہیں...... بلکہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ ہیں......فرمایا لوگو...... ترکت فیکم امرین...... (۱) ''میں جاتے ہوئے دو چیزیں دے کے جا رہا ہوں'' کتاب اللّٰہ وسنة رسولہ اللہ کا قرآن دے کے جا رہا ہوں۔ اپنا طریقہ دے کے جا رہا ہوں۔ تمسکتم لن تضلوا من بعدی ابدا ''ان دو چیزوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔'' کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کتاب اللہ، اللہ کا کلام ہے......اور سنت رسول اللہ اس قرآن کو سمجھنے کا طریقہ ہے۔

وحی کو کون صحیح سمجھا سکتا ہے؟:

دنیا کا کوئی جاہل ہو...... بیوقوف احمق نادان یہ کہتے ہیں......کہ قرآن کو میں سمجھ سکتا ہوں......اور میں اپنی سمجھ سے قرآن پڑھ سکتا ہوں...... وہ سب سے بڑا بیوقوف ہے ......اس سے بڑا بے کار آدمی دنیا میں کوئی نہیں......اس لئے کہ قرآن کو سمجھنا ہمارے بس کی بات ہی نہیں......قرآن جب تک صاحب قرآن نہ سمجھائے۔

---

(۱) مسند احمد ص ۱۷ ج ۳ / ترمذی ۲۱۹ ج ۲ /

اس وقت تک قرآن سمجھ نہیں آسکتا.....اور صاحبِ قرآن ہیں...... محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کیوں......؟اس کو دوسرے لفظوں میں سمجھو......! قرآن ہے وحی ......وحی صاحب وحی تو سمجھا سکتا ہے......جس پہ وحی آتی ہو......وہ سمجھائے گا...... کہ اس وحی کا کیا معنی ہے......جو صاحب وحی نہ ہو......وہ نہیں سمجھا سکتا۔

وہم کا اُلو اور وحی:

دیکھیں...... ہم جتنے لوگ ہیں...... کوئی بڑے سے بڑا علامہ ہو......فہامہ ہو......شیخ ہو......محقق ہو......پیر ہو......ولی ہو...... یہ کتنے بھی اونچے درجے پر چلے جائیں ......ہم صاحب وہم ہیں......ہم وہم والے ہیں...... نبی وحی والا ہے......وہم والا......وحی والے کا مقابلہ کیسے کرسکتا ہے......؟اس لئے قرآن وحی ہے......وحی کو سمجھنے کے لئے وحی والے کی ضرورت ہے......وحی، وہم سے نہیں سمجھی جاسکتی...... ہماری حالت تو یہ ہے......ہم جتنے لوگ اس معاشرہ میں رہتے ہیں......وہم کی پوزیشن یہ ہوتی ہے......بیٹھے بیٹھے دور سے ایک چیز نظر آئی......وہ آدمی کھڑا ہے...... پتہ چلا کہ آدمی نہیں ہے......درخت ہے......پھر کہا نہیں نہیں درخت نہیں ہے......پتھر پڑا ہے......اوئے نہیں میں تو بھول گیا ہوں......یہ تو سایہ ہے......تو ایک منٹ میں ایک چیز کو دیکھ......چار وہم آئے...... پہلے آدمی کہا......پھر درخت کہا پھر پتھر کہا......پھر سایہ کہا......یہ وہم والے ہیں......آپ گاڑی پر جا رہے ہیں ......گاڑی چل رہی ہے......آپ موٹروے پر جا رہے ہیں......ایک تیز رفتار گاڑی چلا رہا ہے......سورج کی تپتی ہوئی دھوپ اس روڈ پر پڑتی ہے......لگتا دور سے ایسے ہے......کہ آگے پانی ہے......اور اس نے بریکیں مارنا شروع کر دیں......قریب جا کے دیکھا تو خشکی ہی خشکی ہے......پانی نہیں ہے......کیا ہے......؟(وہم) وہ پڑا ہے......ڈاکٹروں نے کہا یہ دم توڑ چکا ہے......مر گیا ہے یقین ہے......کہ یہ مردہ ہے......لیکن اکیلا آدمی بیٹھے بیٹھے سوچتا

ہے...... یہ اٹھ تو نہیں پڑے گا...... پھر کہتا ہے کہ کہیں یہ مجھے پکڑ نہ لے...... پھر سوچتا ہے یہ بول تو نہیں پڑے گا...... اس کو وہم کہتے ہیں...... اور یہ وہم والا بیوقوف وحی کو کیسے سمجھے...... اس لئے وحی کو سمجھنے کے لئے صاحب وحی کی ضرورت ہے۔

نبی ﷺ کا وحی والا ہونا:

یہی فلسفہ تو اس آیت میں ہے...... جس کو قرآن نے کہا...... قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیی ...... ''بشر تم بھی ہو بشر کا معنٰی انسان حضور ﷺ نے فرمایا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) بھی ہوں۔''

فرق یہ ہے...... تم وہم والے ہو...... میں وحی والا ہوں...... تم اپنے تصور سے سوچتے ہو...... میں رب کی مرضی سے سوچتا ہوں...... میں بولتا نہیں ہوں...... جب تک وہ بلوائے نہ میں کوئی کام نہیں کرتا...... جب تک اس کی مرضی نہ ہو...... میری طرف سے چلنا پھرنا نہیں ...... جب تک اس کا حکم نہ ہو...... یہ وحی عام بات نہیں ہے...... وحی ہی نے تو سارا نظام تبدیل کیا ہے...... پیغمبر ﷺ کو عظمت ملی ہے...... وحی کی وجہ سے اس لئے نبیؑ صاحب علم وکمال ہوتا ہے ...... ہمارے پاس وہ چیزیں نہیں...... جو اللہ نبوت کو عطا فرماتے ہیں...... نبی ﷺ خیر الانام ہے...... نبی ﷺ افضل ہوتا ہے...... عام آدمی ارذل ہوتا ہے...... وہ برتر و بلند ہوتا ہے...... یہ کم تر ہوتا ہے...... وہ عظمتوں والا ہوتا ہے...... یہ پستی کی طرف ہوتا ہے...... وہ بولے منہ سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں...... میں اور آپ بولیں...... تو منہ سے تھوک نکلتا ہے...... میرا اور آپ کا تصور ہو اس میں غلطی آتی ہے...... نبی ﷺ سوچتا ہے...... تو وحی بنتی ہے...... اس لئے وحی، قرآن کو سمجھنے کے لئے ہے۔

اُمت کی ضرورت:

فرمایا......! ''وسنتی'' اپنے دماغ سے قرآن کو نہ سوچنا کہ میں نے یہ سمجھا ہے ...... بڑی پرانی بات ہے......سعودی عرب نے چاہا......کہ قرآن کا ترجمہ وتفسیر اُردو میں شائع کریں......اس کے لئے مختلف لوگوں نے تراجم پیش کئے...... کسی نے کہا اس کو شائع کرو...... کسی نے کہا اس کو شائع کرو...... یہ تفسیر عثمانی جو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی ہے ...... جو شیخ الہند کا ترجمہ ہے...... یہ شائع ہوا...... اس وقت کچھ لوگوں نے تفہیم پیش کی ......کہ اس کو شائع کرو......تو عرب کے شیخ نے بڑا عجیب جملہ کہا......اس نے کہا......ہم نے تفسیر شائع کرنی ہے......تفہیم نہیں......اب یہ تفسیر اور تفہیم میں فرق کیا ہے...... یہ علماء بتائیں گے......تفسیر کہتے ہیں...... جسے قرآن سمجھنے والوں نے جنہوں نے نبیؐ سے سمجھا...... جوانہوں نے تفسیر بیان کی ہے......اسے تفسیر کہتے ہیں......اور جو اپنی سوچ سے قرآن کو سمجھتا ہے......اسے تفہیم کہتے ہیں......اس لئے ہمیں پیغمبرؐ پہ اعتماد کرنا ہے......تو حضورؐ نے فرمایا ......قرآن چھوڑ کے جارہا ہوں......اور اپنا طریقہ چھوڑ کے جارہا ہوں......وہاں پر سنتی کہا...... حدیثی نہیں......کہ میں اپنی حدیث دے کے جارہا ہوں......فرمایا میں اپنی سنت دے کر جارہا ہوں کیوں......؟ اس لئے کہ جو سنت ہے......وہ اُمت کی ضرورت ہے...... حدیثیں ایسی بھی ہیں......جو ضرورت نہیں......مثلاً چاند کے ٹکڑے کرنا یہ حدیث تو ہے ......تو اُمت کی ضرورت نہیں......کہ آپ بھی چاند کے ٹکڑے کریں......معجزات جتنے ہیں ......یہ حدیثیں تو ہیں......سنت نہیں......حضورؐ کی صفات جتنی ہیں......وہ حدیثیں ہیں...... مگر اُمت کے لئے سنت نہیں...... تو رحمت کائنات جیسا چہرہ...... حضور ﷺ جیسے ہاتھ......محبوب ﷺ جیسے قدم...... حضور ﷺ جیسا جسم اطہر......محبوب ﷺ کے پسینہ سے جیسے خوشبو یہ ساری باتیں نبوت کی خصوصیات ہیں......کوئی عام آدمی کہے......میں حدیث پر عمل

کرتا ہوں......اس سے بڑا دنیا میں جاہل کوئی نہیں......اس لئے سنت وہ ہوتی ہے......جو اُمت کی ضرورت ہو......اور جس کو ہم فقہ کہتے ہیں...... یہ بات یاد رکھنا...... یہ کوئی نیا دین نہیں......بعض لوگ چڑتے ہیں......کہ فقہ کی کیا ضرورت ہے......؟ مختلف حدیثوں میں جو پیغمبر ﷺ کی سنتیں ہیں......ان کو ایک جگہ جمع کر کے یاد کرا دینا فقہ ہے...... تعلیم الاسلام ایک چھوٹا سا رسالہ ہے......اس میں لکھا ہوا ہے......وضو کی کتنی سنتیں ہیں......؟ تیرہ سنتیں ہیں وضو کی......دنیا کی کسی حدیث میں ایک جگہ بخاری، مسلم، ترمذی کھولو تو کہیں تیرہ سنتیں مل جائیں تو مجھے کہنا......!اب یہ محدثین کی محنت ہے......کہ کوئی بخاری میں تھی......کوئی مسلم میں تھی......کوئی ترمذی میں تھی......کوئی ابوداؤد میں تھی......کوئی نسائی میں تھی......کوئی ابن ماجہ میں تھی......کوئی مؤطا میں تھی......کوئی کسی جگہ تھی......کوئی کسی جگہ ان حدیثوں کو جمع کر کے ان میں سے جو سنتیں تھیں......جو وضو کے طریقے تھے......ان کو اکٹھا کر کے لکھ دیا......کہ وضو کی تیرہ سنتیں ہیں......ان میں نیت کرنا سنت ہے......ہاتھ دھونا سنت ہے......کلی کرنا سنت ہے ......ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے......اس طریقہ سے تیرہ سنتیں گن کر بتا دیں......اس کو سنت کہتے ہیں......اب ہر آدمی کے بس کی بات نہیں......کہ حدیث کو یاد کرے......لیکن ان سنتوں پر عمل ہر آدمی کر سکتا ہے......اس لئے حضورؐ نے فرمایا ایک تو قرآن پڑھنا......دوسری میری سنتوں پر عمل کرنا......تیسری تمہارے ذمہ کوئی اور چیز نہیں لگائی......اللہ ہم سب کو محبوبؐ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق دے......اور یہ دو چیزیں جو حضورؐ نے اُمت کو ہدیہ کی ہیں......ان پر ہمیشہ کے لئے کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین